Total DamageBook

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188506
UNIVERSAL
LIBRARY

188 506

905/3/A 1 ت
K1014 P.9.
آردن ، ویلیم
تاریخ قرغ آباد

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۴٫۳۵ ت Accession No. P.G. 10 16

Author اردو، ولیم

Title تاریخ نویسی

This book should be returned on or before the date last marked below.

تاریخ فرخ آباد

نوابانِ بنگش

من ابتدای سنہ ۱۷۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۵۸ء

مؤلفہ

جناب فیضمآب معلی القاب مسٹر ولیم آرون صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ بہادر

واسطے افادۂ خاص و عام کے اردو میں

ترجمہ کیا گیا

بماہ نومبر سنہ ۱۸۵۸ء

مطبع حسنی فتحگڑھ میں خاکسار حسین نجیب کے اہتمام سے

چھپی

تاریخ فرح آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے سنہ ۱۳ھ لغایت سنہ ۱۲۵۸ھ موافق ولیم آروین
سی ایس فتحگڑھ ممالک مغربی و شمالی

حصہ اول

سنہ ۱۱۳۱ھ مین فرخ سیر کے تخت نشینی کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی عالیشان عمارت گر چلی ضعیف العقل اور آوارہ مزاج بادشاہون کے ہاتھہ مین جو خود غرض اور نالایق مصاحبون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا۔ جون جون دباؤ کم ہوتا گیا صوبہ دارون نے حقوق شاہی پر درحقیقت اپنا تصرف کر لیا اور اُنکے عہدہ واختیارات اُنہین کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اس امر مین برابر اکبر کے جانشینون کی منظوری برائے نام ہوتی تھی جسوقت انگریزون نے معاملات ملکی

ہندوستان مین دست اندازی کی اُسوقت جسقدر ریاستہاے اسلامیہ موجود تھین اون سب کی اُسی زمانہ سے بنیاد پڑی تھی۔ بنگال کے نواب ناظم۔ صوبہ دار علی وردی خان کے خاندان مین ہین جسنے کہ ۱۷۴۴ء مین وفات پائی۔ نظام حیدرآباد۔ نظام الملک آصف جاہ کے جو ۱۷۱۳ء سے لغایت ۱۷۴۸ء صوبہ دار دکھن رہا جانشین ہین۔ شاہان اودہ۔ سعادت خان برہان الملک کی نسل مین ہین جو کہ ۱۷۱۳ء مین صوبہ دار اودہ مقرر ہوا تھا۔ روہیلہ محمد شاہ کے عہد حکومت مین خود مختار بن بیٹھے تھے۔ اور بھرت پور کے جاٹون کی اُس زمانہ مین ترقی ہوئی جبکہ چوڑامن محمد شاہ کے باغی وزیر عبداللہ خان قطب الملک نامی کا شریک تھا۔ خاندان بنگش نے بھی جس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جسکی تحت تصرف مین اراضی وسیع وسط دواب مین تھی اسی زمانہ مین ہمچو دیگران عروج حاصل کیا اور اگرچہ آخر مین اس خاندان کا زمانہ بہت بگڑ گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اس خاندان کی صورت حال سے امید ہوتی تھی کہ اسکی ترقی آیندہ اور ریاستون سے کسیطرح کم نہوگی جب محمد خان نے ۱۷۴۳ء مین وفات پائی تو اُسوقت یہہ کوئی نہین سمجھتا تھا کہ محمد خان کے جانشین ایسے جلد کمزور ہو جاوینگے کوئی اُوسکا جانشین بدتدبیر و ناعاقبت اندیش اور کوئی بعقل و پست حوصلہ ہوا علاوہ ازین اُنکا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور افواج غنیم کے آنے کے واسطے شمال و جنوب و مغرب سے برابر راہین کشادہ تھین ان سب وجوہات سے ریاست فرخ آباد بالکل ناچیز و بیقدر ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مورخون نے نوابان بنگش کی واجبی داد نہین دی ہے۔ کسی جگہہ اونکی تاریخ مین سلسلہ وار

حالات بیان نہین ہوئے ہین اور اکثر واقعات جنمین بنگشوں نے بڑے بڑے کارنمایان کیئے ہین قلم انداز ہوگئے ہین یا اُون کامون کے غلط طور پر روایت کی گئی ہی۔ اِس کتاب کی تالیف سے اصلی مدعا یہہ ہی کہ اِس نقص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہی کہ بلحاظ مقام یہہ اول مرتبہ ہی کہ نوابان بنگش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہی۔

بیان اون کتابون کا جن سے کہ تاریخ ہذا تالیف کی گئی

چونکہ اکثر کتابین جنکا مین نے استعمال کیا ہی قلمی ہین اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی اُنسے واقف نہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اون کتابون اور اونکے مصنفون کے حال سے ابتدا کیجاوے۔ انمین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہی جس مین خطوط منجانب محمد خان و نیز بنام محمد خان ہین۔ یہہ مکتوب منشی صاحب رائے نے ۱۱۵۹ھ ہجری مین (مطابق جنوری ۱۷۴۶ء لغایت جنوری ۱۷۴۷ء) جمع کیا تھا اور اُوسکا نام تاریخی خجستہ کلام ہی۔ اسمین ۲۰۶ خط منجانب محمد خان اور ۸۹ بنام محمد خان ہین۔ اور ہرچند کہ اِس مکتوب مین اُس زمانے کے سب بڑے بڑے آدمیون کے خط ہین مگر بالخصوص۔ بادشاہ۔ وزیر قمرالدین خان نظام الملک۔ خان دوران خان امیر الامرا۔ اور روشن الدولہ کے نام کے خطوط بکثرت ہین۔ اور یہہ خطوط بہت اکثر ۱۱۵۰ھ ہجری سے لغایت ۱۱۵۹ھ ہجری کے لکھے گئے ہین۔ یہہ مکتوب طول مین ۱۰ انچہہ اور عرض مین ۶ انچہہ ہی اِس مین ۲۵۱ ورق اور ہر صفحہ مین ۱۵ اسطرین ہین لیکن آخر مین دو تین ورق کم ہین۔ یہہ کتاب صاحب رائے کے پرپوتے مسمی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی ردی کو اغذ کے انبار

مین پڑی تھی اور عرصہ سے ایک بند درجہ مین بوجہہ نمی اور کیڑوں کے بالکل مٹی
ہوگئی تھی - اس کی کوئی اور نقل موجود نہیں معلوم ہوتی - خاندانی حال صاحب رائے
کا جہانتک کہ پرچون سے جو اوس کی کتاب کے آخر مین بچ رہے تھے دریافت ہوسکا
یون ہی - کہ اوسکا دادا منوہر داس سرکار گوالیار کے ضلاع بہٹ - ساہنہ - انتری
اور دیگر مقامات مین پیشکار رہا وہ گوالیار مین رہتا تھا اور وہان اُس کا ایک پختہ مکان
تھا - بعد وفات منوہر داس اُسکا بیٹا دوارکا داس تلاش روزگار شاہجہان آباد گیا
اور وہان پہاڑ گنج خرد مین سکونت گزین ہوا - وہان اوسکو بذریعہ لالہ گاج سنگھ پیشکار
خالصہ شریفہ کے جو اُوسکا دوست تھا کوئی جگہہ مل گئی - دوارکا داس دو بیٹے چھوڑکر
مرا ایک ڈالچند دوسرا صاحب رائے - ڈال چند نواب سعادت خان کے پاس تھا
اور خطوط کی نقل کیا کرتا تھا اور نیز نواب کے بیج کا حساب اوس کے پاس رہتا تھا
صاحب رائے کو اوس کے بھائی نے تعلیم دلوائی اور فرخ سیر کے عہد حکومت مین ۱۷۱۲ء
سے لغایت ۱۷۱۸ء صاحب رائے نواب محمد خان کی سرکار مین بعہدہ سکرٹری یعنی منشی گری
ممتاز رہا - یہہ معلوم نہین کہ صاحب رائے نے کب وفات پائی صاحب رائے کے بعد اوسکے
پوتے دلیپ رائے کو یہہ جگہہ ملی اور وہ نواب مظفر جنگ کے زمانے مین ۱۷۵۱ء سے لغایت
۱۷۹۶ء اور نواب ناصر جنگ کے عہد مین ۱۷۹۶ء سے ۱۸۱۳ء تک بڑا مشہور و معروف رہا -
سید حسام الدین شاہ گوالیاری کی تاریخ بخیال قدامت و عمدگی دوم درجہ کی ہی - حسام الدین شاہ
کا دادا ابو الحسن ولی محمد غوث گوالیاری کا بھانجہ اور نیز داماد تھا - حسام الدین قبل از ۱۷۲۳ء

محمد خان کے عہد مین فرخ آباد مین آیا اور یکون مین مقرر ہوگیا - وہ محاصرہ الہ آباد (اکتوبر ۱۷۵۸ء
لغایت اپریل ۱۷۵۹ء) اور محاصرہ فتحگڑہ (بماہ اپریل وئی ۱۷۵۹ء اور جنگ روہیلکھند (بماہ
اکتوبر ۱۷۵۹ء سے اپریل ۱۷۶۰ء تک) کے موقعون پر موجود تھا - آخر مین وہ نقیب ہوگیا اور
۱۲۱۰ ہجری مین (مطابق جولائی ۱۷۹۵ء لغایت جولائی ۱۷۹۶ء وفات پائی -

یہہ کتاب نومبر ۱۷۶۳ء کی لڑائی کے بیان تک جسمین کہ قاسم خان مقتول ہوا کچھہ عمدہ نہین ہی
مگر پھر اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان ۱۷۸۱ء مین حالات بہت مفصل اور دلچسپ
ہین - عبارت بہت سلیس اور معہ تصاویر ہی اور بہت عبارت آرائی نہین کی گئی ہی - میری
رائے مین مصنف اس کتاب کا اس تعریف کے لایق ہی جو کہ مفتی ولی اللہ نے اسکی معتبری
کی ہی - یہہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ مین
سے مستعار دی تھی - اسکا طول ۷۰ انچہہ اور عرض ۵۰ انچہہ ہی اور ۳۹۳ صفحہ اور
ہر صفحہ مین ۱۱ اسطرین ہین - حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہین - محمد خان اور قاسم جنگ
کا حال صفحہ ۴ سے ۵۴ تک - امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان ملجانا
پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۵۴ سے لغایت ۸۹ -
احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا
بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۵۰ تک - وزیر کا بار دگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھند کو جانا صفحہ
۱۵۰ سے ۲۲۶ تک - احمد خان کا پہاڑون پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد
حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹ - وزیر کا مرہٹون کے ساتھہ آنا اور احمد خان کو محاصرہ

مین کرلینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمد خان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح کرلینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۳ تک - احمد خان کا معہ سرداران روہیلیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۳ سے لغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت ۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھالانا صفحہ ۳۵۳ سے لغایت صفحہ ۳۹۳ - تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہی جو ۱۲۴۵ ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ء لغایت جون ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہی - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سانڈی سرکار خیر آباد مین ۱۱ شوال ۱۱۶۵ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست ۱۷۵۲ء پیدا ہوئے تھے (اونکے باپ سید احمد علی ۱۱۸۳ ہجری مین مطابق ۱۷۶۹ء کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے - اس خاندان کی دس پشت سے سانڈی مین بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہی - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے لوگ دس پشت تک وائی پور مین رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب ہیں گنگا کی متصل ہی لوگ کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر مین اپنے والد کے ساتھ فرخ آباد مین آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور عبد الواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - ۱۱۸۹ ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۵ء لغایت فروری ۱۷۷۶ء) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ سے اوس نے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ ہجری مین مطابق

محمد خان کے عہد مین فرخ آباد مین آیا اور یکون مین مقرر ہوگیا - وہ محاصرہ الہ آباد (اکتوبر ۱۷۵۸ء
لغایت اپریل ۱۷۵۹ء) اور محاصرہ فتحگڑہ (ماہ اپریل دمئی ۱۷۵۹ء اور جنگ روہیلکھنڈ (ماہ
اکتوبر ۱۷۵۹ء سے اپریل ۱۷۶۰ء تک) کے موقعون پر موجود تھا - آخر مین وہ فقیر ہوگیا اور
۱۲۱۰ ہجری مین (مطابق جولائی ۱۷۹۵ء لغایت جولائی ۱۷۹۶ء وفات پائی -

یہہ کتاب نومبر ۱۷۴۰ء کی لڑائی کے بیان تک جسمین کہ قایم خان مقتول ہوا کچھہ عمدہ نہین ہی
مگر پھر اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان ۱۷۸۱ء مین حالات بہت مفصل اور دلچسپ
ہین - عبارت بہت سلیس اور معہ تصاویر ہی اور بہت عبارت آرائی نہین کی گئی ہی - میری
رائے مین مصنف اس کتاب کا اوس تعریف کے لایق ہی جو کہ مفتی ولی اللہ نے اسکی معتبری
کی ہی - یہہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ مین
سے مستعار دی تھی - اسکا طول ۷۰ انچہہ اور عرض ۵۰ انچہہ ہی اور ۳۹۳ صفحہ اور
ہر صفحہ مین ۱۱ اسطرین ہین - حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہین - محمد خان اور قایم جنگ
کا حال صفحہ ۴ سے ۵۴ تک - امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان دیلیجانا
پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۵۴ سے لغایت ۸۹ -
احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا
بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۵۰ تک - وزیر کا بار دگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھنڈ کو جانا صفحہ
۱۵۰ سے ۲۲۶ تک - احمد خان کا پہاڑون پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد
حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹ - وزیر کا مرہٹون کے ساتھہ آنا اور احمد خان کو محاصرہ

مین کرلینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمد خان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح کرلینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھہ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۳ تک - احمد خان کا معہ سرداران ریسالیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۳ سے لغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت ۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھالانا صفحہ ۳۵۳ سے لغایت صفحہ ۳۹۳ - تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہی جو ۱۲۴۵ ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ء لغایت جون ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہی - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سانڈی سرکار خیرآباد مین ۱۱ شوال ۱۱۶۵ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست ۱۷۵۲ء پیدا ہوئے تھے (اونکے باپ سید احمد علی ۱۱۸۰ ہجری مین مطابق ۱۷۶۶ء کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے - اس خاندان کی دس پشت سے سانڈی مین بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہی - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے لوگ دس پشت تک دائی پور مین رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب ہیں گنگا کی متصل ہی لوگ کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر مین اپنے والد کے ساتھہ فرخ آباد مین آیا - اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور عبدالواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - ۱۱۹۱ ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۶ء لغایت فروری ۱۷۷۷ء) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ سے اوس نے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ ہجری مین مطابق

فروری ۱۸۰۶ء لغایت فروری ۱۸۰۷ء) اُسنے چھہ ماہ مقامات متبرکہ کی زیارت مین صرف کئے - اور آخر کار ۱۲۹۶ھ ہجری مین (مطابق دسمبر ۱۸۸۱ء لغایت دسمبر ۱۸۸۲ء) ہندوستان کو واپس آیا اور شہر فرخ آباد مین سکونت اختیار کی - جو کچھہ صرف سے بس انداز ہوا اوس کو ولی اللہ نے جمع کرکے چند قطعہ مکانات خریدے اور اون سب کو ملاکر ایک مدرسہ تعمیر کرایا اور اُسکا نام فخر المرابع وربع المفاخر رکھا - اِس نام سے ۱۲۲۲ھ ہجری (مطابق فروری ۱۸۰۷ء لغایت ۱۸۰۸ء) برآمد ہوتے ہین - ولی اللہ کا کتب خانہ ابھی مدرسہ مین موجود ہی لیکن اب نکوئی طالب علم ہی نہ وہان کچھہ تعلیم ہوتی ہی ۲۹ - اگست ۱۸۰۵ء کو ولی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور یہہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ اکتوبر ۱۸۲۸ء تک اونکے نام رہا - بعد اونکے اونکے رشتہ دار ولایت علی مفتی ہوئے - مفتی ولی اللہ نے ۵ جمادی الثانی ۱۲۴۹ھ ہجری کو مطابق ۱۸ نومبر ۱۸۳۳ء کو وفات پائی - ذیل کی تاریخون سے اونکا سال وفات برآمد ہوتا ہی -

گنج معنی برفت زیر زمین ٭ دفن کردند گنج علم بخاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہی - اِس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے مستعار دی تھی طول مین دس انچھہ اور عرض مین ساڑھے چھہ انچھہ ہی اسمین ۳۵ صفحہ ہین فی صفحہ سطرون کا شمار مختلف ہی - اِس کتاب کے دو حصہ ہین - حصہ اول مین تاریخ فرخ آباد اور خاندان بنگش کا حال ہی اور ۱۶۰ صفحہ ہین جنمین ایک دیباچہ اور ۸ فصلین ہین - حصہ دوم مین پانچ فصلین ہین - فصل اول مین مشہور و معروف اشخاص کا حال ہی - فصل دوم مین شیخون سیدون اور فقرا کا بیان ہی فصل سوم مین علما کا - اور فصل

چہارم مین شعرا کا تذکرہ ہی۔ فصل پنجم مین مصنف نے اپنا حال تحریر کیا ہی۔ تواریخی حصہ مین کچھہ تفصیل وار حالات نہیں ہین اور بہت کچھہ کتاب سیر المتاخرین وغیرہ سے نقل کیا گیا ہی لیکن بعض بعض حالات ذاتی علم یا دریافت سے بڑہائے گئے ہیں۔ سب سے عمدہ وہ حصہ کتاب ہی جس مین بنگش پٹھانون کی بنیاد کی روایت ہی۔ قریب دو حصہ کے اس کتاب مین اون غیر مشہور مسلمانون کے سوانح عمری کا انتخاب ہی جو کہ فرخ آباد مین رہتے تھے یا یہان بطور سیر آئے تھے لوح تاریخ ایک اردو کی کتاب ہی جو کہ اپنی شکل موجودہ مین ۱۲۵۵ ہجری مطابق مارچ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ ۱۸۴۰ء کے قریب لکھی گئی تھی۔ میر بہادر علی کی کاپی جو کہ اوسکے بھتیجے سلامت علی نے مجھے مستعار دی تھی ۹۰ انچہ طول مین اور ۶ انچہ عرض مین ہی اسمین ۵۴۴ صفحہ ہین اور فی صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک سطرین ہیں۔ عبارت روزمرہ سلیس ہی اور اگرچہ حالات تاریخی اس مین کم ہین اور سلسلہ بھی اچھا نہین ہی تاہم اسمین ایسے بہت سے دلچسپ روایات ہین کہ اگر اس کتاب مین وہ درج نہوتین تو ضائع ہوجاتین۔ اس تاریخ کی بنیاد کا یہہ حال ہی کہ ۱۲۴۸ ہجری مین مطابق مئی ۱۸۳۳ء لغایت مئی ۱۸۳۳ء منشی منور علیخان نے جو کہ محمد خان کے لڑکے دولت خاتون کا پروتا تھا ایک تاریخ شہر فرخ آباد اور یہان کے نوابون کی تیار کرنا شروع کی۔ یہہ کتاب اسنے مفتی ولی اللہ کی تاریخ اور دیگر کتب مثل خلاصہ بنگش وغیرہ کی مدد سے تالیف کی لیکن اسمین منور علیخان نے ایک بزرگ آدمی الہ داد خان نامی ولد مقیم خان چیلہ سے بہت سے حالات زبانی دریافت کرکے لکھے ہین۔ ایک جلد اس کتاب کی نواب دلاور جنگ ولد نواب حسین علیخان کو اور

چہارم مین شعرا کا تذکرہ ہی۔ فصل پنجم مین مصنف نے اپنا حال تحریر کیا ہی۔ تواریخی حصہ مین
کچھہ تفصیل وار حالات نہیں ہین اور بہت کچھہ کتاب سیر المتاخرین وغیرہ سے نقل کیا گیا ہی
لیکن بعض بعض حالات ذاتی علم یا دریافت سے بڑہائے گئے ہیں۔ سب سے عمدہ وہ
حصہ کتاب ہی جس مین بنگش پٹھانون کی بنیاد کی روایت ہی۔ قریب دو حصہ کے اس کتاب
مین اون غیر مشہور مسلمانون کے سوانح عمری کا انتخاب ہی جو کہ فرخ آباد مین رہتے تھے
یا یہان بطور سیر آئے تھے لوح تاریخ ایک اردو کی کتاب ہی جو کہ اپنی شکل موجودہ مین
۱۲۵۵ ہجری مطابق مارچ ۱۸۳۹ع لغایت مارچ ۱۸۴۰ع کے قریب لکھی گئی تھی۔ میر بہادر علی
کی کاپی جو کہ اوسکے بھتیجے سلامت علی نے مجھے مستعار دی تھی ۹۰ انچھہ طول میں اور ۶ انچھہ
عرض مین ہی اسمیں ۵۴۵ صفحہ ہین اور فی صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک سطرین ہیں۔ عبارت روزمرہ
سلیس ہی اور اگرچہ حالات تاریخی اس مین کم ہین اور سلسلہ بھی اچھا نہین ہی تاہم اسمین ایسے
بہت سے دلچسپ روایات ہین کہ اگر اس کتاب مین وہ درج نہوتین تو ضائع ہوجاتین۔ اس
تاریخ کی بنیاد کا یہہ حال ہی کہ ۱۲۴۸ ہجری مین مطابق مئی ۱۸۳۲ع لغایت مئی ۱۸۳۳ع
نجشی منور علیخان نے جو کہ محمد خان کے لڑکے دولت خاتون کا پروتا تھا ایک تاریخ شہر
فرخ آباد اور یہان کے نوابون کی تیار کرنا شروع کی۔ یہہ کتاب اوسنے مفتی ولی اللہ کی
تاریخ اور دیگر کتب مثل خلاصہ بنگش وغیرہ کی مدد سے تالیف کی لیکن اسمین منور علیخان نے
ایک بزرگ آدمی الہ داد خان نامی ولد مقیم خان چیلہ سے بہت سے حالات زبانی دریافت
کرکے لکھے ہین۔ ایک جلد اس کتاب کی نواب دلاور جنگ ولد نواب حسین علیخان کو اور

دوسری دھرم داس کا یہہ کھترواکو دی گئی تھی لیکن ان دونون جلدون مین سے باوجود تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی منور علی لکھتا ہی کہ چونکہ مجھہ کو زبان اردو مین بہت مہارت نہ تھی اور نہ انشا پردازی کا ربط تھا لہذا مین نے اپنی تاریخ میر بہادر علی کو دیدی تاکہ وہ اوسکی ایک صورت قایم کردیں ۔ سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین مطابق مارچ سنہ ۱۸۳۹ء انتہا ت مارچ سنہ ۱۸۴۰ عیسوی بہادر علی نے کتاب مذکور درست کرکے واپس کردی اور کچھہ حالات جو انہین معلوم تھے وہ اُس مین اضافہ کردئے ۔ اور اوسکا نام عنوان خاندان نگبش یا لوح تاریخ رکھا گیا ۔ تاریخ ذیل سے سنہ ۱۲۵۵ ہجری برآمد ہوتے ہین ؛

کیا بنی ہے میان یہہ خوب کتاب

اِس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھہ حصہ ہین ۔ حصہ اول مین نواب محمد خان غضنفر جنگ اور حصہ دوم مین نواب قایم خان ۔ اور حصہ سوم مین نواب احمد خان غالب جنگ ۔ اور حصہ چہارم مین نواب دلیر ہمت خان مظفر جنگ ۔ اور حصہ پنجم مین نواب امداد حسین خان ناصر جنگ اور حصہ ششم مین نواب خادم حسین خان شوکت جنگ ۔ اور حصہ ہفتم مین نواب تجمل حسین خان مظفر جنگ کے حالات ہین حصہ ہشتم کے دو باب ہین ۔ باب اول مین منور علی خان نے اور باب دوم مین میر بہادر علی نے اپنی سوانح عمری تحریر کی ہین منور علیخان ولد سرفراز علیخان قوم اشترزی کا رلانی پٹھان سنہ ۱۷۹۹ء مین پیدا ہوا تھا ۔ منور علی کے پردادا صمصام خداداد خان کی دولت خاتون سے شادی ہوئی تھی ۔ یہہ دولت خاتون نواب محمد خان غضنفر جنگ کی نویں بیٹی تھی ۔ جب سنہ ۱۸۰۹ء مین منور علی خان کے دادے نے وفات پائی تو سرفراز علی خان نے

تمام اپنی ریاست وجاگیر وغیرہ سرفراز محل بیوہ ناصر جنگ کے نام کردی لیکن سرفراز محل منور علیخان کو دو سو روپیہ سالانہ دیتی رہین - منور علیخان نے سیزدہم شعبان ۱۲۵۸ھ ہجری مین مطابق ۲۴ اگست ۱۸۴۲ء وفات پائی میر بہادر علی چھبرامو کے سید تھے چھبرامو ایک چھوٹا سا قصبہ ہی اور شہر فرخ آباد سے بفاصلہ ۱۸ میل لب سڑک واقع ہی - میر بہادر علی اپنے تئین زین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل مین سے بتلاتا ہی - زین العابدین مدینہ سے آکر ترمز مین بسا تھا اور کچھ لوگ اوسکی اولاد مین سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب رہا کئے مگر بعد اسکے رفتہ رفتہ پورب کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چھبرامو سرکار قنوج صوبہ اکبرآباد مین آکر بسے اسبات کو قریب پانسو برس کے عرصہ گذرا - لکھا ہی کہ ایک زمانہ مین ستر سے اسّی تک سیدون کے گھر چھبرامو مین موجود تھے اور تین محلوں مین آباد تھے لیکن دو یا تین سو برس سے کوئی نہین رہا اب صرف ایک محلہ مین پانچ سات گھر سادات کے ہین مغلون کے عہد حکومت مین ان گھرانون کے مرد دہلی مین تلاش روزگار کرتے تھے اور اکثر عہدون پر مثل قاضی - مفتی - دیوان - محرر - تحصیلدار وغیرہ کے ممتاز تھے - اپنی تاریخ مین شجرہ خاندانی لگانے سے بہادر علی معذور رہا ہی - کیونکہ اُس بدانتظامی کے زمانہ مین یعنی گنوار گردی مین جبکہ مرہٹے سب گاؤن وغیرہ کو تاخت تاراج کرتے رہتے تھے سب کاغذ جنمین بہادر علی کے بزرگون کے حالات تھے ضائع ہوگئے - بالفعل جو کتابین اوسکے پاس موجود ہین اونسے مستخطون کے ذریعہ سے خاندان کا چھ پشت تک پتا چلتا ہی - بہادر علی کا باپ اور دادا کہا کرتا تھا کہ چھبرامو کے سادات سید کمال کی اولاد مین ہین - سید کمال لاہور سے آیا تھا اور

اُس کی ایک لڑکی نے جسکا نام علی امجد تھا قصبہ چھپرامُو مین سکونت اختیار کی تھی اور لڑکے مقامات سمدھن پرگنہ تالگرام متصل قنوج اور خاص تالگرام اور ساندی اور ماریہرہ اور سکیت مین بود و باش کرتے تھے ——— بہادر علی کے سب بزرگ بعض علانیہ اور بعض مخفی طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ بہادر علی کا دادا غلام حسین ۱۱۰۱ھ ہجری مین مطابق اکتوبر ۱۶۸۹ء لغایت ستمبر ۱۶۹۰ء پیدا ہوا تھا اور ۱۱۲۶ھ ہجری مین مطابق جنوری ۱۷۱۴ء لغایت جنوری ۱۷۱۲ء فوت ہوا۔ غلام حسین کے حشمت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین ایک زمانہ مین نجیب خان اور شجاع الدولہ کی سرکارون مین رہا پہلی جگہہ سے ماہوار ۵ اور دوسری جگہہ سے سو روپیہ ماہواری پاتا تھا۔ پھر چالیس برس تک اُس نے نواب دایم خان جیلہ نواب احمد خان کی ملازمت کی اول بمشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ ماہوار فوجدار اور پھر بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار حکیم رہا اور پھر بیس ۲۰ روپیہ ماہوار پنشن پاتا تھا اور آخر کو بمشاہرہ دس ۱۰ روپیہ ماہوار نواب کے بیٹون اور بیوی کے پڑھانے پر مقرر ہوا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شہر فرخ آباد مین دایم خان کے مکان کے پھاٹک مین رہا۔ مرنے سے پانچ چھہ سال پیشتر جبکہ وہ بہت ضعیف ہوگیا تھا اوسکے بیٹے اور پوتے سمجھا کر اوسے چھپرامُو لیگئے وہان اوسنے ۲۷ رمضان ۱۲۲۶ھ ہجری کو دوالی کے دن انتقال کیا۔ بہادر علی کو اپنے دادا کی نسبت یقین تھا کہ اُسنے معجزہ کرنیکی قدرت تھی اور روایت کرتا ہے کہ اُسکا دادا ایک شخص کو جو بہت بیمار تھا خواب مین دکھلائی دیا اور اُس سے کہا کہ میری قبر پر سے گھاس اوکھیڑکر اور پسکر اپنے سینہ پر ضماد کر۔ اُس بیمار نے ایسا ہی کیا اور فی الفور چنگا ہوگیا۔ بہادر علی کا والد

چراغ علی ۱۲۵۸ھ ہجری مین مطابق فروری ۱۸۴۲ء لغایت جنوری ۱۸۴۳ء پیدا ہوا تھا پچیس
برس کی عمر مین اوسکی آنکھین جاتی رہین لیکن اُسکی جسمانی قوت بدستور تھی اور سمجھ نہایت تیز
تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اُوسکی قوت لامسہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سیدھا اولٹا
بتلا دیتا تھا اوسکو نقشہ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
اور یہہ فن حکمت اوسنے اپنے والد غلام حسین سے سیکھا تھا۔ اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
اور ہر شخص کے خاندانی حالات جو چھپیرا مو کے گرد نواح مین رہے اوسنے مفصل یاد تھے
چراغ علی نے بہر رمضان ۱۲۴۷ ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۸۳۲ء وفات پائی۔
بہادر علی کا ننہال بھونگام مین تھا یہہ ایک قصبہ لب سڑک ضلع مین پوری مین چھپیرا مو
سے پچھان کی طرف بفاصلہ ۲ میل واقع ہے۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمان خاطب
ولد شیخ خیر اللہ خان خاطب کی دوسری بیٹی تھی۔ بہادر علی ۲۰ شوال ۱۲۵۹ ہجری کو
مطابق ۹ اکتوبر ۱۸۴۳ء پیدا ہوا ۱۲۶۱ ہجری مین مطابق ۱۸۴۵ء بہادر علی کا دادا اُسکو
شہر فرخ آباد مین لایا اور نواب دایم خان چیلہ کے پھاٹک مین سکونت اختیار کی یہان بہادر علی
نے چھہ سال تعلیم پائی وہ معمولی درسی کتابین فارسی کی پڑھتا تھا اور روزمرہ ایک مسودہ
لکھکر اُسپر اپنے اُستاد سے اصلاح لیتا تھا میر مکھو فقیر اوسے خوشنویسی سکھانے پر مقرر تھا
بہادر علی نے کچھ علم ہندسہ اور چند کتابین صرف و نحو اور علم طب کی بھی پڑھی تھین اور
کل کلام مجید پڑھا تھا اوسکی عادت تھی کہ اوسوقت کے جو متقی اور دیندار آدمی تھے جنکا اوسنے
نام بھی لکھا ہے اونکی خدمتین اکثر جایا کرتا تھا اور ایک مرتبہ حافظ غلام محمد نے ایک باب

قران کا اُوسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اُوسکا چچا حشمت علی لکھنؤ سے اپنے
گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ مین رہا تھا اور وہان لالہ لچھمن سنگھ اور لالہ بدھ سنگھ
کے یہان لڑکون کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونون صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
ٹکیت رائے نایب کے ملازم تھے سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین حشمت علی لکھنؤ کو واپس گیا اور بہادر علی
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا وہان حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیواسطے میر ساجد علی کے سپرد کیا
ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی مولوی
کمال الدین شاہجہانپوری کے پاس صرف ونحو پڑھنے کیواسطے بھیجا گیا شعرا سے راہ ورسم
اور وقفیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی سید علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
تھا اول کچھہ قلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فایق کا شاگرد رہا اور نور تخلص
کرتا تھا لیکن جب شعر گوئی کا اُسکو بہت شوق بڑھا تب اوسنے اپنے چچا سے درخواست کی
کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے میری ملاقات کرادو پھر چند سال تک اُوس نے مصحفی کی
شاگردی کی اور گردش اور وامق تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ مین اوسنے ایک دیوان فارسی
جو الہ عشق تصنیف کیا وہ سب مشاعرون مین جو میان جرأت انشا اللہ خان مسبب نقی
میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان منتظر اور اور لوگون کے مکان پر پندرھوین دن ہوا
کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اُردو مین غزلین گردش اور وامق کے تخلص
سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ مین رہا یعنے گیارہ برس سنہ ۱۲۲۱ ہجری تک وہ
وہان چند جگہہ معلم رہا اور یہی اُوسکی معاش تھی کچھہ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہان آصف الدولہ

اور سعادت علیخان کے عہد مین فوج مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ آباد لیا
تب بہادر علی ۱۲۱۷ھ ہجری کے آخر مین اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلمی کے ذریعہ سے
اپنی بسر اوقات کی آخر کو وہ راجہ جیونت سنگھ بگھیلہ ٹھاکر ترواکا معلم مقرر ہوا تروا ضلع فرخ آباد
مین جنوب اور مشرق کے کونے مین ہے یہان اوسکے آٹھ روپیہ ماہوار اور دو پیٹی علاوہ نذر کے
مقرر ہوگئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبرامو کی تھانہ داری ملگئی اور دو برس تک
تھانہ دار رہا بعد ازین حسب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع مین پوری بریلی اور
فتحگڑہ مین عدالتہاے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل مین راجہ ترواا اور
اوسکے بھائی کنور پیتم سنگھ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی
نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہان کئی برس وہ لالہ دلیر سنگھ کایتہ سری باستبہ
جھاؤنی والہ کے لڑکون کو پڑہایا کیا اور آخر مین چند سال رای چندی پرشاد کایتہ سکسینہ
ساکن محلہ سدھواڑہ کے یہان ملازم رہا دو برس تک وہ مسٹر مارٹن تاجر نیل کے پاس
شمس آباد کی کوٹھی مین پندرہ روپیہ ماہواری کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑہ سال تک
جائنٹ مجسٹریٹ سڈہ پورہ ضلع ایٹہ کے کچہری مین منشی ظہور علی عباسی شیخپوری کی سفارش
سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکمہ شکست ہوگیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ مین
جاکر رہا وہان وہ تھوڑے دن دریا باد کے تھانہ مین جو لکھنؤ سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر
مشرق مین واقع ہے محرر اور پھر کچھ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا
اور بعد ازان معلمی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

اور تعلیم دہی اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقی مارینخت عین الطاف ست + اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصون کے تیرہ کتابین تصنیف کی ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان نگارش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۱۴ع یا سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی۔ بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے اِنکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونون مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۳۵ ہجری سے (مطابق فروری سنہ ۱۸۱۹ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۱۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین باین ارادہ خریدی کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنواے اُسنے ایک چھوٹا مکان

اور تعلیم دہی اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقیٔ ما ریخت عین الطاف ست + اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصون کے تیرہ کتابین تصنیف کی ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان نگیش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۱۲ع یا سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھ لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی۔ بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعویٰ کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بُلواتا تھا وہ جانے سے اِنکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونون مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۳۵ ہجری سے (مطابق فروری سنہ ۱۸۱۰ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۱۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین باین ارادہ خریدی کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنواے اُسنے ایک چھوٹا مکان

تیار کرایا اور بتاریخ ۱۳ محرم ۱۲۴۱ھ ہجری مطابق ۳۰ اگست ۱۸۲۵ء امام باڑہ کی پختہ نیو پڑی
مگر بوجہہ افلاس کے وہ اسکو اختتام کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھتا ہی کہ مجھے امید ہی کہ امام باڑہ
قبل میری وفات کے تیار ہو جاویگا تاکہ میری روح اُس قبر مین آرام سے رہے بہادر علی
کا باپ مطابق اپنی درخواست کے ایک کچی قبر مین امام باڑہ کے اندر دفن کیا گیا تھا بہادر علی
نے ۱۳ شعبان ۱۲۷۰ ہجری مین (مطابق مئی ۱۸۵۴ء) انتقال کیا ایک کتاب ہی موسوم
بہ محاربات مغلیہ بہ افاغنہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تلاش
کر دی تہی انہین صاحب کا مین مشکور ہون کہ انہون نے مجھے لوح تاریخ پیشتر منگوا دی تھی
اس کتاب مین اکثر جگہ تو نظم ہی اور باقی بھی اسقدر رنگین اور مبالغہ کی عبارت مین درج
ہی کہ تتمہ واقعات بہت کم رہگیا ہی تاریخ اس نسخہ کی جنوری ۱۸۳۴ء ہی مگر نام مصنف اور
نیز مالک کتاب کا بالکل محکوک ہی میری رائے مین یہہ کتاب تاریخ متذکرہ بالا سے بہت
قبل تصنیف کی گئی ہی یا دیگر کتب سے اسمین مدد لیگئی ہی کیونکہ اس کتاب مین اکثر ایسے
واقعات ہین جو اور کسی کتاب مین نہین پائے جاتے ہین یہہ کتاب قلمی سوا نو انچہہ طول
مین اور سوا چہہ انچہہ عرض مین ہی اور کل (۱۰۱) اوراق ہین اور فی صفحہ ۱۴ اسطور ہین مینے
۲۶ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع ۱۱۶۲ ہجری سے
لغایت ۱۱۶۴ ہجری تک لکھے ہین انتخاب کئے ہین اُنکو دیکھکر مین سمجھتا ہون کہ اُس کا
راقم نواب بقا اللہ خان خانعالم فوجدار کوڑہ ہی اُن خطوط کے دیکھنے سے کچھہ حالات بابت
وفات نول رائے اور کچھہ واقعات جو بعد وفات نول رائے کے ہوئے دریافت ہوتے

ہین شروع کے نو اوراق اور کچھ اوراق آخر مین کم ہین خلاصہ بنگش کا حوالہ جو محمد خان کے عہد مین لکھے گئے (جو عہد شروع ۱۷۱۳ء سے نہایت ۱۷۴۳ء تک رہا لوح تاریخ مین دیا ہوا ہی نہ خلاصہ بنگش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہین منشی صاحبرائے کے پوتے منشی دلپت رای نے (بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۲۳ء مین) لکھا ہی مجھے کچھ بتا ملتا ہی دیگر کتب سے جو دستیاب ہوئی وہ اظہر من الشمس ہی علی الخصوص سیر المتاخرین تاریخ مظفری خزانہ عامرہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان فتحگڑہ نامہ کرتون کا ترجمہ بلونت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ ۱۸۴۹ء) سے مدد لی گئی ہی کتاب ماثر الامرا مین (باب موسوم بہ عبد المنصور خان مین) جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہی لکھا ہی کہ شرح احوال اُسکے وفات کا اُسکے والد محمد خان بنگش کے احوال کے شمول مین دیکھنا چاہیئے مگر مین نے اُس کتاب مین محمد خان کی سوانح عمری نپائے حدیقۃ الاقالیم مصنفہ مرتضی حسین سے بھی مین نے کچھ انتخاب کیا ہی ؛

احوال نواب محمد خان بنگش غضنفر جنگ

بنیاد خاندان محمد خان کرلانی کا غزنی فرقہ کا بنگش تھا ملک قیس عبد الرشید کی جو سب پٹھانون کا جد امجد تھا تین لڑکے تھے سربن بٹن گہرگشت دوسرے لڑکے نے جسکا نام شیخ حیات تھا یہ لقب بوجہ صلح کاری اور پرہیزگاری کے حاصل کیا تھا کیونکہ اُن کی زبان مین لفظ بٹن کے معنی ہین پاک بٹن کے تین لڑکے تھے اسمعیل اشیعون کا جیین اور ایک لڑکی بھی تھے جسکا نام مٹو تھا بٹن کو بیٹون کے جانشین بیشتر بٹن کہلاتے ہین اولاد مٹو کے اُس کے

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غلزئی لودی اور سروانی کہلاتی ہیں قیس کے بڑے
بیٹے سرین کے ۲ لڑکے تھے اور اُن میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایکروز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا
ایک پڑاؤ پر اُسنے ایک سید کے لڑکے کو پسند کیا اور اُس کا کرلانی نام رکھا جب وہ لڑکا
جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھ ہوئی اور اُسکی نسل کرلانی کہلائی
کرلانیون کے درمیان بھی چار فرقہ ہین دلازاک آفریدی خٹک ملک میری باعتبار صداقت
روایت مذکور کے قوم کرلانی اپنے تئین سید خیال کرتی ہی چونکہ کرلانی نے اور میر ولد امیر الدین
کے یہان پرورش پائی اُسکے جانشین فرقہ سرین مین شمار کئے جاتے ہین وجہ تسمیہ کاغذائی
کی بشرح ذیل ہی ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی منڈ کی شادی
شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
اور جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو بوجہ تباہی کے جو حملہ اول اہل
اسلام ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بنابران ایک شخص از قوم کاغ یعنے مطرب گور میں جو ملن
شاہ حسین کا تھا بھیجا گیا تاکہ شاہ حسین کا حسب نسب دریافت کرنے واپس آنے پر مطرب
نے شاہ حسین کو دھمکایا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کرلو ورنہ مین مشہور کر دونگا کہ
مجھے شاہ حسین کے عالی خاندان ہونے مین شک ہی تب شاہ حسین نے اُس کی بیٹی مسماۃ
مہی سے جو نیر سرو کہلاتی تھی نکاح کر لیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہوئی اُس نے
اپنی سوت منڈ کے ایک بیٹے کو متبنیٰ کیا اور اُسکا نام سروانی رکھا بوجہ اس تبنیت کے

وہ لڑکا کاغزی کہلانے لگا لفظ بنگش کے لغوی معنے ہین پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
بعد اسکے معنی ہوے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑیون پر رہتے تھے بالا بنگش
کہلاتے تھے اور جو پہاڑیونکے نیچے کے ملک مین سکونت گزین تھے یعنے کوہاٹ مین پایین بنگش
مشہور تھے اب قوم بنگش کوہاٹ مین بہت کثرت سے ہی اور باقی لوگ اُسکے جانب مغرب کرم
اور شلوزام مین بود باش رکھتے ہین بنگش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہی سب سے زیادہ لمبائی
مشرق سے جانب مغرب ہی اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق میں قوم خٹک خٹکانکی
پہاڑیونمین پائی جاتی ہی شمال مین عرق زئی ہین اور گوشہ جنوب و مغرب مین وزیرس کی
سرحد ہی اور جانب مغرب ملک کرم واقع ہی وہ بنگش جو کرم اور پیوار مین رہتی ہین توڑی کی
زیر حکومت ہین اور جو سوزام مین بود باش رکھتے ہیں خود مختار ہین اور باشندگان
کوہاٹ رعایای سرکار انگلشیہ ہین ان سب مقامون مین بنگش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہین
کئی سال بعد پہلے بود و باش کے بہت سروانیون نے بالا بنگش کی سکونت ترک کردی اور اسوقت
سے کاغزائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سروانی ہی کہلاتے رہے
بعد ازان ایک جماعت کرلانیون کی کہ جس نے سروانی کاغزائی کے قرب مین بالا بنگش
مین مسکن مقرر کیا تھا کاغذی کہلانے لگے ہرچند کہ وہ لوگ درحقیقت نہ سروانی ہی تھے
اور نہ کاغ کی نسل سے تھے القصہ کاغذی کے دو اقسام ہین (۱) کرلانی کاغذی (۲)
سروانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر مین (من ابتداے ۱۶۵۸ء لغایت
۱۷۰۷ء) ملک عین خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بارادہ ہندوستان بمورشد آباد مین آیا

اور عین خان سروانی کی سواروں میں جو اسوقت خاندان زادہ خاندان کی خدمت میں ممتاز تھا
نوکر ہوا ملک عین خان ولد گوہر خان ولد سبزہ خان ولد جہان خان ولد سارنگ خان ہریانیل
کے فرقہ شامل زئی و شامل زئی کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف
حاجی بہادر کے جانشین ہیں اس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کو ہاٹی نہ سمجھنا چاہیئے جو
شیخ آدم بنوری کے خاندان سے تھا قصبہ مورشید آباد اب برای نام رہگیا ہی اس موقع پر ایک
بہت بڑا تنبا کو کا کھیت ہوتا ہی یہہ قصبہ قریب بلند کنارہ دریاے گنگ کے واقع ہی جہانسے
گنگا کی پرانی دھار اور نیز زمین نشیب کی جو درمیان پرانی اور نئی دھار گنگا کے ہی نظر پڑتی
ہی یہہ قصبہ فرخ آباد سے ۱۲ میل جانب مغرب اور قصبہ قدیم شمس آباد خورسی پانچ میل جانب
مغرب اور جدید اور سرسبز قصبہ قایمگنج سے ایک میل جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع
ہی ہر چند کہ مومین اب تھوڑے باشندہ ہیں مگر اسکے گرد و نواح کے قصبہ جات میں مثل راے پور
پتھورا اور عطائی پور کے بہت پٹھان دیگر مقامات سے آکر بسے ہیں جن سے وہاں بڑی رونق
ہی ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ ضلع کے باہر مو پٹھان کہلاتے ہیں یہہ لوگ
ہمارے ہندوستانی سواروں میں بہت ہیں اور انہوں نے مثل سپاہیوں کے بڑے بڑے کام
نمایاں کیے ہیں بنیاد مورشید آباد کے جسکو پیشتر موٹھوریا کہتے تھے عہد سلطنت جہانگیر میں
۱۶۰۷ء مطابق سنہ ۱۰۱۶ھ، نواب رشید خان جاگیردار شمس آباد نے از سر نو ڈالی ہی چند
اشخاص اسکے جانشینوں میں سے جو خانزادہ مشہور ہیں ابھی زندہ ہیں مگر مصیبت زدہ اور
مفلس ہیں دہمہ نواب کے جاے مذکور پسند کرنیکی یورپ میں اسطور پر مشہور ہی کہ ایکبار ایسا

ہوا کہ نواب کے کتون کو گیدڑون نے بھگا دیا تھا تب نواب نے عالم تحیر مین یہہ نتیجہ نکالا کہ یہان کی زمین مین ایسے بہادر اور مضبوط آدمی پیدا ہونگے کہ ایسے کہیں نہونگے ۔

بیان محمد خان کے ایام خوردسالی کا

یمین خان کی شادی مؤمین ہوئی بعد مرگ اُسکے دو بیٹے رہے ہمت خان سیزدہ سالہ اور محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۶۴۳ء مین بعمر ہشتاد سالگی بحساب سالہای قمری وفات پائی اسوجہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۶۶۵ء مین تولد ہوا تھا روایت ہے کہ ایکدن محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھوڑے پر سوار ہوکر کنارے کنارے دریا کے گیا تھا اور واپس آنے پر گھوڑا بالکل پسینہ مین غرق تھا ہمت خان نے اِس خوف سے کہ مبادا اِس گھوڑیکو کسیدن ڈالدے کہ خود بھی مضروب ہو کچھہ اُسکو سخت سُست کہا محمد خان ناخوش ہوکر ایک فقیر کی جھوپڑی مین بھاگ گیا اُس فقیر نے اُس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایکدن بادن ہزاری ہوگا جس کے معنی ہین سپہ سالار باون ہزار پر اِس عرصہ مین اُسکے بڑے بھائی ہمت خان نے دکن مین نوکری کی اور وہین وہ فوت ہوگیا اُوسکی لاش مؤمین شیر محمد خان کے باغمین دفن کی گئی جو عہد نواب رشید خان مین لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مسماۃ بی بی فاطمہ چھوڑ گیا تھا جو عنایت علی خان بنگش کانغرئی سے منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس کا ہوا (یعنے قریب ۱۶۸۵ء کے) اُس نے یسین خان بنگش کی جو اُسوقت مین مؤ کے پٹھانون مین نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر مین ہر سال یسین خان چار پانچ ہزار سوار پیادہ لیکر مؤ سے چمپنا پار جایا کرتا تھا اُن دنون مین راجگان بندیل کھنڈ مین باہم مشوار جنگ و جدال رہا

کرتے تھے اور سپاہی آدمی کا روزگار چکا ہوا تھا جب کوئی راجہ جسکو اپنے کسی ماتحت باغی سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا یسین خان کی آمد سنتا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اُس کے پاس بھیجتا تھا کہ اُس باغی کو سزای اعمال دے شرط یہہ تھی کہ جو کچھہ لوٹ مین مال و اسباب آوے چہارم اُسکا یسین خان کو دیا جاوے جب اِس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے تو نصف روپیہ بطور اُجوری یعنے پیشگی کے یسین خان نے طلب کیا یہہ روپیہ کل فوج مین کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہوگیا بعد ازان کوچ کیا گیا ایک جگہ نامزد کی گئی اور پھر اُسیجگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہان کے لڑائی پر امادہ ہوئے تو افواج کا خوب مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خواستگاری ہوئی تو صلح ہوگئی جو کچھہ روپیہ دستیاب ہوا بعد وضع کرنے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھہ فوج کو ملا باہم منقسم ہوگیا اور حصہ سپاہی مقتول کا علیحدہ کرکے مؤین اُسکی بیوہ کے پاس بھیجدیا گیا ایکہفتہ تک یہہ غارتگری ہوتی رہی اور ماہ جون مین سب لوگ مُو کو لوٹے بوجہہ مرتبہ خاندان یمین خان اور نیز بسبب رشتہ کے جو اِس خاندان سے تھا یسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا یسین ملتوطن مُو اشترزائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایکدوز یسین خان لرچھا کا محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد دتیا پر واقع ہے ایک گنوار نے بندوق چلا کر اُسکو مار ڈالا تب پٹھانون نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن مُو کو اپنا سردار بنایا کچھہ عرصہ کے بعد محمد خان اور شادیخان مین باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ ۱۷ سترہ ساتھیون کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی لئے اور نوکری تلاش کرلی رفتہ رفتہ سب مُو کے

پٹھان محمد خان کی فوج مین شامل ہوگئے اُن دنون مین مئو کے پٹھان کبھی ایک راجہ
کی نوکری چھوڑکر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کرتے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
دکن اور بندیل کھنڈ مین رہتے رہتے گذر گئے بندیل کھنڈ کے معاملات ملکی ۱۱۵۰ھ
کے بعد سے غایت درجہ ابتر تھے مین اسبات کو اور کتابون سے پایہ ثبوت کو نہین
پہونچا سکتا ہون صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہی جنسے محمد خان کی اوایل عمر کا
حال جو تواریخی سرگذشت کے طور پر ہی ظاہر ہوتا ہی ایک روایت یہہ ہی کہ جب راجہ
دتیا نے وفات پائی اُسکا بڑا بیٹا پرتھی سنگھ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے
تخت پر بیٹھتے ہی فوراً اپنے بھائی رامچند کو نکال دینے کا ارادہ کیا رامچند نے
محمد خان کو باقرار اداے نقد کثیر اپنے ملک پر بُلایا اور محمد خان کی معاونت سے
پرتھی سنگھ شکست کھاکر خاص محمد خان کے ہاتھہ سے قتل ہوا پٹھان لوگ مئو مین
ہنوز پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ایک سرگرم پیغام مددرسانی کا مدار شاہ والی
سپری اور جالون کی طرف سے پہونچا اُسنے یہہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
سے زیادہ فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہی تب محمد خان نے سب فوج جمع کرکے
بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُسکے پہونچنے سے کچھہ پیشتر راجہ کو بھاگ جانے
ہی مین امن معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین
آخرکار صلح ہوگئی معمولی قاعدہ اس لوٹ مار کا یہہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمیونسے لیکر ہزار
آدمیون تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے ایسی شہرت

حاصل کی تھی کہ اُس ملک کے تمام راجہ اُسکے نام سے کانپتے تھے جب محمد خان کسی شہر یا قصبہ کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اُسکا فوراً محاصرہ کرکے وہاں کے افسر سے نذرانہ منگواتا تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو خیر ورنہ اُسجگہ پر حملہ کرکے اُسکو لوٹ لیتا تھا بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہے کہ ایکبار ۳۲ آدمی خاص محمد خان کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چار پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ مین اُسکو ملجاتا تھا اسعرصہ مین ایکبار محمد خان نے تین سو سوار دینسے ایک راجہ کے کہنے سے کسی قلعہ پر یورش کیا پہلے بار حملہ مین قاصر رہکر اُسکا محاصرہ کرلیا مگر پھر بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا محصوران قلعہ نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عمیق پانی بھرا تھا جسجگہ کو راجہ نے بدین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ اُودھر سے کوئی حملہ نہیں کرسکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدھی رات کو اپنے ساتھ چند آدمی مسلح اور تیر و چالاک لیکر اُس چشمہ کے اندر گیا اور اُسکو عبور کرکے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچکر ایک درخت کے سہارے سے اُوپر چڑھکر قلعہ کے اندر کود پڑا راجہ وہین پر سو رہا تھا اِن لوگوں کے پہنچتے ہی بیدار ہوکر بھاگا اور اپنے ساتھیون کو اپنی امداد کے لئے پکارا راجہ اپنی جان بچاکر ایک کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اُسکا تعاقب کرکے اُس کوٹھری ہی میں اُسکو تمام کیا اتنے ہی میں اِس کثرت سے زمیندار جمع ہوگئے کہ محمد خان کے سب ہمراہی مقتول ہوئے اور دروازہ اُس کمرہ کا بند کردیا گیا تب محمد خان نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرکے اپنی سپر کو تختہ مین جماکر ایک شہتیر اپنا سر لگاکر اُکھاڑ لیا اب اُسکو کچھ ہوا لگی مگر اُسکے

کانون سے بہت خون جاری تھا جب اُس نے آدھا ڈھر چھت سے باہر نکال لیا تو راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمرون مین تھین موسل اور پیتل کے برتن اُسپر کھینچکر مارے اِس ضرب سے محمد خان اور بھی بے دم ہوگیا مگر عورتون کو علٰحدہ کرکے چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کود پڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے لشکر مین پہونچا دوسرے دن صبحکو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کردیا اور روپیہ ادا کردیا بلکہ نذر گذرانی اور محمد خان کے قدم چھوکر یہ بات کہی (خان جیو تم تو منی نہین دیوتا ہو تمہارے سنمکھ یعنے مقابلہ کے ہم نہین ہین نواب محمد خان پیرانہ سالی مین یہہ احوال لوگون سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ مین بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھکو ایسی تکلیف نہین ہوئی جیسی کہ اُس چھت کے تختے کے اُکھاڑنے سے ہوئی یہانتک کہ جب پُروا چلتی ہے تو اب تک درد ستاتا ہے اسوقت تک یعنے پینتالیس برس کے سن تک محمد خان قزاقی کرتا رہا اور بہرصورت معلوم ہوتا تھا کہ اغلباً باقی عمر بھی وہ اسی پر بسر کریگا مگر قسمت سے اُسکو اعلٰی درجہ کی عزت ملی جسکا احوال ہم آگے لکھتے ہین +

محمد خان کا خدمت سلطانی مین ممتاز ہونا

ماہ فروری سنہ ۱۷۱۲ء مین (مطابق ماہ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اورنگ زیب بعد تحمل پنج سالہ کے جان بحق تسلیم ہوا اُسکے لڑکون کے درمیان نسبت مسند نشینی کے لڑائی ہوئی مگر اُن مین سے معزالدین فتحیاب ہوکر جون سنہ ۱۷۱۲ء مین بہ لقب جہاندار شاہ ملقب ہوکر تخت پر بیٹھا ایک بھائی عظیم الشان تخت کے لئے جہاندار شاہ سے لڑکر اور

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریاے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے گورنمنٹ
بنگال سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسکی مرزا جلال الدین فرخ سیر راج محل میں چھوڑ
آیا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کا عوض لینا چاہا تو پہلے آصف حسین علیخان صوبہ دار بہار
کو معاونت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازاں عبد اللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیر ہنوز پٹنہ
عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہونچنے نہیں پائے تھے کہ سید عبد الغفار خان گردیزی
نے جو جہاندار شاہ کی طرف سے بانسری دس بارہ ہزار سپاہی کے بھیجا گیا تھا عبد اللہ
خان پر الہ آباد کے نزدیک حملہ کیا عبد اللہ خان قلعہ گیا اور اپنے ایک چھوٹے
بھائی کو مقابلہ تہمور خان جنگ میں بھیجا ناگاہ غل مچا کہ عبد الغفار خان مارا گیا یہہ سنتے
ہی اُس کی فوج بھاگ اُٹھی اس خبر کے مسموع ہونے پر جہاندار شاہ نے اپنے
بیٹے عزیز الدین کو بھیجا پچاس ہزار فوج لشکر گراں مواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
مقام آگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا تھا مگر یہہ سنکر کہ حسین علیخان اور فرخ سیر
عبد اللہ خان سے متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور مورچہ بندی کی فرخ سیر معہ عبد اللہ خان
کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھ قبل عزیز الدین اور اُسکا کاندہ (یعنے سپہ سالار) بیدل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سردارون کی علیحدگی سے پریشان
ہو گئی سب شمشیریں اور اسباب وغیرہ فرخ سیر کے ہاتھ لگا ؛

مقام کھجوے سے خطوط اطراف و جوانب میں متعرطاب کمک مشہور امرا عظیم الشان سرداران کو
بھیجے گئے منجملہ اُن کے ایک شاہی شقہ اور ایک خط سید بھائیون کیطرف سے بنام محمد خان بھی
جو اُن دنون میں گوہد کے علاقہ میں آٹھ یا نو ہزار آدمی لئے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبرای کا لیست
جو ۱۱۰۵ھ سے (مطابق ماہ اگست ۱۶۹۳ء غایت اگست ۱۶۹۴ء) محمد خان کا میر منشی تھا
بدین غرض محمد خان کیطرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کونسا فریق غالبًا فتحیاب ہوگا بھیجے
پانے خبر مرسلہ صاحبرای کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کھجوا میں فرخ سیر
سے جا ملا آخر کار سمو گر کے میدان میں جو پرگنہ فتح آباد من نو میل مشرق طرف آگرہ کے واقع ہے
ان بادشاہون کا باہم مقابلہ ہوا اسمقام پر آخر ثانی چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۰۷ھ (مطابق یکم
جنوری ۱۶۹۶ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی معتبر تواریخ مے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
نہیں پایا جاتا ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محمد خان میدان جنگ میں بہادرانہ سب سے
پیش قدم تھا اور یہہ بات سید عبد اللہ خان نے بچشم خود دیکھی ایک لفٹنٹ شیر محمد خان نامی
محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاندار شاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
دیر کے بعد اُسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پس پا ہو گیا فتح و ظفر فرخ سیر کے حصہ میں
ای بتاریخ یازدہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دوسرے روز سید عبد اللہ خان نے خواجہ الصمد خان
چین قلیچ خان اور محمد امین خان ان سبکو فرخ سیر کے روبرو لاکر حاضر کیا وہ سبھون نے اطاعت
قبول کی عبد اللہ خان اور لطف اللہ خان ہمہ دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درست کرنے
کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک ہفتہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بستاریخ

چہاردہم محرم ۱۲۲۳ھ (مطابق ۳۰ جنوری ۱۸۰۸ء) بادشاہ بارہ پل کے نزدیک قریب تہر دلی کے قیام پذیر ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئی منجملہ اورون کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا ایک پالکی ایک سپر ایک تلوار مرصع قبضہ کی ایک مرصع بگلہ ایک جھنڈا جسپر شکل مچھلی کی نمودار تھی نقارے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اُسوقت چار ہزار فوج کا افسر کیا گیا اور نواب بھی اوسی دنسے کہلایا پرگنہ جات مفصلہ ذیل بعوض بندیل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کیواسطے بطور جاگیر دی گئی ارچ بھاندیر کالپی کونچ سیاندھا موندھا سپری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال مذکورہ صدر مقرر ہوئے۔ دلیر خان چیلہ کونچ اور موندھا اور سیاندھا کو بھیجے گئے احمد خان داؤد زئی کی ارچ اور بھاندیر سپرد ہوی۔ پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب محمد خان کا کالپی کی طرف اور شجاعت خان غلزئی سپری اور جالون کو روانہ کیا گیا +

نواب محمد خان کا قایمگنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا

پہلی سال میں عہد فرخ سیر کے محمد خان دو مہمات پر مقابلہ راجہ انوپ شہر اور راجہ میدا کے بھیجا گیا تھا راجہ انوپ شہر تو فوراً تابع فرمان ہوا مگر راجہ میدا مقید ہو کر بدست داؤد خان چیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ بعدازاں محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت حاصل کی اور گھر پہنچکر ایک قصبہ کی بنیاد مؤسے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر حدود چلولی مورشید آباد خیر پور اور سجان پور کی ڈالی اور اُس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر قایم خان کے نام پر قایمگنج رکھا یہہ قصبہ اب بڑی تجارت کا مقام ہے باشندے یہان کے ۱۸۰۲ء

مین تعداد مین دس ہزار تین سو تئیس تھی اور نیز یہان تحصیلی کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے
اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہی اُسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
سے ۱۴ میل جانب گوشۂ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی کلما پور کبیر پور
روہیلہ محمد پور نقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وجہہ پسند کرنے اسجگہ کی بشرح ذیل
ہی بیشتر حملۂ اول اہل اسلام کی ستائیس گانون راجہ کھورنی (کھور کو اب شمس آباد کہتے ہین)
کہروا کایستون کو جو اُس کے نوکر تھے دیدیئے تھے محمد خان نے بیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
جبکہ وہ صرف سوارون مین نوکر تھا ہر پرشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر دار
ایک گانون کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین واقع ہی درج کاغذات
کردی مگر اُس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلی کے اسبات سے قطعی انکار کیا جب
محمد خان ذی اقتدار ہوا اُسکو یہہ بات یاد آئی اور اُسی کایست کی زمین مین ایک پشتہ
بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیڑا ہی قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں جو ہنوز رای صاحب
کا برج کہلاتا ہی ہر پرشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم چھوڑا ہوا اور نیز وہ جھیل
جو زیر قلعہ ہی ۱۲۵۸ھ تک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد گنج سے چھوٹا ہی مگر
تھانہ پولیس کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے مین پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاؤ ہی پرم نگر
صدر مقام پرگنہ پرم نگر کو جو ضلع فرخ آباد مین جانب چپ دریای گنگ کے واقع ہی
بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہین لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہین ہی

شہر فرخ آباد

نواب محمد خان کا اب قصد جداگانہ طریق پر تھا اُسنے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جو اپنی موجودہ تباہ حالت مین بھی شمالی ہندوستان کے صدر مقامات سے شمار کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے پسند خاطر سکونت مؤ کی نہ تھی پٹھان لوگ اسکو اندر گلی کوچون کی ہاتھی پر سوار نہین ہونے دیتے تھے اسلئے کہ اُنکی مستورات کی بی پردگی ہوتی تھی اقوام آفریدی طوئیا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر بنگش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اُسپر مٹی کے غلیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہہ سے محمد خان قصبہ کے باہر جاکر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر اوقات نواب بی بی صاحبہ سے پٹھانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا +

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجازت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا قاسم خان بنگش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیون پر افسر ہوگیا تھا سنہ ۱۱۲۶ھ میں (مطابق ۱۴ جنوری سنہ ۱۷۱۴ع لغایت ۲۷ دسمبر سنہ ۱۷۱۴ع) قاسم خان معہ اپنے کل مال و متاع کے اپنے وطن یعنے مؤ کو جاتا تھا کہ اُسمقام پر جہان کہ اب ہندوستانی پیادون کی لین اور گورا بارگ بنی ہوئی ہیں اور جسجگہہ پر اُسوقت مین جنگل تھا ایک ٹھاکر راجہ قوم بم ٹیلہ نے جسکے گانؤن محمد آباد کے راستہ مین تھے اُسکو آکر گھیر لیا سیکڑون آدمی طریق غارتگری میں کنارہ لگا اور مؤ تک اِس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اسکے

ہمراہیوں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہوکر مقتول ہوی قاسم خان
جہان ماراگیا وہین مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط مین ایک حاطہ کے جو تاڑ کے
درختون سے محیط ہی اب تک قایم ہی ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام
اُس گانون کا جمال پور سے مبدل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگذاری مین
درج رہا جب تک وہ فتحگڑہ کی چھاؤنی کے حدود کی اندر لیلیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیون
مین سے زندہ بچے دوسرے دن مؤمین داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے
لئے دہلی کو روانہ ہوا وہان شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر و تواضع کی اور بی بی صاحبہ
کو بطور اُس کے باپ کے خونبہا کے تمام دکمال باون گانون بم ٹیلون کی دیدے محمد خان
کو خلعت ہوا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہین کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اس بیان کی صداقت
مین نہایت شک ہی بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہونا چاہئے
اُس موقع پر جہان پر کہ قاسم خان ماراگیا اور کل باون گاؤن بم ٹیلون کے اُسکے حدود کے
اندر شامل ہین - اِسجگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اِس شہر کے
لئے نہین ملسکتے تھے یہہ قطعہ زمین دست راست کنارہ گنگا کے کمپل سے قنوج تک نہایت
درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان مین ہی یہان پانی کی بہت کثرت ہی اور چونکہ نیچے
زمین سخت تھی اسوجہہ سے کنوئین مطابق مرضی کے ہر جگہہ کھد سکتے ہین اور ہندوستانی
کہاوت راست اور بلا مبالغہ ہی کہ فرخ آباد مین گھر گھر کنوان ہی روایت ہی کہ پیشتر اس شہر کی بنیاد
پڑنے کی نواب حسب اتفاق اُس بلند پشتہ پر جو جگہہ چھوڑی ہوئی گانون کی ہی اور جسپر مقام ہے

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہی چڑھا اُس زمانہ مین گنگا اب کی نسبت بہت قریب بہتی تھی اور ہر طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہہ جگہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہان
رہنے کا مکان بنے تو بہت پُرفضا ہوگا ترائی مین پٹھان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہان تازا اور تیتر بہت تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہین کہ یہانکی لمبی گھاس اور سیٹھو نمین
چیتے اکثر چھپ رہتے ہیں اور کبھی کبھی آدمیونکو ہلاک کرتے ہین فی الحقیقت تمام ممالک
مغربی کے کسی میدان مین ایسی کیفیت اور بہار نہین مشاہدہ ہوتی ہی جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم مین نظر پڑتی ہی نصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی پشتہ سے آگے
بڑھکر باغ مین جو بالای قلعہ ہی لوگ جاتے ہیں اور کچھہ توقف کرتے ہین اور مسٹر سی آر
لینڈ سے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہین جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر باغ
مین نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہی اُس سے آگے کربلا کے بلند میناروں
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہی اُس کے بعد نواب کا رمنا چلا گیا ہی جس مین ہنوز کچھہ درخت
کہین کہین موجود ہین سب کے بعد گنگا کی دھار مثل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہی دست راست پر کچھہ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہی جو سایہ دار نیم کے درختون کا
جنگل معلوم ہوتا ہی اور اون درختون کے درمیان سے یہان وہان بعض صاحبزادون اور
دولتمند رئیسون کی دو منزلی حویلیان دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنے جانب مغرب
رُخ کرنے سے مقبرے نوابان سلف کے یعنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہشت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھکر دروازہ کے باہر مشاہدہ ہوتی ہین

سنہ ۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۶ جنوری سنہ ۱۷۱۴ع لغایتہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۷۱۴ع) بنیاد شہر فرخ آباد
کی بنگرانی نیکنام خان ڈالی گئی اللہ غنی اُسکی تاریخ ہی یہہ الفاظ اُس خاندان مین
عموماً شروع مین نوشت وخواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارات فرخ آباد یا محمد آباد کی
آدم نامے ایک معمار کی حسن تدبیر اور نگرانی سے طیار ہوئین جسکا نام قلعہ کی ایک دیوار
کے جواب منہدم ہوگئی ہی کتابہ کے اوپر لکھا ہوا ہی ہمکو ایک خط بنام یعقوب خان سے جسمین
احوال سستی اور بی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنون
مزدورون کے دو فلوس اور کاریگر معمارون کے پانچ فلوس اور کم ہوشیار معمارون کے
چار فلوس روزانہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت دیدیجاتی تھی +
بم ٹیلون نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ وجدل نچھوڑا تعمیر شہر پناہ کی دن مین ہوا کرتی
تھی مگر بم ٹیلے جو گرد نواح مین رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہوکر آتے تھے اور
دیوار گرا جاتے تھے اُن لوگون نے قلعہ کے اندر بھی کچھہ عمارت گرادی اس خلش کے
اندفاع کے واسطے جو ٹھاکرون کی طرف سے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
اطراف میں کچھہ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب بم ٹیلے قریب کے دیہات میں سے
نکالدیئے گئے اور گانون کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا
فوج شاہی تا وقتیکہ شہر بالکل طیار ہوگیا وہیں رہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی جگہ
متعلق ہوئے +
کمک نیز خیر خواہ راجاون سے لیگئی لوگ کہتے ہین کہ ملک سنگہ گور راجہ سرولی پر گنہ

شمس آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فرخ آباد سے گوشہ جنوب و مغرب میں واقع ہے جب خود بوجہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسنے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر میں چیلہ ہوکر چیل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسرکردگی سات سو سپاہیوں کی فرقہ کے روانہ کیا یہہ لوگ مؤ دروازہ کے باہر جہاں اُنسے کہ بم ٹیلون کی بہت ضرورت رہا کرتی تھی بھیجے گئے یہہ لوگ ایکہفتہ یا عشرہ وہان مقیم رہے تھے کہ بم ٹیلے حسب دستور دیوار کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتبہ بم ٹیلے قطب دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر ہے گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کارزار گرم رہا بم ٹیلون کی طرف تین سو سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے لعل شاہ افسر بم ٹیلون کا مجروح ہوکر مقید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکنام خان چیلہ نے قلعہ طیار کرلیا اور اُس میں تین دروازے شمالی رخ پر قایم کئے تھے اُسنے نیز ایک خندق قدآدم عمیق کھدوائی اور میں بروج مٹی کے اُٹھائے تھے اُن بروج کا نشان ۱۸۳۹ء تک کچھ معلوم ہوتا تھا اگرچہ اُسوقت میں بھی وہ بے مرمت پڑے ہوئے تھے اب ذرا بھی نشان اُنکا باقی نہیں ہے اسی چیلہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہاتا تھا ۱۸۳۹ء میں اُس محل کی بارہ دری چھوڑکر باقی جگہ میں مختار محل بیوہ نواب شوکت جنگ مرحوم نے خانہ باغ ڈالا وہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان عام مذکورہ

صدر بڑا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے جو ۱۷۷۱ء سے لغایتہ ۱۷۹۶ء
نواب رہا) مسمار کرادیا اور نواب ناصر جنگ نے جو ۱۸۹۶ء لغایت ۱۸۱۳ء نواب رہا
ایک کوٹھی اُسی جگہہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکانین چھوٹے چھوٹے سوداگرون
کی تھین مگر اوایل مین کوئی دوسری عمارت سوای عمارت متذکرہ بالا کے نہ تھی بعد غدر نواب کا محل
بالکل منہدم ہوگیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہے جسکا اوپر بیان ہوچکا ہے کسی اور عمارت
کا نشان بھی غدر کے ایام مین نہ تھا +

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب[1] دروازہ پائین[2] دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے
ہین گنگا[3] دروازہ امیٹھی[4] دروازہ قادری[5] دروازہ لال[6] دروازہ مدار[7] دروازہ ڈھلاول[8]
دروازہ کھندیا[9] دروازہ حسینی[10] دروازہ ترائین[11] دروازہ مو[12] دروازہ پہلا اور آٹھوان اور
گیارہوان تینو دروازے اب بند ہوگئے ہین امیٹھی اور ڈھلاول اور حسینی یہہ نام اُن
دیہات کے ہین جو ایک دوسرے کے متصل ہین دیگر اسما اپنی تشریح خود کرتے ہین
سات دروازون پر سرائین بنوائی گئی تھین تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام
کی جگہ پاوے مؤسرائے مؤدروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار
کروائی تھی ایک سرائی حسینی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہوکر گرادی گئی بتہ یہہ
زمین نواب عظیم خان کے بیٹون کے تصرف میں رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی
جہان کہ اب مدار باڑی کھڑی ہے جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جسمین ۱۸۳۹ء مین
دخل سر محمد علیخان عرف بلاقی ولد دلدار خان اور برادر زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

ایک سرای پختہ امتیھی دروازہ انگوری باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے چاشنیوں نے کھدوا کر ملوہ اُسکا فروخت کر ڈالا اور اب اُسیجگہ پر لکڑی اور پولا وغیرہ بکا کرتا ہی ایک بہت مضبوط سرای لعل درہ نئی ہوئی تھی جسکو انگریزون نے گرداکر از سر نو انگریزی وضع پر تعمیر کروایا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپین دونون طرف رہتی تھین نواب کے لڑکے اور غلام یعنے خانہ زاد جن کے پاس فوجین تھین اُنکو باہر شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدیئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صراف اور تجار اور دستکار آدمی درمیان مین رہین یہ کل جگہہ کچی چار دیواری سے محیط تھی محمد خان نے اپنے بائیس لڑکون مین سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور مستورات کے رہنے کے لئے مکان بنوا دیئے تھے اور ہر گھر مین ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع اور بتیس فیٹ عمیق تھی حین حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کیجاتی تھی اور دروازون پر بڑی محافظت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کی مکانات تھے جو اپنے کام پر شب و روز مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اونمین نو لکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی جن مین سے منبہ کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف آمرود بیر شریفہ اور نارنگی کے درخت تھے نواب کے بیٹون اور چیلون کو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہان مرضی ہو باغ لگائین یہان کی زمین آم کے حق مین بہت اچھی تھی اور آم یہان بہت بڑا ہوتا ہی تربوز بھی یہان بہت بڑا شیرین اور کثرت سے ہوتا ہی۔ تمام وکمال دو گانون یعنے بھیکم پورہ اور ڈیوڑھی

ماسوای خصص متفرق دیہات کی شہر پناہ کے اندر تھے اور ارادہ یہہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت
کا ایک جداگانہ بازار ہونا چاہیئے بنابران قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے۔
کسرہٹا کسیرون کے لئے + پسرہٹا پساریون کے لئے + صرافہ صرافون کے لئے + لوہائی
آہن فروشون کے لئے + نونہائی نمک فروشون کے لئے + کھنڈیائی شکر فروشون کے لئے
علی ہذا القیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص
ذات کے لوگون کیواسطے مخصوص کئے گئے۔ کھتریانہ کھتریون کیواسطے موچیانہ موچیون کے
واسطے کولیانہ کولیون کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بہمن پوری برہمنونکے واسطے
جولاہہ پوری جولاہون کے واسطے مہاجن پورہ بنگلش پورہ خشک پورہ سید پورہ اور
علی ہذا القیاس یہہ ترتیب زمانہ حال مین ابتر ہوگئی ہے اور اقوام باہم کم وبیش ملگئے ہین ہنوز
کہین کہین وہ انتظام دیکھنے مین آتا ہے کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین کہ کوئی سادھہ باہر
سدھواڑہ اور صاحبگنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہے نہین رہتا ہے +

وواقعات سنہ ۱۷۱۹ء سے لغایت سنہ ۱۷۲۰ء فرخ سیر کے وقت مین نواب محمد خان دربار مین بہت
کم حاضر ہوا کرتا تھا کیونکہ اسکو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے سبب فرصت نہین ہوتی تھی
اسعرصہ مین دہلی مین بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخ نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری کے
مطابق ۱۸ فروری سنہ ۱۷۱۹ء سید بھائیون نے یعنے عبداللہ خان اور حسین علیخان نے بادشاہ
فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کردیا بعد حکومت دو لڑکون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین
ہوئے ابوالفتح ناصرالدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہوکر بتاریخ پانزدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری

مطابق ۱۸ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ء تخت جلوس پر جلوہ گر ہوا اسکی تاریخ سلطنت اُسی دن سے شمار کیجاتی ہے جسدن سے فرخ سیر تخت سے اُتارا گیا بعد جد وجہد اور تدابیر کے جو واسطے گھٹانے حاکمت سیدون کے عمل مین آئین یہہ قرار پایا کہ حسینعلیخان ہمراہ بادشاہ کے دکن کے منحرف صوبون کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ سید حسینعلیخان کا آخر شوال مین (مطابق آخر اگست سنہ ۱۷۲۰ء) شروع ہوا نہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) بادشاہ کا پہلا کوچ آگرہ سے تین کوس پر مہمراہی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۵ تاریخ تک جو روز سالگرہ تخت جلوس کا تھا وہین قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی ۱۴ تاریخ کو (مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) فوج نے فتحپور سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار پانچ روز کے بعد یہ لوگ جانب جنوب بڑھے عبداللہ خان پیچھے رہکر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفصلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین مین پایا جاتا ہے جو محمد خان کی نیکنامی مین ہے لکھا ہے وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان بنگش عبداللہ خان کی ملاقات کو آیا اور ظاہر کیا کہ مین حملہ دکن مین حسینعلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی وجہہ مانع نہ ہوئی عبداللہ خان نے اُسکو پچاس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسینعلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا اسغرض سے کہ محمد خان مدد دینے پر آمادہ ہو تب محمد خان جھوٹ بولا جو بظاہر سچ معلوم ہوا کہ مین بادشاہ کے لشکر مین جاتا ہون یہہ کہکر مرخص ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا تاریخ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو (مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء جب فتحپور سیکری سے پینتیس ۳۵ کوس آگے پہونچے وہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقتول ہوا اب تمام لشکر کا آگرہ کو

لوٹنا شروع ہوا بغور استماع خبر وفات برادر کے عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر ولد بہادر شاہ کو مسند شاہی پر بٹھایا یہہ واقعہ پانزدہم ذالحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو (مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۲۰ء) ظہور میں آیا جو کچھہ لشکر اُسوقت جمع ہوسکا لیکر، اذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو (مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۰ء) عبداللہ خان دہلی سے روانہ ہوا اِس موقعہ پر محمد خان بعد بڑے غور اور تامل اور مشورہ دوستان یعنے شجاعت خان غلزئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار سپاہ سے جاکر ملا لوگ کہتے ہین کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ مین نے تمہارے ساتھہ بڑے سلوک کئے ہین مجھے ایسے وقت نازک مین مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ فتحیاب ہوئے تو مین تمکو کل اپنے قلمرو مین اعلیٰ ترین افسر بناؤنگا مگر ایک فرمان محمد شاہ کیطرف سے اور دوسرا اُسکی مادر قدسیہ بیگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور اراکین کے اُسیوقت وصول ہوئے چونکہ کچھہ اپنا فایدہ اور کچھہ عزت بھی خاندان سلطانی کی مدنظر تھی اسوجہہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار ہوا ۔

جسوقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کوس بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا تو وہان ٹھہر گیا اور بتاریخ دوازدہم محرم ۱۱۳۳ھ (مطابق ۲ نومبر ۱۷۲۰ء) اپنی فوج کی صف بندی کی ۴ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی رہی پانچوین کو عبداللہ خان ہاتھی پر سے پیادہ پا لڑنے کے واسطے نیچے اُترا اور پیشانی پر ایک تیر کھاکر زخمی ہوا حیدر قلی خان نے پہچانکر اُسکو معہ اُس کے بھائی نجم الدین علیخان کے مقید کرلیا اور پھر ہاتھی پر سوار کرا کے بادشاہ کے پاس لیگیا شادیانے فتح و نصرت کے بجنے لگے

محمد خان اس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحبرای کے کاغذات میں ایک خط از طرف
محمد خان بنام راجہ جی سنگہ سوای ہی جسمین احوال اس جنگ کا مندرج ہی مگر اُس میں اُس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا ہی محمد خان کو علبدوی ان خدمات کے چھ لاکھ روپیہ بنگالہ سے
خزانہ آجانے پر دینے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہین گیا +

اگر اُسجگہ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ مین درج ہی
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کارنمایان کئے ہین نقل ہی کہ محمد خان نے اپنے کُل سپاہ سے
عبداللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چیلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہونچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جوابدیا وعلیکم اور اپنا ہاتھ ہودے سے باہر نکالکر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھ پر ڈالدیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
مین عبداللہ خان کی پگڑی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھے سید نے اُسکے لینے سے انکار کرکے محمد خان کی طرف
دیکھکر تھوکا اتنے مین مقیم خان اور داؤد خان کود پڑے اور سید عبداللہ خان کو پکڑکر مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسطے کوشش
اُسکے فوج کی بیفایدہ ظہور مین آئی قریب دو پھر نواب محمد خان اپنے لشکر معہ اپنے قیدی
عبداللہ خان کے پہونچا حسب الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کردیا وہ سپرالہ داد خان
ولد نواب مقیم خان تا زمانۂ نواب شوکت جنگ (جو ۱۲۱۳ھ لغایت ۱۲۳۳ھ نواب رہا) رہے اور

نواب امین الدولہ اُسکو اکثر سنگواتا تھا اور غایت درجہ کی لاڈلی دیتا تھا جس لاڈلی سے وہ لیگئے تھے +

۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ (مطابق ۶ نومبر ۱۷۲۰ء) بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عنان عزیمت پھیری اور بسرعت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر ۱۷۲۰ء) وہاں پہونچا دو روز تک وہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جن لوگون نے کارنمایان کیے تھے وہ حاضر ہوئے اُسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چھ ہزار فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنے بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا ایک خلعت بھی بمعہ سات لاکھ روپیہ نقد کے اُسکو عنایت ہوا اور خطاب غضنفر جنگ کا جسکے معنی ہیں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور اور شمس آباد جو اب ضلع فرخ آباد مین شامل ہین بطور جاگیر اُسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان درمیان ۲۲ اکتوبر ۱۷۲۱ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۲ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اُسوقت مین اُسکے عامل یا ماتحت حاکم اسطور پر تھے - الہ آباد کا حاکم بھوریخان چیلہ آرچ بھانڈیر اور کالپی کا حاکم دلیر خان چیلہ سپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا نیکنام خان چیلہ شمس آباد کا داؤد خان چیلہ بدایوں اور سہسوان دیہہ دونون مقام اب ضلع بدایون مین ہین، اور مھمدآباد کا جواب شاہجہانپور کے ضلع میں ہے حاکم شمشیر خان چیلہ تھا +

۱۱۳۵ھ مین (مطابق یکم اکتوبر ۱۷۲۲ء لغایت ۲۰ ستمبر ۱۷۲۳ء) صمصام الدولہ

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگھ سوائی کو دلوا دیا جی سنگھ کچھ دنوں بعد برای سرکوبی
چوڑامن جاٹ روانہ ہوا اِس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرفداری
کی تھی محکم سنگھ ولد چوڑامن سر دربار اپنی باپ کو بہت سرزنش کی جب چوڑامن سے بیحد
خفت و بیحرمتی برداشت نہ کی گئی تو اُسنے خود کشی کی بدن سنگھ برادرزادہ چوڑامن براجہ
جی سنگھ کا مددگار ہوگیا قلعہ تھون کا نہم سفر ۱۱۳۵ھ کو (مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ء) قبضہ میں
آگیا اور بدن سنگھ باپ سورجمل کا اُسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں علی محمد خان شریک
تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۲۳ء سے لغایت دسمبر ۱۷۲۳ء) محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر
حکم شرف الدولہ ارادتمند خان اور راجہ جی سنگھ کے جو جیت سنگھ راٹھور راجہ مارٹھوار کی
تنبیہہ کیواسطے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اِس کے کہ سپاہ اُسکے ملک میں پہونچے جیت سنگھ
بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے مارا گیا دھونکل سنگھ نے (یہ لقب بھائی سنگھ ولد جیت سنگھ
کا تھا) بوساطت محمد خان غاشیہ اطاعت بادشاہ دوش دلپر رکھا محمد خان معہ بھائی سنگھ
عرف دھونکل سنگھ کے میرٹھ نہیں پہونچنے پایا تھا کہ اتنے ہی میں محمد خان واپس بلایا گیا کہ
بندیل کھنڈ کو قبضہ چند سال سے باہر نکلے چھ مہینے اِس مہم پر بھی گذرنے تھے کہ بمجرد استماع
اِس خبر کے کہ مبارز خان نوجدار برہانپور مارڈالا گیا اُسکو حکم ہوا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
آگرہ و آب کو جاوے اور پھر وہاں سے اکبرآباد کے راستہ سے بعرض مقابلہ مرہٹوں کے
گوالیار کو روانہ ہووے +

باجی راؤ نے برندا کے شمال میں سر اُٹھایا تھا اور گردھر بہادر بادشاہی حاکم مالوہ پر چڑھائی

کی غنی اور دو موسم تک ۱۷۳۵ء سے لغایت ۱۷۳۶ء غارتگری کرکے خراج لیا تھا محمد خان پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہوکر بھیجا گیا اور دو لاکھ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ کے معین ہوئے محمد خان نے اکبرآباد مین روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اُسکو حکم ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان نے جاکر دس ہزار سوار رکھے اور سات مہینے تک بیکار پڑا رہا مہم مسطورہ صدر سے واپسی کیوقت خان دوراں خان نے جس کی جاگیر مین پرگنہ جات بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہتیا سدانند کی کمک پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار مین پوری کی بھیجدے روایت اسطور پر ہے کہ چوہان راجہ دلیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے مین غفلت کی تھی بنابران بھوریخان پانچ سو سوارون سے اُسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے روبرو آیا تو اُس نے سلام کرنے مین درنگ کی تب بھوریخان نے اپنے ہاتھہ سے اُس کی گردن پکڑکر جھکائی راجہنے فوراً اپنے تئیں چھوڑاکر تلوار کھینچی وہین نواب محمد خان نے ایک ایسا تیر اُسکے سر مین مارا کہ راجہ اُسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اُسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات بندیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ جو جاگیرین محمد خان کو زمانۂ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ مین ملین اُنکا بڑا حصہ بندیل کھنڈ مین تھا فرخ سیر نے (زمانۂ سلطنت ۱۷۱۳ء سے لغایت ۱۷۱۹ء پرگنہ جات سیہند اور موضا جاگیر مین دیدیئے تھے یہہ دونون پرگنہ دلیرخان چلیہ کے

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس (فروری ۱۷۱۹ء سے غایت فروری ۱۷۲۰ء
کالپی آرچ اور دیگر مقامات واقعہ بندیل کھنڈ تنخواہ مین محمد خان کو مرحمت ہوئے اُسی سال
(یعنے ۱۷۱۹ء سے غایت ۱۷۲۰ء یہہ خبر آئی کہ بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور
پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا اِن لوگون نے معزز مسلمانون کی
عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب
مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو بمقابلہ حملہ اوران بھیجنا چاہیئے
مگر بادشاہ نے محمد خان اَوَان کی تنبیہہ کے لیئے بھیجنا کافی سمجھا دلیر خان چیلہ ساتھہ
سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسنے بزودی روانہ ہوکر غنیم کے تھانون کو پرگنہ کالپی اور
جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبون مین لوٹے اسعرصہ مین نواب
امین الدین اعتماد الدولہ اِس ملک فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنون کا خیال ہے
کہ دلیر خان پر وزیر مرحوم کی نظر عنایت تھی اُنہین دشمنون نے خطوط راجگان چندیری اور
ارچھا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن مین اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندون
کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سوار کے جمع ہو گئے اور پیادے تو بیشمار تھے +

قایم خان ولد نواب محمد خان جو اُن دنون مین سرکار گھورے کا فوجدار تھا سال بھر سے
قصبہ تہنوان مسکن پہاڑ منکہ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ مین چار قلعے بہت مضبوط تھے
جنکے گرد جنگل اور بیحد کھائیان تھین اور بڑے دشوار گذار راستے درمیان پہاڑیون کے تھے
قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسنے جہد بلیغ کر کے اُسمقام کو لے لیا بعدہ

بعدہ دلیرخان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہین ہی تو فوج کا لوٹنا بہتر ہی
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت وجرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب اُن خطوط کے
جو اُسکے دشمنون نے ہندوراجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اُسنے دلیرخان کو
متواتر لکھا کہ دشمنون کے قلعے اور گانون وغیرہ جو کچھ کہ لیا ہی واپس کردو کیونکہ زمانہ اب
نااتفاقی پر ہی اور ضرور ہی کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف اِن احکام کے دلیرخان اپنی
بہادری کے غرور مین آکر فوج عدو کی قوت کو غور نکر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز نرہا ۲۹ رجب
سنہ ۱۱۳۳ھ (مطابق ۱۳ می سنہ ۱۷۲۱ع) چترسال تیس ہزار سوار اور بیشمار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیرخان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھ کہ اُس کے پاس تھے لیکر حملہ کیواسطے طیار ہوا دلیرخان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اُٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سوای زخم شمشیر و نیزہ کے روگولیان کھائین ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اُسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اُسکے پانچ سو سوار بعد ظہور عجیب وغریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیرخان کی موت کا حال سنکر محمد خان کو ازراہ دلجوئی ایک مرصع بگلہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیرخان چیلہ ذات کا بندیلہ تھا کرتھا یہہ شخص جوانمردی مین شہرۂ آفاق تھا معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ بہت عیاش اور فضولخرچ تھا اُسنے اپنے مالک کا محاصل ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کرنے مین صرف کردیا تھا اور اُنکو عمدہ عمدہ دردیان اور ہتھیار دیئے تھے ایک مرتبہ کا

کا ذکر ہی کہ محمد خان نے سخت احکام دلیر خان کو واسطے ادای مالگذاری کے بھیجے تب
دلیر خان اپنی کل جمعیتون کو لیکر آیا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ ہی وہان ٹھہرا اور
دربار مین حاضر ہوکر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
کی پاپوش اُٹھاکر پیچھے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مین صرف آپ کی پاپوش برداری کے
لایق ہون آپ یہہ صوبہ کسی ایسے شخص کو جو آپکو روپیہ کا انبار دیا کرے دیدیون میری مالگذاری
یہہ سترہ ہزار آدمی ہین جو آپ مجھہ سے لے سکتے ہین اسبات پر نواب کو تبسم ہوا دلیر خان کو
چھاتی سے لگایا اور اُسی کے ضلع میں اُسے واپس بھیجدیا دلیر خان غ قریب کل لڑائیون مین
جو محمد خان لڑا شریک تھا پٹھان اور بندیلے بسبب جوانمردی کے دلیر خان کو سورمان کہتے
تھے جس کی علامت یہہ ہی کہ آدمی کے ہاتھہ اسقدر لمبے ہون کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
پہنچین یہہ بات دلیر خان مین پائی جاتی تھی ٭

روایت دلیر خان کی موت کی بشرح ذیل ہی - ایکدن دلیر خان ہمراہ تین سو سوارون کے
شکار کھیلنے گیا تھا باقی فوج لشکر گاہ مین تھی ایک جاسوس نے اسبات کی خبر راجہ چھترسال
کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ بارانی شروع ہوئی نواب دلیر خان
کے ہمراہیون نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہی مگر دلیر خان نے یہہ بات نہ مانی اور کہا
کہ ہر شخص کی موت لابدی ہی خواہ آج آوے یا کل یہہ کہکر دعای آخر یعنے (فاتحہ) پڑھکر
گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور سیدھا راجہ کی فوج میں گھسکر راہ مین آدمیون کو کاٹتا
چھانٹتا دوسری طرف پار صاف نکل گیا بندیلون کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

ہودی کیطرف چلا مگر سینہ مین ایک زخم گولی کا کھاکر راہی ملک بقا ہوا تمام وکمال تین سو سوارون کا بھی اُسکے یہی حال ہوا دلیر خان کی فوج بمجرد استماع اس خبر کے راجہ چترسال کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پس پاکر دیا دلیر خان موضع مودہا مین دفن کیا گیا اور تمام باشندگان بندیل کھنڈ نے اُسکے وفات پر کف افسوس ملی ہر پنجشنبہ کو شیرینی اُس کی قبر پر چڑھائی جاتی ہی ہر بندیلہ کا لڑکا جب بارہ برس کے سن کو پہنچتا ہی تو اُس کے والدین اُسکو مودھا لیجاتے ہین تلوار و سپر کو دلیر خان کی قبر پر رکھتے ہین اور نذر گذرانتے ہین پھر لڑکا تلوار کمر سے باندھتا ہی اور سپر ہاتھہ مین لیتا ہی اُسوقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یہ لڑکا دلیر خان کے مثل بہادر ہووے +

نقارے برابر اُسکے مدفن پر بجا کرتے ہین دلیر خان کی وفات پر یعنے ۱۱۳۳ھ (مطابق اکتوبر ۱۷۲۰ء سے لغایت اکتوبر ۱۷۲۱ء) محمد خان الہ باد کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ قول ہی کہ سید الہ آباد کی امین الدولہ بنیرہ نواب محمد خان کے پاس جو ۱۷۸۶ء سے لغایت ۱۷۸۸ء نایب رہا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہین معلوم کہ وہ سند اور نقل کیا ہوئی بالگذار لوگ کہتے ہین کہ بیاسی لاکھہ روپیہ کی تھی ۱۷۲۳ء کے آخر مین جب محمد خان معہ اسمائی سنگہ ولد جیت سنگہ والی مارہوار کے دربار جاتے ہوئے میرتھا پہنچا تو ایک فرمان معہ ایک حکم مہری امیر الامرا (خاندہ دراننان) کے وصول ہوا جسمین تحریر تھا کہ چترسال نے عمالہ کثیر بادشاہی مین اپنا تصرف کرلیا ہی اور یہہ کہ برہان الملک اُسکے مقابلہ کیواسطے بسرعت تمام بھیجا گیا ہی تم بھی بزودی ہر چہ تمامتر وہین دیاؤ +

بنظر تعمیل اس حکم کے محمد خان ساتوین سال ماہ دسمبر ۱۷۲۴ء سے نہایت دسمبر ۱۷۲۵ء ہوبہ
الہ آباد کو معہ اپنے کل سرکارون کے حال مین اُسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا بسبب مقابلہ زمیندارو
محمد خان کے نایب بندیلکھنڈ مین کامل طور سے قبضہ نکر سکے بعد قیام دو ماہ کے محمد خان الہ آباد
مین پندرہ ہزار سوار جمکر کے معہ اُنکے جمنا کے کنارون سے بھاگنی پور کی طرف آگے
بڑھا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +

متواتر احکام اس مضمون کے پہونچے کہ آگے بڑھنا چاہیے بنابران چند سردار جمنا پار
بھیجے گئے تب محمد خان نے بھی دریاے جمن کو عبور کیا چھ مہینے لڑکر محمد خان نے پرگنہ
سینہڈا تک جو باندے کے جنوب مین واقع ہے عمل دخل کر لیا اُسوقت فرمان اور احکام
مرسلہ خان دوران خان بذریعہ آیا مُحل بمضمون صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا ہے
لہذا چڑھائی ہندؤن پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر نواب محمد خان کو
مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پڑا دشمنون نے بہت سمجھ قسمین کھائین کہ ہم کبھی محمد خان
کی جاگیر کے اندر قدم نہ رکھین گے اور فوج اسلامیہ سے بفاصلہ تین کوچ گزر کر گئے محمد خان
اس ملک مین اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹون کے حملے کا خدشہ
تھا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسلیئے محمد خان اُنکو روکنے کے لئے وہان بھیجا گیا اس کی
عدم موجودگی کہ بندیلون نے مقتدمات سے سمجھ کر قسم وعہد وپیمان کو شکست کر کے بے ایمانی
پر کمر باندھی اور وصول مالگزاری مین سدراہ ہوے +

اس عرصہ مین ہردی زاین اور دیگر پرگنہ جات سال نے تمام وکمال بھاگھل گھنڈ کو سرحد

صوبۂ عظیم آباد تک تخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد مین آکر آتش فتنہ و فساد مشتعل کی تھی نوین سال جلوس سے (یعنے سنہ ۱۱۳۹ھ سے انایت سنہ ۱۱۴۰ھ) محمد خان کے پاس ایک فرمان پہنچا جسمین حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جا کر درست کرو اُن دنوں مین بندیل کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصّہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا بعدہ روپیہ کے عوض مین کوڑے کا چکلہ دیدیا گیا تھا +

محمد خان نے آکر آباد پہنچکر فوج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور جمعدار کے بیس روپیہ مقرر کیے ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۹ھ کو (مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۷۲۷ع) اکبر خان نواب کے تیسرے لڑکے نے فوج ہراول کا سردار مقرر ہوکر جمنا کو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے جمنا پار بھیجکر خود بھی بہت جلد پندرہ یا سولہ ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے لیکر پیچھے سے روانہ ہوا اُسوقت بندیلون نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادون سے کُل بھاگھل کھنڈ مین پٹنہ تک اور ملک سنگرات اور نیرماندو مین (جسے مادھوں بھی کہتے ہین) ہلدی تک دخل کر لیا صرف قلعہ بوندہ (جسکو شاید بندیا پوند کہتے ہین) جسکا محاصرہ ہردی شاہ اور جگت رائے نے بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادون سے کیا تھا بچا ہوا رہا بمقابلہ اس زبردست سپاہ کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فوج امدادی اودیت سنگھ راجہ اجیاور اجیند والی دتیا دیرتھی سنگھ زمیندار سینڈا و درجن سنگھ زمیندار چندیری و راجہ جی سنگھ والی موندھا و کھانڈی مرام نرواری و راجہ گوپال سنگھ بھدوڑیا سے لینا چاہئے نیز بعضے فوجداروں سے یعنی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و بزرگ علیخان

ونایب فوجدار جونپور سے محمد خان نے کمک چاہی مگر کسی شخص نے اُن میں سے بجز جے سنگھ
والی مودھا کے احکام دہلی کی تعمیل نہ کی +

پہلے بندیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنون سے پاک کرنیکے لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ
وچوکھنڈے وگڈھ ککریلے ومُو داقعہ ملک سنکراٹ پرسنگ پور کے لے لئے گئے
رام نگر وقلعات کھتولی وصحرا وکلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ماندھو وبانده
کے قبضہ مین آگئے کچھ عرصہ تک افواج غنیم پہاڑیون پر نزدیک ترہوان کے سرگردان
رہین مابعد قلعہ گیر مومن خود چترسال نے بھاگنے مین سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو محاصرہ
ترہوان کے لئے چھوڑ کر خود سینڈا سے بفاصلہ چار کوس چلا گیا مگر دشمن پھر فرار کر گئی پرگنہ جات
بھنڈ ومودھا وپیلانی واگواسی وسموتی وگھاٹ پار اترنے کے خس وخاشاک دشمنون سے
پاک ہوگئے اِس جنگ مین اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال لگا قایم خان
فرزند اکبر نواب محمد خان معہ اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار وبارہ ہزار
پیادون سے محاصرہ ترہوان کے لئے پیچھے چھوڑا گیا اور بابو چترسنگھ ولد راجہ جے سنگھ والی
مودھا معہ خانجہاں وحلیم خان ومحمد ذوالفقار خان ورای ہرپرشاد اور دوزمینداروں
سادو وہربنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ دانندی داس نے بھی اپنی فوج
سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہہ تھی کہ مقام مذکور جسقدر
جلد ممکن ہوسکے لیویں اور پھر محمد خان سے معہ توپخانہ وسیسہ وباروت وغیرہ کی جوانشیار
ترہوان وکلیان پور وککروری میں ہاتھ لگے تھے جالیں زمیندار لوگ خوش ہوئے کیونکہ

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ لقد آئے - قلعہ ترہوان مین جو صدر مقام پہاڑ سنگھ کا تھا تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑھیاں تھین جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسوں تک کسی مسلمان حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینوں تک اُنہوں نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ سبھا سنگھ پسر بردی نراین و نبیرہ چترسال کے زیر حکم تھے اور نیز ہرنبس زمیندار برگڈہ نے معہ کچھ مرہٹون یعنے برکی وغیرہ کی اُنکی امداد کی علی تاریخ ۹ جمادی الاول ۱۲۱۰ھ کو (مطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۹۵ع) بعد سخت لڑائی کے قایم خان نے ہاتھی سے پھاٹک توڑوا کر باہر کے قلعہ میں دخل کر لیا ہندولوگ کچھ جد وجہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکالدئے گئے اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ مین پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے چوتھے قلعہ کی فصیلون پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیا ڈالنا شروع کئے اور قریب پندرہ گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگون نے بارادہ گریز قلعہ سے خروج کیا اُسوقت تین سو آدمی اُن مین کام آئے اور بیشتر دریا مین غرق ہوئے تب قلعہ مین کامل طور سے دخل ہوگیا اس محاصرہ مین عرصہ پانچ یا چھ مہینے کا لگا بعد فتح و ظفر کے قایم خان نے واسطے قلعہ کلیان سنگھ (جو آٹھ کوس ترہوان سے ہے) اور محکم گڑھ کے جو اُسی نواح مین ہے کوچ کیا +

جس عرصہ مین قایم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے مین محمد خان سیندھا سے چلا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اور اکیس دن برابر ہوتی رہیں غنیم نے اپنے مورچون کی خوب مضبوطی کی تھی جن پر سے دریا کی دھار اور گانوں کا قلعہ

دونون معلوم ہوتے تھے روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ جگہ اچولی ہی جہان پر یہہ جنگ عظیم واقع ہوئی شاید اُسی اچونی سے غرض ہی جو باندہ سے گیارہ میل پر دریاے سبانی پر واقع ہی اگرچہ یہہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہی مگر باقی حالات کی تصدیق نہان نہین ہوتی اور نہ اس ضلع مین کچھہ مسلمانون کی لڑائی کا ذکر ہی +

حدیقۃ الاقالیم میں اس نام کو (یعنے اچولی کو) آچونی یا اَچولی لکھا ہی اور یہہ بھی تحریر ہی کہ یہہ مقام پرگنہ مہوبا میں ہی تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۲ شوال ۹۳۳ھ (یعنے ۱۲ مئی ۱۵۲۷ع) ہی +

دو گھنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہان پر ہردی نراین اور ہندو سنگہ چندیلہ بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادون سے موجود تھے مسلمانون نے جو انتظام اور آہستگی سے آگے بڑھے تھے فتح کرلیا اس موقع پر بھوریخان و دلاور خان و امام خان و غلام محمد خان و عبدالرسول خان و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان پسر نواب محمد خان کے بھی ایک کمر در گولی کی رگڑ لگ گئی سید ظفر حسینخان والہ یار خان و مگل خان مجروح ہوئے بندیلے ایک اور قلعہ مین جہان جگت رای دوسرا بیٹا راجہ کا پناہ گیر تھا معہ پندرہ ہزار سواروں کے چلے گئے پھر معرکہ آرائی ہوئی اس میں احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان مقتول ہوئے اور رحمت خان معہ کچھہ سوارون کے مجروح ہوا +

آخر کار ہردے نراین و جگت نراین و موہن سنگہ پسران چترسال نے ہندو سنگہ چندیلہ کے پاس قلعہ مین بھاگ گئے یہہ قلعہ نزدیک ایک گانون کے بیچدار دھار جو شوار گذار

کھائیوں سے محیط تھی واقع تھا یہان چترسال کا صدر مقام تھا اور دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تعاقب کرکے مارنا شروع کیا بعد کئی گھنٹہ کے بندیلوں نے
دریا کیطرف پھر کے راستہ سے جدھر بہت کھائیاں اور گرداب تھے بھاگ کر کھائیوں میں
آدھ کوس اپنے لشکرگاہ کے پیچھے پناہ لی یہان بھی جاے سلامت نہ دیکھکر چترسال معہ اپنے
لڑکون اور رشتہ داروں اور متعلقون کے گھوڑے پر سوار ہوکر بارہ کوس پر چنگلا دن مین فرار
کرگیا تمام سامان لشکر کا خیمے اور توپخانہ وغیرہ غازیون کے ہاتھ لگا دو کوس تک مفروزین
کا تعاقب کیا گیا پھر مسلمان لوگ ٹھہر گئے اور خیمہ زن ہوئے اب یہہ دریافت ہوا کہ بندیلے
سالھٹ و دمدست وتہانہ اسپواڑہ کی نواح میں چلے گئے ہین ان مقامات مین بلند پہاڑیان
عمیق جھیلین کھائیان اور بڑے بڑے پرخار جنگل تھے یہان پر بندیلہ سرداروں نے راستہ
پر لڑنے کیواسطے مورچہ بندی کی تھی خود چترسال نے چند کوس جیت پور کے جنوب مین نزدیک
سوج منو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور مین شمار کیا تو چار یا پانچہزار آدمی مقتول و مجروح
پائے اور فوج غنیم مین بارہ تیرہ ہزار آدمی تلف ہوے فوج اسلامیہ مین چودہ یا پندرہ ہزار
سوار تھے اور پیادے اور چارے کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی معاونت
نہین کی تھی +

بندیلون کی افواج امدادی مین یعنے چالیس ہزار سوار اور پیادے فوجین برابر
ماندہ گھلوا بھیجے پورہ کھانڈی راونر واری و زمینداران مالوہ و تمام دکھن کنڈ دانہ ولگ گئے

کے سمہ تمام گورا اور پرہار لوگون کی جو گرد نواح ملک مین رہتے تھے شامل تھین +

ایک زبانے روایت سے اس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہی ایک روز قبل لڑائی کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر مین تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر لڑائی کا مقرر ہوا ہی ہر ایک شخص مسلح آدھی رات سے طیار رہے دوسری طرف چترسال نے طیاریان کی تھین چترسال کے پاس اُسیوقت ایک لاکھ پیادے اور ستر ہزار سوار تھے علاوہ ازین چند دیگر راجگان بھی اُسی کے شریک تھے صبح کی نماز کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی ایک طرف سے محمد خان دوسری طرف سے چترسال ہاتھیون پر آہستگی کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف آگے بڑھا دونون طرف سے کچھ سپاہی نکلکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایکمرتبہ کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہوگئے اور اسقدر تیر چاروں طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ مین نے زین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹھی مین اٹھارہ تیر اُٹھالئے قریب دوپہر نواب کا ہاتھی منگل خان مہینگری کے ہاتھی سے لڑکر کچھ دور تک اُسکا تعاقب کرتا چلا گیا چترسال کی فوج نے خیال کیا کہ محمد خان بھاگتا ہی بندیلون نے ایک دل ہوکر جلا کر کہا کہ منگلش بھاگے یہہ شور سُنکر محمد خان نے اپنا منہہ پیچھے ہودی کی طرف پھیرکر باواز بلند کہا کہ بہادرو یہی وقت بہادری کا ہی اور فیل بان سے پوچھا کہ یہہ کیسی لڑائی ہوتی ہی ایسی بات تو کبھی نہین واقع ہوئی تھی بہادرون نے جوابدیا کہ چترسال کے ہاتھی سے لڑانے کے لئے مین نے اپنا ہاتھی بھی بڑھایا ہی تب ہاتھی محمد خان کا پھر مقابلہ دشمنان پھیر لایا +

محمد خان سر سے پانون تک لوہے مین غرق ہودے مین کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے تین فٹ

کے بلند تھے ایکبارگی مسلمانون کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سوارون نے برچھی ہاتھ مین لیکر باگ اُٹھائی جب یہہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہونچے تو کچھہ مقابلہ کسی سے نکیا آدمیون سے روکے جانے پر جوابدیا کہ ہم کچھہ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہین +

آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہونچکر ٹھہر گئے ایک نے اُنمین سے اپنی کمر سے بٹوا نکالکر تنبا کو کھائی پھر برچھی کو ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر پکارا کہ بنگش ہوشیار رہو مین آپہونچا یہہ کہکر اُسنے گھوڑے کو ایسا دبایا کہ اُسنے اپنے دونون اگلے پاؤن ہاتھی کی مستک پر رکھدیئے بندیلے نے برچھا مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے پر سے مرکر گر پڑا اُسکے گھوڑی کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلے کی نقل کی مگر اُسی طرح پر نشانہ تیر قضا ہوا نواب نے مگل خان صینگری سے کہا کہ یہہ بندیلے کیسے بہادر تھے بھورے خان چیلہ چند بہادر پٹھانون کا سرگروہ ہوکر فوج اعدا مین بارا وہ قتل چترسال گھس گیا بھوریخان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک گولی کا زخم لگا بھوریخان کی وفات پر نواب نے اشک حسرت بہائے اور عرصہ تک بعد لڑائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہے اور کہتا تھا کہ بھوریخان جو کچھہ مجھہ سے کہتا تھا وہ صحیح نکلا کہ میں تم سے پیشتر مرجاؤنگا غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ چترسال کے مقابل ہوئے چترسال لوہی کی عماری مین بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوج کو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فولادی سانگ اُس عماری پر ایسے زور سے ماری کہ اُسکو توڑکر ہاتھی پر ضرب پڑی چترسال کو بھی

بھی غش آگیا چترسال کے ہاتھی پر جو لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے مہاوت سے
کہا کہ ہاتھی بڑھاؤ اب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کئی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چترسال کی
لوٹی اور آنی راؤ جو چترسال کے بھانجون مین تھا کام آیا مسلمان لوگ اِدھر اُدھر مفرور
بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چترسال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون
جیتا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فتحیاب کوئی نہین ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بیخودی
کے عالم مین دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصباح پھر لڑینگے
چترسال یہہ بات سُنکر اپنے بھائیون بھتیجون پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں
محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھونگا تم مجھکو کیون یہان لے آئے یا تو میں
اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤنگا ورنہ اپنے تئین ہلاک کرونگا اِن باتون پر چترسال
کے کسی نے کچھہ لحاظ نہ کیا +

بوجہہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ مین تمام شب مسلح
رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُسمقام پر ایکدرخت بیر کا تھا
جسمین تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہہ پھل تھوڑے سے لوگون نے کھائے
اور نواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لاکر تھوڑے سے بیر توڑے اور
نواب کو بھی دئے +

بتاریخ ۲۰ شوال ۱۱۳۹ھ مطابق ۸ جون ۱۷۲۷ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج
شاہی نے دشمنون کے مورچہ کیطرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب بتاریخ یکم ذیقعدہ ۱۱۳۹ھ

(مطابق ۹ رجون ۱۸۲۷ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہوکر بڑھا پیشتر اُن لوگوں کے پہونچنے
کے جسوقت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے مہوبا اور دیگر اطراف مین فرار کیا
جنہوں نے بھاگنے مین درنگ کی مقتول ہوئے قلعات بارہی گڈھ مسکن خانجہان خواہرزادہ
چترسال کا اور لاہوری جمعومردستہ ہاے فوج نے جو بھیجی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ مہوبا
سے ایک کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوئے مگر فوج غنیم سلہٹ کی پہاڑیون مین روپوش
ہوگئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوس کا تھا پھر بوجہہ کثرت بارش کے محمد خان
کے فوج کو آگے بڑھنے مین دیر ہوئی کیونکہ وہان کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +
یہان پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھہ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھ سکی - ۱۷ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۴۰ھ کو مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۲۷ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہونچی اُسی دن ہردی شاہ
جگت رائے کی مدد پر آپہونچا دشمنون نے جو دھس وغیرہ پہاڑیون پر بنائے تھے وہانسے
وہ بندوقون کی باڑھ سر کرنے لگے اور تیر مارتے رہے دن بھر یہی ہوتا رہا اور عدو کی
جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے
غروب آفتاب پر فوج غنیم کے پانوں اُٹھ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی باڑھ
سے ضائع ہوگئی نصف جنگل اور پہاڑی پر قبضہ ہوگیا تب مسلمانون نے جنگل کے کاٹنے اور
راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +
اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک مین مانند
مور و ملخ کے پھیلے ہوئے ہین بغیر فوج کثیر کے یہان کچھہ نہیں ہوسکتا ہے صرف اُسیقدر

فوج ہی جسکو دو لاکھ روپیہ ماہواری کفایت کرے باقی اور فوج بسر کردگی قایم خان مجاہرہ ترھوان مین مصروف ہی ۶ رمضان سنہ ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۵ - اپریل سنہ ۱۷۳۰ء) فوج محمد خان کی اپنے لشکر گاہ مین درمیان سلہٹ و کل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنے ۱۹ اپریل سنہ ۱۷۳۰ء کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہین جنپر بڑے پر خار جنگل ہین اسی موقع پر بندیلون نے سات مورچے اور اُن کے مقابل بہت مضبوط دو دُھس بناے تھے گرد اُس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیان طیار کردی تھین چوٹی پر پہاڑیون کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنھون نے مسلمانون کو دیکھتے ہی اُنپر باڑھ مارنا شروع کی پہلے دیوارین گولون سے توڑکر حملہ کیا گیا بعدہ جب غنیم دوسرے دُھس مین بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرضکہ رفتہ رفتہ پہاڑی اور کل مورچے بندیلون کے خس و خاشاک دشمنان سے صاف کردئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے ہردے نراین و جگت راے و موہن سنگھ نے شبخون مارا مگر باوجود تین متفرق حملون کے کچھ نتیجہ نہ پایا +

۲۱ رمضان سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق ۲۰ اپریل سنہ ۱۷۳۰ء محمد خان مقام مندھاری کو روانہ ہوا جہان ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی اہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھکر قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر فوج وہان ڈیرے ڈالکر آگے بڑھنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعدا نے اپنی فوج پیادہ کو اُس جنگل مین جسکا عرض و طول کوسونکا تھا لاکر درختون کی پناہ سے تبر مارنا شروع کئے اور بارہ بنا دیتی کی سر کی مسلمانون

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو حملہ باہر نکالدیا محمد خان بذات خاص اُسکی کمک پر وہان آپہونچا سیکڑون سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ باربرداری کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ مین آئے مسلمانون نے کل پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے اس مقام سے جیت پور دست راست پر اور کچھ حصہ مندھاری بھی اُسی طرف تھا پہاڑیان سلہٹ کی جنبہ دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی فوج جنگل صاف کرتی جاتی تھی تب لڑائیان بندیلوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج عدو پہاڑیون پر اچھیتر کے جو بفاصلہ تین کوس جیت پور سے ہے اور سورج مکھی میں جو اسیقدر فاصلہ پر مقام مذکور سے ہے جمع ہوئی مسلمانون کا کمپو پہاڑیوں پر جیت پور کے اُسطرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ تمام کیا گیا بندیلون کو جانب مغرب مقام اچھیتر تک بھگا دینے مین عرصہ بیس مہینے کا لگا یہ بیس مہینے ۲ جمادی الثانی ۱۱۲۹ھ (مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۱۷ء) جو تاریخ جمنا کے عبور کرنے کی ہے لغایت ماہ سفر ۱۱۳۱ھ (مطابق ماہ گست ۱۷۱۸ء) ہوتے ہین موسم بارش مین (جولائی سے اکتوبر تک ۱۷۱۸ء مین) کارروائی محاصرہ مین ورنگ کے ساتھ ہوئی بوجہ زیادتی نمی کے سُرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً مٹی سے بھر جاتی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عمیق جھیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور لنبائی کئی کوس کی تھی یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اُسپر توپ و رسکلہ لیکر چڑھ گئے تھے چار مہینے یا کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یہہ مقام ہاتھ لگا جسوقت یہہ مقام لیا گیا اُسوقت بندیلون کے خلاف اِس چڑھائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گذر چکا تھا (یعنے جمادی الثانی

سنہ ۱۱۳۹ھ سے لغایت جمادی الاول سنہ ۱۱۴۱ھ مطابق جنوری سنہ ۲۶ء سے لغایت دسمبر سنہ ۲۸ء +
اسعرصہ مین محمد خان دربار کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاکی تھا اُسکا قول ہی کہ مین نے
شب و روز لڑکر سات آٹھ آدمیون کا کام انجام دیا مگر کچھہ عزت و توقیر میری لڑکون اور
رشتہ دارون کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالون کی پنشن مقرر ہوئی بالعوض
انعام دینے کے جاگیرین میری ضبط کرلی گئین محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور
تمکو ایک فصل کیواسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالعوض
ادای دو لاکھہ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ والی مارہوار کے معاملات مین تو
لاکھون روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی واپسی چاہتا تھا +
چھہ مہینے سے دشمنون نے پرگنہ نیواڑی مین مفسدہ برپا کر رکھا تھا درگ سنگہ نامی
چترسال کے ایک رفیق نے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے قلعہ سینڈی مین جگہ
پکڑی تھی یہہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد بشارت خان
حاکم راٹھہ کو حکم دیا گیا کہ درگ سنگہ کی سرکوبی کرکے اُس سے قلعہ کو لے لیوے اِس
شخص مین سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ اِسنی عرصہ تک ضلع اولی مین بجیلہ
تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر جلال پور مین درنگ کی جب بہت تیز احکام بدین مضمون
پہونچے کہ اولی راور امچند کے حوالہ کردو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹھہ کو دشمنون
سے صاف کیا نیز سردار خان معہ کنور پنچم سنگہ کے اِس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راور امچند
کی فوج کو قلعات و تھانہ جات واقعہ ملک راجہ پرتھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹاوے

تعمیل احکام مسطورہ صدر کے بندلیہ امداد افواج بھیجدی گئی +

یہہ بات ملاحظہ ناظرین میں آچکی ہے کہ ترھوان پہلے قایم خان کی موجودگی میں جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ھ (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۲۷ء) لے لیا گیا تھا پھر قایم خان بندیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیوں کو دشمنون سے صاف کرکے سید عارف علیخان کو وہان چھوڑ کر اپنے باپ سے ملگیا تھا اور سدوز میندار کو عارف علیخان کی مدد پر کو دیدیا تھا اتنے مین خبر پہنچے کہ زمیندار برگڈھو ہندو سنگھ باغواے پسران چترسال معہ پانچہزار سوار و دس ہزار پیادون کے باغی ہوگئے قایم خان پانچہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترھوان سے بارہ کوس پر تھا تب اُس کے جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم نے حال مین پہلا دھس قلعہ کا پھر لیلیا +

یکم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۱ھ (مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۷۲۸ء سنہ جلوس مین حسب محمد خان احمیتہ کے پہاڑیون بندیلون کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اُسوقت قایم خان نے دوسری مرتبہ ترھوان پر حملہ کیا اِس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ مین آیا ایک مہینے سے کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یعنے ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۱ھ کو (مطابق یکم نومبر سنہ ۱۷۲۸ء) سنہ ۱۱ جلوس میں آخر حملہ کیا گیا ایک سُرنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھردی گئی تھی سرنگ کے اُڑتے ہی حملہ ہوا چھہ سو آدمی حملہ آورون مین سے اور اِس سے بھی زیادہ محصورین مین سے راہی ملک بقا ہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج اسلامیہ نے اُنکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہوکر قلعہ ترھوان مین دخل کرلیا قایم خان برابر فتحیاب ہوتا گیا اور میدان جنگ مین پانچ چھہ مرتبہ ہزیمت فوج اعدا کو دیکر اُسکو برگڈہ مین

ایسا دبایا کہ وے لوگ مطیع فرمان بخوشی ہوگئے اِن کارروائیون مین ضرور کئی مہینے کا عرصہ لگا ہوگا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سے فوراً ملجاوے اور قایم خان ابھی تک نہ ملسکا تھا یہانتک کہ مرہٹون نے (۱۲ مارچ ۱۷۲۹ء کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت مین خلل انداز ہو کہ شکست پر شکست دیویں +

جب جیت پور محاصرہ مین تھا محمد خان نے پہاڑیون کی طرف بڑھکر متواتر لڑائیان افواج چترسال و ہردے زاین و جگت رای سے لڑین آخرکار ہردی شاہ و جگت رائے و موہن سنگھ و لچھمن سنگھ اور اور بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد چترسال نے بذات خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ سے بڑھکر اپنی رانی اور پوتون کو حاضر کیا تین یا چار مہینے تک (یعنے دسمبر ۱۷۲۸ء سے لغایت جنوری و فروری ۱۷۲۹ء) بندیلون نے نواب محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا یہہ رپورٹ محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی جسمین تحریر تھا کہ اگر اجازت ہو تو مین اسیران جنگ کو لیکر دربار مین حاضر ہوؤن +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جانبین سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہردی شاہ محمد خان سے بہت اُنسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان و ہردے شاہ سیر کرنے اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہین چلکر ملک گیری کرین صرف سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اِسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی کہ یاقوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سوارون کے دیکر روانہ کردو قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیون نے سواریان دستیاب کرکے روانہ

کردین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بندیلون کے ساتھہ طے نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
کی کہ ہماری جاگیرین ہمکو واپس کردو جو تم نے لے لین ہین تب اُنہون نے جواب دیا کہ
ہمارے پاس سوائے ہماری فوج کے اور کچھہ نہین ہی آخر کار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
مطیع ہوئے - اور قسمین جو ہندؤن مین پاک سمجھی جاتی ہین کھائین کہ اب کبھی دایرہ اطاعت
سے قدم باہر نہ رکھینگے بلکہ اسبات پر راضی ہوے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
لے لئے جاوین اور ہمارے ملک مین سلطانی تھانے وچوکیان بٹھادی جاوین +
دہلی سے کچھہ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گذر گیا اس وقفہ کو بندیلون
نے فوز عظیم جانکر قاصدون کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا - برہان الملک نے
اُن کی خاطر و تواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چترسال آئے جس مین اغوا تھا
کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کردو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خانکے طرفدار
دربار مین بہت ہین مگر ان خطوط سے ایکبارگی جرات پاکر اُنہون نے مقابلہ پر کمر ہمت چست
باندھی جب اسطرح پر تین مہینے گذرے تیوہار ہولی کا آپہونچا چترسال کو اسکے بیٹے ہاردی
سین محمد خان کے پاس لائے اور بیان کیا کہ بوجھہ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
سخت علیل ہی اگر یہہ لشکر مین مرگیا تو لوگ یہی کہینگے کہ کسی نے اسکو مار ڈالا غرضکہ ان
حیلون سے اُنہون نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مو بفاصلہ تین کوس لشکر اسلامیہ
سے پہنچا دیا مسلمان اُسوقت پہاڑیون پر کچھہ فاصلہ پر جیت پور کے جنوب مین پڑے ہوئے
تھے جگت راے اور اسکے بھائیون کو اجازت ملی کہ ہولی کا تیوہار رجا مین (فروری - مارچ ۱۷۲۹ء)

چونکہ محمد خان کے رفیقون کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چڑھائی خلد ختم ہو جائیگی اسوجہہ سے
اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سپاہی رضا پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے
تھے اور کچھہ جا بجا تھانون مین جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلہم قریب چار ہزار
سوارون کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے مین افواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہون نے
گردھر بہادر نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلون نے طلب کئے ہین مگر محمد خان
نے بندیلون کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھہ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ
سے اُسنے نہ ضروری اشیا رسد کا کچھہ اہتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکر گاہ
سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کلی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے
محنت شاقہ کر کے نو یا دس ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے جمع کر کے اپنے لشکر گاہ کے گرد
ایک کھائی بنلنے کی طیاری کی دیوان ہردے شاہ فرزند اکبر و ولیعہد چنر سال وفاداری
پر کمر ہمت چست باندھکر اس حملہ مین بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی سب مرہٹون سے متفق
ہو گئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگہ والی مودھا تھا لیکن وہ بھی دلشکستہ تھا
کیونکہ اُسنے ایکہزار آدمی مین سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کر دئے تھے
اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادون سے زیادہ نہ رکھے تھے کنور لچھمن سنگہ برادر راجہ اُجھ
کچھہ روز تک پانچ سو آدمیون سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی حیلہ سے دست بردار ہو گیا
محمد خان کو بوجہہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگذاری چکلہ کوڑا کی وصول
نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیاء کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایکہزار من

سینہ اور ایکہزار من بارود اور دو بڑی توپین اور پچاس رہکلے بھیجنے کے لئے درخواست کی گئی
فوج مرہٹہ زیر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پیلپا جادون و دیگر سرداران کے تھی
جو کلہم بارہ سردار تھے بوقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھ تعداد نہین معلوم ہوسکی
تھی مگر راستہ مین جماعت کثیر زمینداران شریر و مفسدہ انگیز کی بارادہ غارتگری و بربادی
علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگئی تھی اِن لوگون کے ملجانے پر فوج مرہٹون مین ستر ہزار آدمی
ماسوائے اِسقدر تعداد بندیلون کے ہوگئے بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۱۴۱ ہجری
(مطابق ۱۲ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) سنہ گیارہ جلوسی مین مرہٹون نے ایکدستہ فوج اچھتر کی
پہاڑیون پر بھیجا جسنے محمد خان کے خیمون سے بفاصلہ ایک کوس پہنچکر اُس موقع کی گردآوری
کی یہہ لوگ لشکریون کے چوپاؤں پر گر پڑے مگر مسلمانون نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیون
کے سر کاٹ کر اور کچھ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹون نے
دہنے بائین جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھکر اونٹون اور دیگر
جانوران باربرداری کو جو گھاس کیواسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانون کی طرف سے واسطے
رہائی جانوران کے کچھ فوج بھیجی گئی اور دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
(مطابق ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنون کی طرف سے عمل مین آئی مگر پھر
ہزیمت ہوئی اور بیس سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان (مطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء)
محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیون مین چھپے رہے قریب غروب آفتاب مرہٹے
یکایک نکلکر حملہ آور ہوے مگر پسپا کردیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے ماری گئے

پھر رات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازدی رات پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی آگ برستی تھی جیسے پتے درختون سے گرتے ہین چار سپاہی فوج احداکے کام آئے اور کچھ گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہہ خبر دی گئی کہ باجی راؤنے اپنے بھائی کو جو اُن دنون گوٹا و بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہے +

مرہٹون نے بتدریج مسلمانون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور پیچھے فوج کے ناکے قایم کر کے وہانسے بڑی ہوشیاری کے ساتھہ اُنکے نگران رہے ہر طرف سے اُنکے رسد بند کر دیئے نرخ غلہ گران ہوگیا منڈا جو ادنی قسم کا اناج ہے بیس روپیہ کا سیر بھر ملتا تھا اور دوسرے قسم کا اناج بالکل دستیاب نہین ہوسکتا تھا فوج اسلامیہ مین سب امیر و غریب (۵ مارچ سے لغایت ۵ مئی ۱۷۹۹ء) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر بسر کرتے رہے کسیوقت دن و رات مین اُنکو آرام نہین ملتا تھا دن بھر مین اُنکو پانچ یا چھہ مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جسطرح پر ستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہو جاتے ہیں اسی طرح پر ہر روز دشمن کھائیون اور جوف مین پہاڑیون کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے پاس اسقدر فوج بھی نتھی کہ کسیقدر سپاہ کو خیمون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیونسے دشمنون کی جائے پناہ پر حملہ آور ہووے یا یہہ کہ دشمنونکے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے +

جب مرہٹون نے سنا کہ قایم خان بیٹا نواب کا مقام سوپا مین چھہ کوس جیپت پور کے دوسری طرف معہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہونچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان کی فوج چونکہ بوجہہ گرانی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اس موقع کو غنیمت

سمجھکر جیت کو راہی ہوئے نواب کے پاس کچھ آدمی سے زیادہ نہ رہے جب
فوج کے لوٹ جانیکا حال سُنا اپنے کی پہاڑوں سے نکلکر محمد خان وسکے مقابلہ کیلئے
سوار ہوکر آگے بڑھا اور ایک نرد بشر کو بھی پیچھے نہ رکھا تمام لشکر کا مین چھوڑا تمام
کے دو گھنٹہ تک بعد تک برچھی و تلوار و تیر و بندوق کی لڑائی ہوتی رہی آخر کار محمد
جمعیت کی پہاڑون کی طرف پسپا کر دیئے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی فوج
سکے سردار مفروین کے جمع کرنے کے لیے روانہ ہوئے پیشتر ہو پہنچے سردار
قدم جیت پور مین آوے محمد خان کے کل اطراف و جوانب مین
نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہی ابتک خانہ تباہ قدم رہا اور اوسنے ارادہ
لہ اپنے سپاہانہ نام کو قائم رکھے مگر سب کچھ غربتین اوسکو حاصل ہو چکی تھین اب اوسنے
پایا کہ فوج مفرور کے جمع کرنے کے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے
نجات پاؤن مگر چونکہ پیمانہ حیات مستعار ہنوز لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدھی رات تک
ایسا لڑا کہ کوئی کافر اوسکے چپ و راست نظر نہین آتا تھا جیت پور پہنچکر محمد خان نے چوکی
استحکام کیا مگر سامان رسد کچھ بھی موجود نہ تھا نہ منگوانیکا وقت تھا مرہٹے تمام لشکر کو
دیکر جلد لوٹے اور قصبہ جیت پور اور اوسکے قلعہ کو بھی جس مین محمد خان نے معہ اپنی فوج کے
پناہ گیر ہو کر پھاٹک بند کر لیے تھے محاصرہ مین کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت مین شہرہ آفاق تھا بڑے بھاری پتھر فصیل قلعہ پر سے نیچے
ڈھلکا کر بہت سے مرہٹے کچلوا ڈالے جب محاصرہ گیردن نے جانا کہ کوئی حملہ سے زیادہ شوا

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکون مارڈالین محاصرہ جیت پور کئی مہینے تک رہا یہانتک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل نرہا تب سپاہیون نے گھوڑے وبیل ذبح کرنا شروع کیے آٹا سو روپیہ سیر بھی نہین دستیاب ہوتا تھا بعض مرتبے شب کو آٹا لاتے تھے جسمین نصف آرد استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسّی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اوتار دیتے تھے اور آٹا سو روپیہ سیر کے نرخ سے لیکر اوسی رسّی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی کرکے مرگئے اور بہت سے نواب کو چھوڑکر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گارد کو حکم دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کردے اوسی پر قانع رہو بعض آدمیون نے بھوک کی وجہ سے ہتھیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایک ہزار یا بارہ سو آدمیون کے نواب کے ساتھ رہ گئے۔

اسوقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اوسوقت قائم خان بہت دور پرتر ہوان کے قریب تھا حسب الحکم اپنے باپ کے قائم خان اوس کی مدد کو بڑھا جب مقام سویا پر چند میل کے فاصلہ پر جیت پور سے پہنچا تو وہان مرہٹون سے مقابلہ ہوا چونکہ قائم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اسوجہ سے شکست کھائی بہت آدمی کام آئے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد گئی اب قلعہ والون کی امید جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہوگئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور اجگان سے ایسے وقت نازک مین اپنی رہائی کے واسطے مدد چاہنا باقی رہ گیا مگر یہ کوشش بھی سودمند نہ ہوئی باوصف اسکے کہ اطراف وجوانب مین مدد رسانی کے لیے استدعا

کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت مین کوئی فکر کام نہ آئی
تو محمد خان نے اپنے بیٹے قائم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ اور
عبد المنصور خان کے پاس جا کر مدد طلب کر و محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اوس
فوج امدادی کو خود اپنی کمان مین لیکر مجھے مرہٹون کے جال سے خلاصی دو قائم خان
فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبد المنصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑکی کے
ساتھہ عبد المنصور خان نے شادی کر لی تھی اور نیز وہ سعادت خان کا بھانجا تھا۔

امراے مذکور نے کچھ فوج قائم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اوسے بھی شش و پنج مین
ڈال رکھا ایکدن سعادت خان کی فوج کے ایک سالار قوم آفریدی نے جو بارہ سو
سوارون کا افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمھین نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہان سے جانے
پاؤگے اب تم کوئی اور تدبیر کرو قائم خان کی مان بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سنا
تو نیکنام خان چیلہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہان پہونچتے ہی رسالدار موصوف
کے پاس جا کر اوسکو معہ اوسکے پٹھانون کے جو مئو و فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولہ کے
رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمھارے حق مین
یہہ بہتر ہوگا کہ اوسکی خلاصی کرا دو نیکنام خان نے اون لوگون سے کہدیا تھا کہ جسوقت
نقارے میرے لشکر مین بجین اوسی وقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اوسیدن قائم خان و نیکنام خان
عبد المنصور خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لیے رخصت چاہی عبد المنصور خان نے
جواب دیا کہ مین نے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی اوسکا انتظار لازم ہے

نیک نام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اوٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ
کرکے قائم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اونکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے ہو یہہ کہکر
حالت غضبانی مین قائم خان کو باہر دیوان عام کے ہاتھہ پکڑکر نکال لایا امراے مذکور
کے ساتھہ ساتھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری
طرف اُنگلی چھونے کے واسطے اوٹھائے تو اوسکو مار ڈالو جب قائم خان و نیک نام خان
لشکر مین پہونچے تو نقارے کوچ کے بجے اون کی آواز سُنتے ہی بارہ سو پٹھان جو
عبدالمنصور خان کے نوکر تھے اوسکو چھوڑکر قائم خان کے پیچھے ہوئے بمجرد استماع اس خبر
کے سعادت خان نے ایک شتر سوار کو واسطے لانے قائم خان کے بھیجا مگر نواب کے اس
پیغام کا کچھہ لحاظ نہ کرکے قائم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہان اور لوگ بھی اوسکے
شریک ہوگئے پھر وہان سے مقام بنگ گڑہ مین جو علی محمد خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور
اور کمک حاصل کی مئو پہونچنے پر بہت رنگرو ٹا اوسکے نوکر ہوگئے اب فوج قریب بیس ہزار کے
جمع ہوگئی چونکہ ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر تھی اسوجہ سے صرف کثیر تھا قائم خان
نے پہلے کل مال و اسباب نواب کا اور بہت روپیہ صرافون سے قرض لیکر اون لوگونکو دیدیا
تھا تب اون لوگون نے اپنا نام لکھایا تھا اب آگے بڑہکر جمنا کو عبور کرکے بندیلکھنڈ مین گذر
ہوا جب بندیلون نے سُنا کہ قائم خان فوج عظیم لیکر آتا ہی تو محمد خان سے جلد عہد و پیمان کرلیا
اونھون نے محمد خان سے تحریری اقرار کرالیا کہ اب کبھی ہمپر چڑہائی نکرو بلکہ جو کچھہ خراج
قدیم سے مقرر ہے محمد خان کو یہہ معلوم نہ تھا کہ میرا بیٹا میری مدد پر آتا ہی جب محمد خان

بیت پور سے گئی کوچ نکل آیا تب قائم خان اوسکو ملا اور اوسنے یہہ صلاح دی کہ پھر
پھر لڑنا چاہیئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی
باوصف اسکے کہ بڑا نا آشنا مزاج اور قائم خان کے خلاف ہی ایسے وقت نازک
پر قائم خان کی اس عمدہ کارروائی کی تعریف مجبورانہ کرتا ہے۔
محاصرہ جیت پور تین مہینے اور دس روز تک رہا (یعنی نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک
مطابق ماہ شوال ۱۱۴۱ھ سے نہایت صفر ۱۱۴۲ھ) محاصرہ اوٹھنے پر محمد خان کا تعلق اس
حصہ ملک سے نرہا اپنی حین حیات بادشاہ اور اوسکے نارضامند وزیر کو اپنے نقصانات
و دعوی جتاتا رہا حدود و بندیل کھنڈ مین جو جاگیرین برائے نام اب بھی اوسکی تھین اُنپر
نہ اوسکا کچھہ اختیار رہا نہ اونکی مالگذاری اوسکو وصول ہوئی ایکمرتبہ صرف جب محمد خان
مالوہ مین تھا اوسنے اپنے جعلی دوست ہردیشاہ کو لکھا کہ موافق عہدنامہ مقام کریلہ کے
سرکاری توپ واپس کردو اور جاگیرون مین دستاندازی کرنے سے باز رہو ایک اور
بھی وعدہ تھا جسکا ایفا نہ ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ جگت راے کے گماشتے آٹھہ لاکھہ روپیہ مالگذاری
سینڈا کی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہے کہ وہ جاگیرین پچاس یا ساٹھہ
لاکھہ روپیہ سالانہ آمدنی کی ہین مین کبھی اپنے وعدے نہ بھولونگا وہ عہد صرف مصلحت وقت
دیکھکر کیا گیا تھا اب مین بحد و خدا اپنے حق کا دعوی کرونگا جو اگر اپنے تئین تم دوست بناتے
ہو وہ جاگیرین اوردون کی دست برد مین جانے دوگے تو اسبات کے جواب دہ ہوگے
اوسی خط مین محمد خان لکھتا ہے کہ مین خوش ہون کہ تم نے پرگنہ جات اولی وکھار و رامپور

وکونچ وغیرہ لچھمن سنگھ سے لے لیے ہین اور مجھے امید ہے کہ تم کالپی و جلال پور و سیندا و
سوندھا کو بھی لے لوگے یہہ کل احکام بطور دھمکی کے سمجھے گئے جنکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی محمد خان
کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچسو آدمی لیکر قائم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کرکے دربار
مین حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ مین گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک آپہونچا ہون
مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہوکر مجھے روک رکھا ہی کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
اونکو واجب الادا ہی جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سوائے جنگ و جدل و مقاتلہ
کے کچھہ دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہریلا و مالکنہ مین آنا ہوا ہی اور قائم خان شریک
ہوا ہی اوسی دن سے فوج نے تنخواہ و خوراک کے تقاضے مین بہت زیادتی کی ہی یہہ لوگ
صبح و شام اور دنرات تقاضا کیا کرتے ہین یہانتک کہ مجھہ کو کھانا و سونا حرام ہوگیا ہے
حقیقت مین محمد خان کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اوسکو موت بہتر معلوم ہوتی
تھی محمد خان نے بادشاہ سے استدعا کی تھی کہ جو دو لاکھہ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جمنا
کے کیا گیا تھا اوسمین سے کچھہ فوج کی رضامندی کے واسطے مرحمت ہو۔
یا یہہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اونکو عطا ہووے تاکہ اونکی تنخواہ اون محال سے جو دشمنون
سے بندیل کھنڈ مین واپس لے گئے ہین دیجاوے ایک سند بنام قائم خان واسطے
سرکاری گھوڑے کے شروع ۱۲۱۸ھ سے جبکہ سید عبداللہ خان پر چڑھائی ہوئی تھی اور
جس زمانہ مین دلیر خان کی درخواست پر حکم عطای سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے
اور نیز ایک سند بنام اکبر خان واسطے فوجداری پرگنہ ارچہ کے مرحمت ہووے۔

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے بٹوا کو عبور کیا اور بسرعت کالپی پہونچکر جمنا کو عبور کریگی جمنا پر سب چھوٹی بڑی سولہ کشتیان موجود تھین اس عرضداشت مین محمد خان پھر سلسلہ شکایت جاری کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ درباریون نے مجھکو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہی اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھ روپیہ ماہواری بھی نہ دینے گئے ہین ۔

قائم خان نے حال مین بہت فوج اکٹھا کی تھی بادشاہ نے یہہ سمجھا کہ روپیہ کہان سے آویگا کیا بادشاہ یہہ سمجھتا تھا کہ قائم خان کو علم کیمیا گری ہی یا زمین سے دفینہ نکال سکتا ہے اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت مین اس قدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پاتا ہوتا اوسوقت نواب کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہمکو فرخ سیر کے زمانہ مین ملا کرتی تھی وہ اب بند ہوگئی ۔ یہہ بات بڑی بے انصافی کی ہوئی اگر آپ عنایات قدیم کو دوبالا کرین تو ہین خدمت مین بسر و چشم حاضر ہون ورنہ مین لباس فقیری پہنکر دنیوی امورات کو چھوڑ دونگا یا برضای جناب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤنگا محمد خان غائب و حاضر متردد تھا جو کچھ اوسنے لکھا فوج کی خاطر جمعی کے واسطے تھا جسکو سب خطوط دکھائے گئے تھے اگرچہ اون لوگون کی تنخواہ اس قدر باقی تھی مگر بوجہ لحاظ ہمقومی کے اونہون نے محمد خان کو دربار جانے سے نہ روکا جب محمد خان نے سُنا کہ دربار مین یہہ خبر مشہور ہے کہ محمد خان حاضر نہین ہوا چاہتا ہی تو بہت متالم ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا قہر و غضب اوس شخص پر نازل ہو جسنے یہہ بے بنیاد بات اوڑائی ہی پھر ایک حکم تازہ شعر حافظ کے

دربار کے وصول ہونے پر محمد خان حالات مصرحہ صدر کو پھر دوہراتا ہے۔

بتاریخ ۱۱۔ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر ۱۷۲۹ء) کو واپس آنے پر جمنا کا عبور ہوا دریا بہت طغیانی پر تھا اور فوج کشتیوں پر اوترنے کو تھی محمد خان کے اعلی افسروں کے پاس گھوڑے نہ تھے کیلیے کہ وہ بڑی چڑھائی سے لوٹے تھے اور جو گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہونچے تھے اسوجہ سے یہہ لوگ سواری سے مجبور رہے دربار پہونچنے پر محمد خان کو امید تھی کہ روشن الدولہ میر آتش ہوگی اور مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھورا کے بنام قائم خان نواد کیا پیر علیخان جو دربار میں محمد خان کا گماشتہ تھا اوسکے پاس حکم تھا جس سے کہ بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھورا کے دلیر خان کو دیدی تھی نہ کچھہ جواب و خواست عطاے فوجداری اُرج پر مرحمت ہوا تھا القصہ محمد خان دربار پہنچا پہونچنے کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر ۱۷۲۹ء سے لغایت ستمبر ۱۷۳۰ء) محمد خان اون بدسلوکیونکا جو اوسکے ساتھہ کی گئیں تھیں بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہی کہ بندیلکھنڈ میں ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہہ بات بالکل صحیح نہیں ہی کیونکہ اگر کتاب تبصیرۃ الناظرین معتبر سمجھی جاوے تو اوس سے پایا جاتا ہی کہ صوبہ الہ آباد سربلند خان مبارز الملک کو ۱۱۴۲ھ تک (مطابق جولائی ۱۷۲۹ء سے لغایت جون ۱۷۳۰ء) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم مبذول ہوگئی تھی اور اوسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰۔ ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو

(مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۲۹ء) سنہ ۱۱ جلوسی مین ملی صوبہ الہ آباد کی علحدگی نسبت رنجش
کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام ناگوہ مین ہوئی ظہور مین آئی جہانکہ
محمد خان اُسوقت موجود تھا ٭

ایک نقل جس سے حال اُسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہی شرایف عثمانی مین درج ہی
کہ جب محمد خان بندیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو
قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے
ایک قاضی مسمی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیر مین برہان الملک نے ضبط کرلی تھی
نواب نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا قاضی
محمد خان کے ساتھہ دہلی کو روانہ ہوا۔ اوسوقت مین سلطنت کا ستارہ اوج پر تھا اور
یہہ کہاوت درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ مثل خدا کے زمین پر رہتا ہی ٭
دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے حضور سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہہ
حیلہ کیا کہ اب اُسکا دینا مصلحت نہین ہی بمجرد استماع اس جواب کے محمد خان نے
ہاتھہ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پاندان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہین بیٹھہ گیا
صمصام الدولہ خان دوراں خان اس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ نواب غضنفر جنگ
اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک مین نوکر تھا کھڑا رہا اب مین خدمت
سلطانی سے مستعفی ہوا مون پھر کیون کھڑا ہوون بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا
کرنا چاہا مگر کچھہ سود مند نہوا اُسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تنخواہ

کرلی تھین اس دعوی کے تصفیہ کے لئے منگل خان نے اصرار کیا تاکہ جاگیردار اپنی
طیاری کا سامان مہیا کرسکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان حسب ذیل ہیں +
دس لاکھ دام واسطے منگل خان کے اُس کے وطن قصبار کی مالگذاری سے۔ بیس لاکھ
دام واسطے عبدالنبی خان کے پرگنہ اونٹہہ سے جو اُس کے باپ کے قبضہ میں بطور جاگیر
رہا تھا۔ دس لاکھ دام واسطے شیخ پنچی کے پرگنہ جات شیرگڈہ وتھانہ کی آمدنی سے جو اُسکے
خاندان کی جاگیر تھی۔ پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخاں کے اُسکے وطن قنوج
کی آمدنی سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخاں کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی
سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگذاری شاہ پور سے۔ دس لاکھ
دام واسطے کالیخان وشجاعت خان کے بدایون سے۔ پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
خان اورنگ آبادی کے مالگذاری کرنال سے جو قدیم الایام میں اُسکے آباواجداد
کی جاگیر میں تھا۔ پانچ لاکھ دام واسطے مصطفی خاں کے مصطفی آباد سے پانچ لاکھ
جودی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے۔ پانچ لاکھ دام
واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبرآباد سے۔ نواب کے کارندون کو ہدایت ہوئی
تھی کہ ان معافی کے روپیوں کا سیاہہ نہ لیویں اگر وہ مشروط بہ پائی باقی نہون +
تاریخ پنجم جمادی الاول سنہ ۱۳ جلوسی کو (مطابق سنہ ۱۱۴۳ھ - ۵ نومبر سنہ ۱۷۳۰ء) محمد خان
نے آگرہ سے لکھا کہ منجملہ اُن ساٹھ توپون کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
صرف اونتیس ضرب توپ حوالے کی ہین با اینہمہ کہ دو ہزار اتوا پ سلحخانہ مین ہین

لیکن اُنھوں نے شکستہ اور ناقص
وزن کی گولی جاسکتی ہے اور اُنکا پتہ بھی
اُن مین نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خا
محمد خان کے گماشتہ سے کہا گیا کہ میر آتش کا
ایک سیر سے تین سیر تک وزن کا گولہ پڑسکے حاصل
توپ مہیا ہوسکین لیکر روانہ ہووے چونکہ وہ بڑی نو
پیالہ خراب ہوگیا تھا اور دوسری جو پیشتر نجابت علیخان
واپس کردی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جسمین
تک کا گولہ پڑسکے اور نیز دو کسیقدر چھوٹی توپون کیواسطے استدہ
اکبر آباد گوالیار سے جہان بڑی بڑی توپین سلح خانہ مین موجود تھین
اکبر آباد مین تین چار سو سوارون نے ہر روز اپنے گھوڑے دغوانے کے
حاضری پر پندرہ یوم کی تنخواہ اور کچھ واسطے ضروریات کے ہر فرد بشت
محمد خان نے آٹھ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچسو پیادے جمع کئے یہہ فوج
ذیل جمع ہوئی تھی +
پانچسو سوار اور ایکہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے - چار سو سوار اور سات سو پیاد
داؤد خان کے زیر کمان تھے - چھہ سو سوار اور چھہ سو پیادے ماتحتی مین سعادتخان
کے - دو سو پیادے بختاور خان کی کمان مین - الہ یار خان اور دھولپور بارے کے

پنجسو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان
لے جو کلہم سات سردار فیروز آباد و شکوہ آباد
ت خان و دیگر سردار دو سو سوارون کے ساتھ آئے
مامل راجہ جیسنگہ سوائی نے بھی زیر حکم متھرا کے چوبون
ا فواج کے مؤ و شاہجہانپور و شاہ آباد و کٹھر سے و ب
یر لچھہ سپاہ شاہجہان آباد سے آکر ملگئی تھی نواب
پنجسو سوار و ایکہزار پیادے روزیون و عرب و حبشیون میں سے جو آپ کے
مد کیا تھا عمر خان و دلیر خان و یار محمد خان و لد دولت محمد خان و دیگر
ہین و نروار و سرونج نے خبر دی کہ ہم لوگون کے پاس سیں ہزار
پیادہ طیار ہی حکم ہوا کہ ہم سے مقام نروار دکا لاباغ مین ملجاؤ اگر یہہ لوگ
ب کئے جاتے تو دو مہینے کی تنخواہ پیشگی مانگتے اور روپیہ انعام کا خزانہ
سے پیشتر گوالیار چھوڑنے کے صرف ہوجاتا محمد خان نے کوشش بلیغ کی کہ
یا پہونچنے اوجین کے یعنے دو ماہ آیندہ تک کفایت کرے

یہ بمقام بتاریخ ۶ جمادی الاول ۱۰۴۲ھ (مطابق ۶ نومبر ۱۶۳۲ع) فوج کا کوچ ہوا اکبرآباد
کو چھوڑکر اس سے اونیس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام جاجو دریائے جان
یا اوٹنگن پر واقع ہی خیمہ زن ہوئی دوسری صبح کو یعنے ۷ ماہ روان کو (مطابق ۷ نومبر ۱۶۳۲ع)

فوج نے کوچ کرکے دھولپور سے کچھ فاصلے پر پہونچ کر کے قیام کیا مقیم خان و داؤد خان
و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھوین کو باقی فوج دریاے چمبل سے
پار نہو سکی کیونکہ اُسوقت مین دریا پایاب نہ تھا اور کشتیان بھی چھوٹی اور تعداد مین کم تھین
نوین کو محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا وہان سے ایک رات
بیچ کرکے یہہ لوگ گوالیار داخل ہوئے محمد خان نے گوالیار ہو بیکر مکرر درخواست واسطے
فوجداری گوالیار کے کی کیونکہ بغیر ایسے دباو کے راجگان و دیگر افسران زیر کمان
محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہین ہو سکتی تھی محمد خان کے دہلی چھوڑنے کے پیشتر
وزیر نے فوجداری دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے دہلی سے نکال بایا تو پھر اسکی
عرایض پر کچھ توجہ نکی بیتر سنگہ والی شیوپوری وکلارس نے یہہ سُنکر کہ سندھیا گوالیار
کے نہین پہونچی فوج جمع کرکے کھنڈی رام سے جسے کہ اُس نے قلعہ بجور سے نکالدیا تھا
جنگ شروع کردی کرایہ کی فوج کو اپنے گھر دن کے پاس نوکر بان ملگئین اور جاکر مخالفین
کے شریک ہوگئے اگر راجگان و فوج نزد آشنا کو یہہ معلوم ہوجاتا کہ محمد خان فوجدار گوالیار
مقرر ہوگیا تو کبھی سوے ریاست اپنے ملک کے اور کہین نوکری کی تلاش نہین کرتے
راجہ اودیت سنگہ والی اُرچھا اور اُسکے بیٹے کنور بہادر و راؤ را مچندر راجہ دتیا و بیتر سنگہ
حاکم شیوپوری وکلارس و بھدوریا راجہ دودرجن سنگہ راجہ چندیری وغیرہ کے لیے دہلی
سے احکام آئے کہ بموجب حکم محمد خان کے کارروائی کرو سید نجابت علی خان فوجدار اریج
کو بھی حکم روانگی آپنا منجانب مہارا جہ بھائی سنگہ والی مارہوا رجہ سنگہ و مانسنگہ اٹھو

حاکم رتلام بھیجے گئے مہارانہ اُدے پور نے خبر دی کہ مینی راو مکراج دھبائی کو معہ فوج
توپخانہ کے مندیشوار کی جانب بھیجدیا ہے ؛

جبکہ محمد خان گوالیار ہی مین تھا ایک تاکیدی خط مرسلہ خانہ دران خان بدین مضمون
وصول ہوا کہ چونکہ مرہٹون نے دریاے نربدا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا ضرور ہے کہ تم
بیدرنگ وتسہایل کوچ کرکے بغیر قیام کرنیکے سرونج مین آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا
دشمنون سے مقابلہ کرو اسعرصہ تک چار مہینے ضایع ہو چکے تھے بجز دصدور احکام
مذکور کے مقیم خان آگے روانہ کردیا گیا اور بعد کچھ مقاتلہ اور مجادلہ کے سرونج تک بآرام تمام
پہنچگیا سعادت خان مندیشوار کو اور داود خان سارنگ پور کو بھیجا گیا جب محمد خان تمام
سدھوری مین وانھارہ میل طرف جنوب کے سرائے نوکے آسطرف اوجین کی جانب
واقع ہے پہنچا تب ایک خط قمزدہ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ مطابق دسمبر ۱۷۳۰ء مرسلہ
آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تقرر کی مبارکباد دیکر یہہ
تحریر کیا تھا کہ دریاے نربدا پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان اہل اسلام کے خلاف کارروائی
کرنے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک فروان پور کے عبور کیا تاکہ فتنہ وفساد
مقام جلالنا کو دور کرے کیونکہ اسنے خیال کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی مجھے نہ ملیگا اسوجہہ سے کہ
اس قلعہ مین بہت کم جایا کرتا ہون محمد خان نے نظام الملک کی اس راے کو
پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹون نے باغواے ہندوان ارادہ غارتگری مالوہ کیا ہے تو
نظام الملک حامی دین اسلام ہوکر انکو زیادہ پیر روک دیگا تاریخ ۱۷ ماہ رجب ۱۱۴۳ھ کو

(مطابق ۱۵ جنوری ۱۸۳۱ء) سارنگ پور مین جو لبا صلہ پچاس میل اوجین سے ہے داخل
ہوا اسکے آمد کا حال سنکر ملہار ہولکر نے چوبیس ہزار آدمیون سے گرد نواح سارنگ کو
تباہ کر رہا تھا اپنا سب اسباب ورسد وغیرہ نربدا کے پار بھیجدیا اور ہلکے سامان سے
شاہجہانپور کا محاصرہ کرنا رہا جو سارنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
و مغرب کے اور اوجین سے قریب اکیس میل کے جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع ہے
جسدن مسلمان سارنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج ابھی کوچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
گھنٹہ قبل از غروب آفتاب یکایک دشمنون نے نکلکر مقابلہ کیا محمد خان غاری ہاتھیون
پر سے علیحدہ کر دا کر پالکی مین سوار ہوا اور کچھہ فوج اپنی کمان مین لیکر آگے بڑھا فوج
اعدا حسب دستور پھیل کر چار و نطرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کہ ون کے
غلیل کے دیکھنے پر گر بز کر گئے چھہ آدمی غنیم کے قتل ہوئے اُنکے سر حاضر کئے گئے اور اُنکے
گھوڑے بھی گرفتار ہوگئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہہ سے مفرورین کا تعاقب نکیا گیا
بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۴۳ھ (مطابق ۱۷ جنوری ۱۸۳۱ء) فوج اسلامیہ سارنگ پور سے
شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب دیہہ تلوری کے مقام کیا سہ پھر کو جب دشمنون نے
صورت دکھائی تو چند دستہ ہاے سپاہ اُنکے مقابلہ کیواسطے آگے بڑھی محمد خان کے
بڑھنے پر مخالفون کے پانوں اُٹھہ گئے تین کوس تک اُنکا پیچھا کیا گیا ستر آدمی تلوار و
برچھی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھہ یا سات قیدیون کے حاضر
کئے گئے پھر رات گذرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ لشکر گاہ کو واپس آئی

باشندگان ملک اسقدر خوف زدہ تھے کہ مرہٹے صرف ایک ترک سوار ایک شہر یا گانو میں خراج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے مرہٹے نربدا کے اُسطرف بخوشی چلے گئے ۲۲ رجب ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۰ جنوری ۱۷۳۱ء) اوجین یعنے دارالفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا ٭

جاسوسوں نے خبر دی کہ مرہٹے اپنا اسباب نربدا کے اُسطرف چھوڑ کر بارادہ غارتگری قصبہ جات و دیہات مالوہ پار اترتے ہیں اور یہہ بھی اطلاع دی کہ اُنہوں نے قصبہ بولائی کا محاصرہ کرلیا ہے بنابران بتاریخ بازدہم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۸ فروری ۱۷۳۱ء) محمد خان نے اپنے جیمے نصب کرکے پھر دھار کی طرف بڑھکر میدان پکڑا کل افواج امدادی میں سے کنور بہادر والی اُرچھا کی کمکی فوج پہنچی تھی ٭

جب محمد خان دھار کیطرف گیا تو اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو معہ قسیم خان و یار محمد خاں و دلیر خاں کی بسرکردگی بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادوں کے جانب سارنگ پور و شاہجہانپور بمقابلہ ملکر روانہ کیا مخالف بعد تباہ کرنے پرگنہ بولائے کے مندیشور کیطرف پس پا کر گئے یار محمد نے ملہار ملکر سے خفیہ دوستی پیدا کرلی اور دونوں سرداروں نے پگڑیاں تبدیل کیں حیلتاً یار محمد نے فوج کو مہدپور کیطرف بڑھایا اس لئے کہ ام یعنے یار محمد نے ملکر سے کہا کہ ملک اوجین غیر محفوظ ہے اُسکو لوٹو اگر ناکامیاب ہو تو وہانسے محمد خان پر دھار کیطرف حملہ کرو ملہار نے بتحریک یار محمد اوجین پہنچکر رکاب گنج میں دو یا تین مکانات پھونکدئے نایب (مقیم خاں) بمقابلہ مرہٹان نکلا اور بعد کچھہ جنگ و جدل کے مرہٹے محمد خان کیطرف

روانہ ہوئے یہہ بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو نصیر اندروے کے نزدیک تعلقہ نندگل سندیوی میں لوٹا غلط تھے +

اسعرصہ میں محمد خان مقام دھار پر ۱۷ شعبان ۱۱۴۳ھ کو (مطابق ۱۴ فروری ۱۷۳۱ء) پہنچگیا تھا - ۲۲ ماہ رواں کو (یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء) علی الصباح مرہٹے دھار کے قرب وجوار مین نمودار ہوئے مسلمانون نے چند کو قتل کرکے اُن کے سر کاٹ کر معہ اُن کے گھوڑون کے حاضر کئے سہ پہر کو لڑائی بند ہوئی دوسرے دن بوقت صبح ہلکر نے معہ فوج کے روبرو آکر سلیمان خان پر جو تین ہزار سوار ونکا افسر تھا پہلا حملہ کیا لیکن پسپا کر دیا گیا معزم خان ایکہزار سوار کمان میں لیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار مانڈو دست چپ پر بسرعت آگے بڑھے محمد خان نے بزودی آگے بڑھکر فوج خصم کو ہزیمت دی ماسوا مجروحون کے چند سردار پچاس ترکسوار میدان جنگ مین چھوڑ دیئے گئے مسلمانون کی طرف بارہ آدمی کھیت رہے دو کوس تک دشمنون کا تعاقب کیا گیا بعد پہر رات آنے کے غازی اپنے خیمون کیطرف واپس آئے دس روز تک یعنے آخر ماہ شعبان تک (مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ء) بازار جدال وقتال گرم رہا +

کچھہ عرصہ تک کوئی خبر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے سُننے مین نہیں آئی آخر کار ۲۰ شعبان یعنے (مطابق ۲۵ فروری ۱۷۳۱ء) کو ایک خط آیا اور محمد خان نے قصد روانگی بسوی نربدا کیا اس سے پیشتر کچھہ درنگ بوجہہ عدم رسیدگی دلیر خان کے لہور میں آئی تھی دلیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ بار محمد بہمری کچھہ فوج وچند دوستدار

اپنے گھر چلا گیا ہی اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہی آپ میرا انتظار کریں غرضکہ ۲۸ کو دلیر خان آپہونچا اور ۲۹ شعبان (مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ء) کو دونوں سرداروں نے ڈبل کوچ کرتے ہوئے نربدا کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہہ تھی کہ محمد خان بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہہ کہ بوجہہ اپنی شان کے اُسنے چاہا کہ ملاقات کیجائے مقررہ کو جانی کیلئے سے زیادہ عجلت نہ کرے مرہٹے اوجین اور مندیشوار و دھارد ویپال پور سے کچھہ عرصہ کے لئے نکالدئے گئے اور اُن کے قلعجات نئے زمیدار مسمار کردئے گئے +

دوسرا خط مرسلہ نظام الملک وصول ہوا جسمیں درج تھا کہ ہم نے دریا کو نزدیک فردان پور کے بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۳۰ء) برای اطفای نائرہ فتنہ و فساد عبور کیا ہم سُنتے ہین کہ باجی راؤ گجرات جاتے ہوئے سلطانپور و نندربار پہنچ گیا ہی مین خیال کرتا ہون کہ کنہیا باندو پیلاگائیکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات کے میرے خلاف ہی مین ضرور اُنہین نکالدونگا اور چونکہ اُن مین جھگڑا و فساد باہمی ہی تو وہ خود مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپا دینگے +

جاسوسون نے خبر دی کہ باجی راؤ کا بھائی نوالپورہ کے راستہ سے سورت و گجرات کیطرف کوچ کرتا ہی اسعرصہ مین باجی راؤ سلطانپور و نندربار کو چھوڑکر کھرگھن ہوتا ہوا مالوہ کو جاویگا اُسکا بھائی دولہ کی راہ سے اُسکا شریک ہوجاوے گا اور دونوں (یعنے باجی راؤ اور اُسکا بھائی) ملکر کنہیاجی و پیلاگائیکوار کی تہانی مالوہ سے اُٹھادینگے کنہیاجی و پیلاگائیکوار داؤد انپور نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک نے صلاح

دی تھی کہ انکے پیغام قبول کرکے انکو اپنی جانب متفق کرلو ٭

۲۰ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۳۱ء) کو نظام الملک نے پھر مقام گانہ سے محمد خان کو لکھا کہ ۱۰ رجب یعنے ۱۵ جنوری ۱۷۳۱ء کو بمجرد دیکھنے تمہارے خط کے میں برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل نکریگا اور ہم دونوں ملکر بنسبت تدابیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہمراز اتفاق خیز دپھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیتا ہے کہ راجہ ابھائی سنگھ باجی راؤ سے صلح کیا چاہتا ہے پیلاجی کاشیکوار و کنٹہ باندوا و داجی پنوار و آنند راؤنی نظام الملک کے ساتھ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنبک راؤ پہاڑیہ جو حال میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا ان لوگوں کے ساتھ کارروائی کررہا تھا ان رفقا کی فوج قریب بیس ہزار سوار کے ہوگئے جمنا باجی کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ نانا بیاری کی کھاٹی سے جو گجرات کی طرف ہے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کمان میں تین یا چار ہزار سوار تھے ملکر تین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ بتاریخ یکم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۳۱ء) نظام الملک نے جو قریب دھامن گانوں کے تھا محمد خان کے خط کا جسمیں اسنے لکھا تھا کہ میں مقام سدھوڑے میں پہونچا جواب لکھا چونکہ دھامن گانون برہانپور سے تیس کوس پر شمار کیا جاتا تھا اسوجہ سے نظام الملک کو جلد نزدیک پر پہنچنے کی امید تھی ٭

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ یروز یکشنبہ یعنے ۱۷ شعبان ۱۱۴۳ھ

مطابق ۱۴ فروری ۱۷۳۱ء اپنی بنادق کلان و توپ خانہ اور بھاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر برہانپور کو روانہ ہوا ۲۲ کو (یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء) مقام سال گانوں میں جو برہانپور سے بائیس کوس کی مسافت پر ہے پہنچکر ارادہ کیا کہ گھر گھن کی راہ سے نربدا کو جاوے محمد خان سے استدعا کی گئی کہ تو بہرا کی کھاٹی سے جو معمولی رستہ تھا آوے روز شنبہ تاریخ ۲۳ کو نظام الملک بیس کوس پر گھاٹ سے اکبر پور کی جو نربدا پر واقع ہے پہنچا پیش خیمے دوسرے دن جانے کو تھے اور ۲۵ (یعنے ۲۲ فروری ۱۷۳۱ء) کو امید اکبر پور پہنچنے کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان ہنوز اکبر پور کے کھاٹ کے قریب پڑا ہوا ہے اگرچہ ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر نظام الملک نے خیال کیا کہ بوجہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ میں طے کریگا محمد خان بجواب ایک خط منجملہ دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہے کہ کنہیا جی و جمنا جی و دیگر مددگاران نے کچھ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اس کی دلجمعی کرتا ہے کہ یہہ لوگ بہت دور پر نزدیک مانڈوی کے ضلع سورت میں ہیں کچھ عرصہ نظام الملک کے ایک قلعہ کے لینے میں صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ اسی وجہہ سے ظہور میں نہ آئی ہمکو خبر اُن حالات کی جو وقوع میں آئے نہیں معلوم ہوئی ہے بجز اسکے کہ دونوں صوبہ داروں نے (یعنے نظام الملک و محمد خان) بالاتفاق مرہٹوں کی سرکوبی کے واسطے کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہی میں ارسال کی اسمیں نظام الملک کی غایت درجہ تعریف لکھی کہ یہہ بڑا نمک حلال و فرمانبردار رعایاے سرکار دولتمدار میں سے ہے

محمد خان نے اخیر مرتبہ اکبرپور کو بتاریخ یکم شوال ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۱ء) چھوڑا
نظام الملک اکبرپور سے قلعات راجور و بداونی کے فتح کرنے کو جو گھاٹ کی دوسری طرف
واقع تھی اور جہان موہن سنگھ رہتا تھا روانہ ہوا ۴ شوال (مطابق یکم اپریل ۱۷۳۱ء)
سے محصوران قلعہ صلح کے واسطے لعجز والحاح ملتمس ہوئے اور تجویز کی کہ قلعہ خالی کرکے
نظام الملک کے ایلچیون کو حوالہ کیا جاوے اس امیر کو ایک مہم تازہ و خطرناک درپیش ہوئی
جسوجہہ سے اُسکو ملک کی اوس نواح سے چلے جانے مین عجلت کرنا پڑی یعنی اُس نے
یہہ سُنا کہ باجی راؤ نربدا کو چھوڑکر سورت و نربورہ کی جانب گیا ہی اسوجہہ سے ضرور ہوا
کہ نظام الملک بھی بغیر درنگ ایک لمحے کے اورنگ آباد و دیگر برگنہ جات و قلعات ضروری
کی محافظت کی فکر کرے اُس کے مخبرون نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ ہلوگ
جس رات کو چلے تھے اُسکے دوسرے روز باجی راؤ کوچ کرنے کو تھا جمناجی دامودر رہا
ہوکر بڑودہ سے بیس میل پر جانب گوشہ جنوب و مشرق مقام دُھوئی مین پہنچ گیا ہی اور
اُسنے اپنے لڑکے کو لکھا ہی کہ باجی راؤ کوچ کرکے نانا بیاری کے گھاٹ کیجانب گیا ہی
وجہہ نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اُسنے سُنا تھا کہ میرے رفقا یعنی پیلاجی
گائیکوار وغیرہ نے بتاریخ یکم اپریل ۱۷۳۱ء درمیان بڑودہ و مقام دُھوئی واقعہ گجرات کے
شکست کھائی اُدا جی و جمناجی پنڈت مقید ہوگئے اس شکست سے کل مقامات عہد و پیمان
فیمابین ہر دو سردار یعنے نظام الملک و محمد خان کے بے سود ہوگئے محمد خان کو کنایتاً
فاید پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ بمقابلہ باجی راؤ میدان پکڑنا پڑا اور اسیوجہہ سے

مالوہ کچھ عرصہ تک غارتگری مرہٹان سے پناہ مین رہا باجی راؤ دکن مین لڑائی مین اپنا بچاؤ کرتا رہا +

گرانٹ ڈف لکھتے ہین کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل ۱۷۳۱ء تا وقوع صلح باہمی (یعنے لغایت ماہ اگست سنہ رواں) نہین ہوئی نظام الملک اخیر خط مین محمد خان کو حال فتحیابی باجی راؤ پر بطریق ذیل لکھتا ہی کہ باجی راؤ نے بڑودہ کا محاصرہ کرلیا تھا جہانکہ اُسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج اسلامیہ کی آمد کی خبر سُنکر مرہٹون نے محاصرہ اُٹھاکر سورت کی طرف راہ لی اور بخیال فاصلہ کے اپنے آپ کو امین سمجھکر پرگنہ نکلا کو تاراج کرنے کیواسطے لوٹ پڑے +

یہہ خبر سُنتے ہی نظام الملک لکھتا ہی کہ مین نے اکبرپور کے گھاٹ کو چھوڑکر مانڈو کے قلعہ کے نزدیک سے گذر کیا اور اپنا بھاری ساز و سامان و بڑی توپین برہانپور روانہ کردین کوچ پر کوچ کرتا ہوا مین دریا پر پہونچا اور چونکہ توپون کا پار اترنا بہت دشوار تھا اُنہین پیچھے ہی چھوڑ دیا بعدہٗ بشتابی مرحیہ تمامتر ہمراہ سورت مین پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ مین بھاری اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ بھوک اور پیاس سے عاجز آگئے تھے مگر ہماری فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہوگیا دو تین روز تک بہت کثرت سے آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگل و بیابان مین گذر ہوا اور بعد عبور گھاٹ کے ہماری فوج نے دشمنون کے قریب پہنچکر یکایک اونپر حملہ کیا فوج غنیم کے پانون اوٹھ گئے قوم بھیل و کولی نے جماعت کثیر مفرورین کو قید کرلیا علی الخصوص رات کو جب دشمنون نے

راہ کم کی تھی اب ہماری فوج سمندر کے خلیج کے کناروں پر آئی ٭

پیشتر ہماری فوج درمیان جنگلوں اور ممالک غیر متعرفہ خاندیس و سورت و کوکن کی گذری جہاں بوجہ کثرت اشجار کے راہ ملنا ممکنات سے نتھا جب یہہ لوگ سورت مین داخل ہوئے مخالف دکن کی جانب جو قلعہ وانگریزی مین ہی بھاگ گئے اور پھر وہانسے بھی کوکن کی طرف جو دکن کی بندرگاہ ہی پس پاگر دئے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہان سے کہ تل کوکن سے گھاٹ کے قریب کے ملک مین جانے کا راستہ ہی پکڑ لئے گئے شکر ہی خدائے ذوالجلال کا کہ صوبہ گجرات باجی راؤ کے دست برد سے امن و امان مین رہا مالوہ کو بھی کچھہ مقام خوف و خطر نہین ہی اور قلعہ سورت جو خانہ خدا یعنے مکہ کا دروازہ ہی کافران بدکیش کے قبضہ سے نکال لیا گیا ٭

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اسوقت اُس نے اپنے بیٹے احمد خان کو بھہری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعات کالکلی و جنکلدہ کے جو نربدا کے دست راست پر واقع ہی اور جو اودانپور کے ممد مقامات تھے بھیجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی مین مشہور تھے خصوصاً جنکلدہ جسمین چار قلعات و عمیق کھائیان ہین اور تین طرف جنگل جو ہے جانب دریاے نربدا تھا چونکہ اُن قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہہ سے محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لڑکے کی کمک پر جاوے اور تاریخ یکم شوال ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۱ء) کو اکبر پور چھوڑ کر دو روز مین نزدیک کالکلی کے جا پہنچا ایک حملہ مین اُس قلعہ کو لیکر پھر یہہ لوگ دوسرے دن جنکلدہ کے محاصرہ کے واسطے آگے بڑھے

بعد چھ گھنٹے کے جنگ سخت کے محصوران قلعہ یہانتک مغلوب ہوکر عاجز آگئے کہ صلح کے خواستگار ہوئے تین ہزار آدمی زن و مرد مطیع فرمان ہوئے اور رہا کردیئے گئے فصیل و خندق و بروج قلعہ مسمار کردیئے گئے اور کنجیان سونے کی بطور علامت فتح و ظفر کے بادشاہ کے روبرو حاضر کی گئین جب مسلمان نزدیک چھکلدہ کے پڑے ہوئے تھے اُسوقت مین باجی راؤ مقام جالبوہ کی طرف لوٹ مار کررہا تھا اور راجہ ابھائی سنگھ اُسکا مقابلہ کررہا تھا محمد خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے اُن مقامات و منہدم کرنے قلعجات کے اوسیطرف کی راہ لی +

اودا جی کے قلعون پر دخلکرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اوس نے پیشتر محمد خاں کو لکھہ بھیجا تھا کہ اودا جی اور اُس کے دوست باجی راؤ کے دشمن ہین اور اونکے ساتھہ سلسلہ پیغام جاری کرنے مین لحاظ کی کارروائی کرنا چاہئے اگر کوئی آدمی ہلکر کا قلعون مین ہووے تو اُسکو گرفتار کرنا چاہئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتوی رکھنا چاہئے کیونکہ اُن شخصون کو (یعنے اُودا جی وغیرہ کو) فداسی بات کے لئے ناراض کرنا کسیطرح قابل تحسین نہین ہی قبل ازین یکسال راجہ اودھراج (یعنے راجہ جیسنگھ سوائی والی جیپور) نے اُن قلعون کو خالی کرلیا تھا مگر وہ بھی قایم نرہا پھر مالکان قدیم اُن پر مستلط ہوئے اگلے نظامون نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھہ فاصلہ پر ایک گوشہ مین واقعہ ہی اپنے آپ کو تکلیف مذے اُنپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت پائی اور فائدہ بہت کم ہی علاوہ اِن باتون کے ایسے وقت مین اُنپر دست اندازی کرنا واجب

اور بادشاہ کے مشیر تو بالکل اِن معاملات کو نہیں سمجھتے ہین چونکہ یکم اپریل ۱۷۳۱ء کی شکست سے اتفاق درمیان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اِس سبب سے یہہ شکایتیں بے سود تھیں اور قبل پہونچنے خط کے قلعجات لیلئے گئے تھے اور زمین کے برابر کردئے گئے تھے +

محمد خان قلعہ کونسی کے لینے کیواسطے روانہ ہوا جو ماوائے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا اِس قلعہ میں چار گڑھیان تھین اور اُنکے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیان اور دشوار گذار راستے تھے شب و روز بندوق و بان وغیرہ و تیر و بکلہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھین لینے پر اہل قلعہ عہد و پیمان کے واسطے درخواست کی اور اُنکی درخواست منظور ہوئی یہہ قلعہ توڑا نہ گیا کیونکہ مرہٹون کی دست برد و غارتگری سے اسکی وجہہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان ان قلعجات کے لینے مین مصروف تھا اُسنے سُنا کہ ملہار ہلکر ممالک مرہورہ و مندسٹور میں لوٹ مار کر رہا ہے فوج شاہی نے قرب و جوار مین سارنگ پور و شاہجہانپور و دھار کے اُسکا مقابلہ کیا مخاطب وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے علاقہ جے پور مین چلا گیا تھا اُسوقت مین تہوا ایک مرہٹہ سردار نے کانتھہ کے گرد پیش کے دیہات کو غارت کیا یہہ دونون سردار یعنے ملہار و تھوا متحوارہ سے متفق ہوگئے کہ شاہجہانپور و برات کے درمیان کی راہ کو لوٹ مار کرین اطلاع اِن واقعات کی شیخ امام الدین مہتمم شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و نیز داؤد خان حیلہ نایب فوجدار سارنگ پور کی جانب سے

آپہنچے تھے اُسوقت مین بھی فتحسنگہ دادل بانسی و دیگر مرہٹون نے نربدا کو عبور کیا تھا کیونکہ پرسنہ دستانی افواج نے اُنکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہہ لوگ ملک مانڈو کو غارت کرتے ہوئے باری گڈھہ کے راستہ سے اپنے وطن کو چلے گئے تھے ٭

محمد خان لوٹ کر بتاریخ ۱۳ ذیقعد سنہ ۱۳ جلوسی کو (مطابق ۹ مئی سنہ ۱۷۳۱ع) اوجین پہنچا محمد خان بنگایت کرتا ہی کہ میرے سوا اور کوئی شخص دیسی خواستگار مرہٹون کی شکست کا نہین ہی سب سے بڑی مصیبت یہہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کرکے اپنی تنخواہ کی بقایا طلب کی اُسوقت محمد خان نے اُنکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کرلیا پھر راجہ کشور سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتحعلیخان بارہ پرگنہ بھدا ور کو بدین غرض بھیجے گئے کہ اِن مقامات کو مخالفون سے محفوظ رکھین اور اُن کی راہ آنیکی بند کردین انور خان اوجین ہی میں چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن اوجین مین آوے اُسے نکالدو بعد اِس انتظام کرنیکے محمد خان نے ۱۹ ذیقعد (یعنے ۱۵ مئی سنہ ۱۷۳۱ع) اوجین کو چھوڑا مہاراو درجن سال حاکم کوٹہ وکنور بہادر والی ارچھا و پسران راجہ چندیری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی جمع فوج اپنے زیر کمان لیکر انتھو پر (جو اُسوقت مین کانتہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا) اور ملہار پر (جسنے پھر گردنواح سارنگ پور میں سرشورش اُٹھایا تھا) چڑھائی کرو یہہ بات سرداران مذکور الصدر نے نامنظور کی ٭

۸ ذوالحجہ کو (مطابق ۳ جون سنہ ۱۷۳۱ع) محمد خان کانتہ کے نزدیک پہنچگیا انتھو ہٹ گیا

لیکن دوسرے دن جب نواب شاہجہانپور داخل ہوا تو داؤد خان نائب سارنگ پور کے
اطلاع دی کہ اگر آپ بہت جلد میری امداد کرین گے تو ملہار مجھے تنگ کریگا فی الفور باستماع
اس خبر کے آدھی رات کو مہاراو اور کنور بہادر اور سران راجہ چندیری فوج ہراول کے
کمان پر متعین کے گئے اور سپاہ روانہ ہوکر سارنگ پور مین جو شمالی رُخ پر انیس ۱۹ میل کے
فاصلہ پر شاہجہانپور سے واقع ہے غروب آفتاب کے یکنیم گھنٹہ بعد داخل ہوئے انواج
ہنوز کوچ کر رہی تھین یا عبور دریا مین مصروف تھیں کہ ناگاہ ہلکر اور انھو معہ دیگر مرہٹوں
کے نمودار ہوے مسلمان لوگ فوراً برسر مقابلہ ہوے اور غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بیشتر
تک لڑائی ہوتی رہی مرہٹے بھاگ اُٹھے اور افواج اسلامیہ نے چار میل تک اُنکا تعاقب
کرکے بہت سے مار لئے محمد خان معہ سپاہ کے آدھی رات میدان جنگ مین رہکر اپنے
آدمیون کو تعاقب کے لئے ہدایت کرتا رہا اور خیمے اور ساز و سامان اعدا کا جسکو مرہٹی
زبان مین پڑاو کہتے ہین لوٹتا رہا جب متعاقبین مقام سندرسے کے نزدیک جو قریب
۲۴ میل کے جنوبی رُخ سارنگ پور کے واقعہ ہے پہنچے تو ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ دشمنون
نے میدان جنگ سے گریز کرکے تھوڑی دیر تک یہان دم لیکر پھر اپنی راہ پکڑی اور نربدا
کی جانب گئے ہین غالباً ابتک ۱۵ یا ۲۰ کوس نکل گئے ہونگے +

تب مسلمان بعد تعاقب دس بارہ کوس کے اپنے لشکرگاہ کو پھرے +

محمد خان کے پاس بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تھے شب و روز مخالفین کے
دفع کرنے میں وہ جہد بلیغ کیا کرتا تھا علاوہ اسکے ناظم گجرات نے (شاید حمید خان نامی نے

زر نقد و جواہرات و ہاتھی و گھوڑے باجی راؤ کو دیئے تھے مگر تھانے کا مٹبا اور آدا سوار
کے قبضے مین تھے ناظم اپنے شہر سے ایک کوس بھی باہر نہ نکلا تھا ناظم اور مبارز الملک
و سربلند خان، کی لڑائی کے درمیان محمد خان نے سُنا کہ پہلے ہی مقابلہ مین مبارز الملک
غالب رہا مگر بوجہ رات آجانے کے تعاقب موقوف کیا گیا اور دوسرے دن باہم
صلح ہوگئی +

راجگان موصوف الصدر نے (یعنے مہاراو درجن سال وغیرہ) محمد خان کی مدد پر رہنے
مین بہت بے پرواہی ظاہر کی صرف کنور بہادر والی اُرچھا نے کامل طور سے خدمتگذاری
کی تھی مہاراؤ درجن سال حاکم کوٹہ اور راؤ متوارہ نے گھر جانے کے واسطے اجازت چاہی
بلکہ ظاہر کیا کہ درصورت عدم حصول رخصت کے ہم بے اجازت ہی چلے جاوینگے اُنہوں
نے فوج کو ۲۲ محرم ۱۱۴۴ھ (مطابق ۱۶ جولائی ۱۷۳۱ع) چھوڑ دیا اس نظر انحراف سے
دیگر سردار بھی بدل ہوگئے اور چند روز بعد کنور بہادر والی اُرچھا چار پانچ ہزار سوار و پیدے
اور جوگ راج ولد راجہ جیسنگھ حاکم چندیری چالیس پچاس سواروں سے اپنے اپنے گھر کو
پھرے اگرچہ بقول محمد خان موجودگی و عدم موجودگی جوگراج کے برابر تھے تاہم اس
برگشتگی سے بڑی دلشکنی ہوتی تھی دیگر راجگان یعنی اودیت سنگھ راجہ اچھاورا مچند
والی دتیا وجیسنگھ حاکم شاہ آباد و بہدوریا راجہ نے جو احکام و ایلچی خطرات از جانب
بادشاہ آئے اُنپر کچھ توجہہ نہ کی نہ کچھ توجہہ دربار سے محمد خان کی سفارش پر جو
اُسنے ہندو سنگھ چندیلہ کی نسبت کی تھی مبذول فرمائی گئی اس شخص کی نسبت

محمد خان نے اسقدر عاجی تھی کہ اسکو لقب سہ ہزاری عنایت کیا جاوے اور اُس کی زمینداری اوسکو واپس دیجاوے اگر سندھ و سنگہ مالوہ کو بھیجدیا جاتا تو بھدوریا راجہ کو کوئی عذر قنوج مین دیر لگانے کا نہ ہوتا جہانگیر (یعنے قنوج میں) وہ فوجدار کے عہدہ پر مامور تھا بعد ملہار و انتھو کے پسر بدا کو عبور کرنیکے محمد خان ایک شخص ادمان نامی سے مالگذاری جبرًا وصول کرنے کے واسطے گیا اور دو کوچ مین راجگڈھ پہنچکر زمیندار مذکور کو شکست دی اور اُسکے ساتھ معاملہ کرلیا پھر محمد خان سرونج کو لوٹا اسمقام کو جو قریب ایک سو چھتیس ۱۳۶ میل کے اُوجین سے جانب گوشہ شمال و مشرق کے اور قریب اکیسو پچاس ۱۵۱ میل کے گوالیار سے جنوب کی طرف واقع ہے محمد خان نے اپنا صدر مقام بنایا وجہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ مقام اوجین کی نسبت نربدا سے زیادہ فاصلہ پر تھا اور یہانسے گوالیار سے راستہ واپسی ہندوستان کو نزدیک تھا مالوہ میں اُسکا قیام ایسا بے ثبات تھا کہ اُسکو خطرہ گھر جانے کا اور علیحدہ رہجانے کا بالکل نہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان ۱۳۱۸ء کے موسم بارش میں سرونج میں رہا۔

حالت اس صوبہ کی (یعنے مالوہ کی) غایت درجہ قابل افسوس تھی تمام ملک کو ناظم نے تباہ کیا تھا اور مرہٹوں نے لوٹا تھا اراضی زراعت سے خارج تھی اور ملک بے چراغ تھا کہین فصل غلہ کی سوائے سوکھی کھانس کے نظر نہیں آتی تھی دیہات جو آباد تھے انکو ٹھاکروں نے لوٹ لیا تھا اور جلاکر خاک سیاہ کردیا تھا غرض کہ دست بردگاران نے ملک کو ویران کردیا تھا صرف پانچ ہزار روپیہ منڈلیشوار سے اور چار ہزار سرونج پھیلسا سے

وصول ہوی تھی سنہ ۱۳ موسم برسکال مین محمد خان نے متواتر رپورٹین نسبت ان واقعات
کے کین جنمین درج تھا کہ مجھکو روپیہ کی ضرورت ہی اور میری فوج کے طور و طریق باغیانہ
ہین اور مالوہ سے وصول مالگذاری غیر ممکن الوقوع ہی آپ میری روپیہ اور نیز فوج سے امداد
کرین مگر کچھ جواب ان ضروری عرائض کا مرحمت نہ ہوا +

محمد خان کی مشکلات اسوجہہ سے اور بھی زیادہ ہوگئی تھین کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال جاگیر
داردن کی تنخواہ مین مرحمت کردیا گیا تھا جنگی خان و دران خان روشن الدولہ سابق
تھے یہہ جاگیردار ادنی سی دست اندازیون کی بھی شکایت دربار مین کرتے تھے مگر ذرا بھی
مدد نہ کرتے تھے اسقدر زمین بھی صوبہ دار کے واسطے نہ بچی تھی کہ اپنا پانوں رکھے اور
سیرگاہ یا شکارگاہ کے لایق ہونیکا تو کیا ذکر ہی ایک سمت میں ایک تالاب سے جو اوجین سے ڈھائی
کوس پر ہی برہان الملک اور اور لوگون کی جاگر تھی اور دوسری سمت مین فتح آباد سے
چار یا پانچ کوس پر شہر سے پرگنہ جات و دیہات سب جاگیر مین تھے رامپورہ پر راجہ
جیسنگہ سوائی کا قبضہ تھا حسیف علیخان کی جاگیر کنکرال تھی راجہ مول راج کے قبضہ
مین کدر والا تھا جو دھامونی مین ہی دیگر حصص اس صوبہ کے نظام الملک آصف جاہ
و نواب قدسیہ و حافظ خدمتگار خان و مقرب الحضرت خاقان و میر حسینخان کہ سعادتخان
بہادر میر آتش و علی احمد خان اور خواجہ سرادن کو بادشاہ کی دے دی گئی تھی اکثر
گماشتون نے ان جاگیرداروں کی اپنے علاقون کو مرہٹون کی آمد و رفت کی جگہ بتا دیا تھا
اور وہین علاقہ شاہین کی لوٹ کا مال جمع ہوتا تھا جب کسی مرہٹے نے ان کارندون کے

یہان پناہ لی اور فوج اسکے پیچھے بھیجی گئی تو یہہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارے پرگنون میں کوئی بھاگ کر نہیں آیا ہی اور اگر فوج اُنکے علاقون میں چلی آئی تو وے اپنے حرجہ کی بڑی شکایتیں کرتے تھے اسیطرح ہر ایک معاملہ حالت ابتری مین چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا از سر نو انتظام غیر ممکن تھا +

رام پورہ کے زمیندار ملہار ملکر سے سازش رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں مؤید ومعاون تھے جب فوج شاہی اُنکا تعاقب کرتی تھی تو راجہ جیسنگہ سوائی دربار میں داد خواہ ہوتا تھا اور محمد خان پر چشم نمائی ہوتی تھی محمد خان اپنے بچاؤ کے لئے جو کچھ کہتا تھا اوسکا بیان کرتا ہی +

سیتا رام ناگر زمینداران رامپورہ کا خاص محرر تھا اتفاقیکہ راج ادھراج نے فیصلہ کیا بھیر یہہ شخص مقیم خان کی حمیت مین جمعدار ہوگیا ایک ٹانگ کے ٹوٹ جانے پر وہ مقیم خان کے ہاتھی پر چڑھا دیا گیا اور جب فوج نے مقام نیلا کو چھوڑا وہ اپنے گھر کو بہمرہی پچاس ساٹھ آدمیوں کے روانہ ہوا راجہ جیسنگہ سوائی کے آدمی رامپورہ سے سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر کمیں گاہ میں پڑے ہوئے تھے جب سیتا رام ناگر وہاں ہوکر گذرا اُنہوں نے اُسکو ٹھہرا کر اُسکا ہاتھی پکڑ لیا اور نہ ہاتھی واپس دیا نہ نواب کے قاصدون کو ملاقات کرنیکی اجازت دی محمد خان بڑے شد و مد سے بیان کرتا ہی کہ یہہ بات بہت دشوار ہی کہ راج ادھراج جو اکبرآباد واجمیر پر قابض ہی اور جسکو حال مین پرگنے گرد نواح دار السلطنت کے ملے ہیں صوبہ مالوہ پر دست اندازی کرنے کی کوشش کرے اور کافران کیش سے سازش رکھے ۔

حسیف علی خان کی جاگیر کی کیفیت یہہ کہ زمیندار کنکرال کا دستور تھا کہ اگلے نظامون کو پیشکش ادا کیا کرتا تھا ایک لاکھہ روپیہ راجہ گردھر بہادر کو علاوہ چار ہاتھیون کے ادا کیا گیا تھا محمد خان نے بالعوض نقصان رسانی کے اُس جاگیردار کو فاید پہنچایا جب مقیم خان وہان گیا تو اُس نے زمینداروں پر لگان اضافہ کیا اور روپیہ وصول کرکے جاگیردار کو دیدیا عامل اِس جاگیردار کا (یعنے حسیف علیخان کا) جاگیرات عبدالرزاق خان وخواجہ منیر خان وگھاسی رام پر قابض تھا بعد بندوبست اودھین کے محمد خان کا ارادہ ہوا کہ دھمونی کو جاگر راجہ مولراج کی جاگیر چھوڑا دے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی میرے بیانات پر حضور دربار میں لحاظ نہین کرتا ہی تو ایک نایب اپنی جگہ پر چھوڑ کر دربار کو روانہ ہوا راستہ میں سُنے ارادہ کیا کہ شاہ آباد و رانودہ مین بھی جسکی فوجداری راجہ چتر سنگھہ نے ابھی تک نہیں چھوڑی تھی اور جسنے عتیق اللہ خان نایب محمد خان سے بدسلوکی کی تھی بندوبست کرے اس مہم سے نواب کی بدعملیان غایت درجہ کو پہنچ گئیں اور کچھہ شک نہیں ہی کہ اِسوجہہ سے محمد خان یکایک واپس بُلایا گیا ۔

راجہ چتر سنگھہ نرداری جسکی سفارش حافظ ضمنگاران نے محمد خاں سے کی تھی کہ یہہ میرا دوست اور ساتھی ہی سرکار شاہ آباد و رانودہ پر قابض تھا جسکا محمد خان فوجدار مقرر ہوا تھا اسکی موروثی جائداد شیوپوری وکلاس میں تھی اور اسکا علاقہ سرونج کے قریب تک پھیلا ہوا تھا تردار بھی اِسکے پاس تھا جو سات سو برس سے کبھی ہندوون کے قبضہ میں نرہا تھا اگرچہ اِسے حکم شریک ہونے کے واسطے ہوا تھا مگر اُسنے کچھہ اِس حکم پر لحاظ نہ کیا نہ اپنی سرکارین چھوڑین

اور کچھہ وصول نہ ہوسکا آخر کار اسنے سید عتیق اللہ خان کو گھیر لیا اور اُس کی رسد بند کردی جو نکہ
چتر سنگہ محمد خان کے ہندوستان مین آمد و رفت کے راستہ مین تھا اسوجہہ سے وہ محمد خان
کو بہت ستاتا تھا نروار جو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت مین ایک آدمی کی گذر کے لایق ہی
کھلا ہوا راستہ رنگر وٹون کے وسطے تھا بھدا ور یہ جو راستہ تھا اُسے بھدو ریا راجہ نے
بند کر دیا تھا سات یا آٹھہ مرتبہ چتر سنگہ کے آدمیون نے قاصدون کو نروار کی گھاٹی مین
مار ڈالا تھا اور اُن کے خطوط لے لئے تھے صرف دو قاصد بعد دے دینے خطوط کے
اپنی جان بچا کر بھاگ گئے تھے اِس تکلیف کے رفع کرنیکے واسطے محمد خان نے پھر درخواست
کی کہ میرا لڑکا اکبر خان فوجدار نروار و بھدا ور مقرر کیا جاوے یا اگر یہہ ناپسند ہووے تو
کوئی شخص مغل کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ راستہ آمد رفت کا برابر کھولدے یہہ عرضداشت
بدین وجہہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ چتر سنگہ سے لے لیا گیا ہی اور اب اُوسکا
وطن نروار بغیر کسی قصور کے نہیں لیا جا سکتا ہی بطور دوسری تجویز کے نواب نے اسرار کیا
کہ چتر سنگہ کی جاگیر و منصب چھین لینا چاہئے تاکہ اور لوگ اِس بات سے سبق حاصل کرکے
آیندہ نافرمانی حکم سلطانی مین نہ کرین بعد کئی مرتبہ لکھنے کے جو بالکل بیفائدہ تھا محمد خان نے
آخر کار چتر سنگہ کے مقابلہ کے واسطے جنگی کارروائی کرنے کا مصمم قصد کیا +

مالوہ مین آنے کے دوسری سال کے شروع مین (اکتوبر - نومبر ۱۷۳۱ء) محمد خان نے سرائے
نوکو کوچ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال مین سرونج کی ہی اور ظاہر یہہ کیا کہ مین دربار کو
جاتا ہون تاریخ ۳ جمادی الاول ۱۱۴۴ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۳۱ء کو فوج نے دیہہ

لیکار اکا محاصرہ کرلیا گاؤں والون نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا اور مدت تک لڑتے آخرکار بھاگ اُٹھے اور وہ چھوٹا قلعہ بسرسواری لے لیا گیا فوج قلعہ مین جماعت کثیر کام آئی یا بہت سے نیم بسمل سمجھکر چھوڑ دئیے گئے دوسرے دن چاندور پر جہان ایک مضبوط قلعہ تھا اور جہان کے زمیندار شرارت مین مشہور تھے حملہ کیا گیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی انجام کار یہہ قلعہ بھی قبضہ مین آگیا اور جانبین سے بہت سی جانین تلف ہوئین +

مسلمان لوگ پھر چرگون کی طرف گئے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ تھا اور ایک جنگل اور متعدد ڈھسون سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسا کرکے اُن جھاڑیون اور گھاٹیون مین چلے گئے چوبیس ۲۴ دن تک صبح شام لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ دشمن صلح کے خواستگار ہوئے اور صلح ہوگئی تب فوج شاہی بھاندور کو جو کھری سنگہ نبیرہ چتر سنگہ کا مضبوط قلعہ تھا پھر بی کھری سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اُسکا قلعہ لے لیا گیا دو یا تین اور قلعات اسیطرح پر حیطہ تصرف مین آئے +

شاہ آباد مسکن چتر سنگہ پر سب سے پیچھے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے (شاید کچھہ مبالغہ ہو) کہ یہہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط ہے بعد تھوڑے عرصہ کے چتر سنگہ نے مقابلہ کرنا چاہا اور محمد خان نے اوسکو بُلا لینے کی کوشش کی یہہ بات قرار پائی کہ چتر سنگہ محمد خان کی فوج کا شریک ہووے اتنے مین خبر پہونچے کہ باجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کیا ایک رات پیشتر اُس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوا تھا چتر سنگہ نے اپنی تنخواہ کا دعوی پیش کیا یہہ بھی منظور کیا گیا لیکن رات کو چتر سنگہ روپوش ہوگیا اور اپنے مُلک کو چلدیا چونکہ خطرہ بڑھتا گیا

محمد خان نے سوای سرونج کو لوٹنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا +
خبر تھی کہ مرہٹے دیہات کھجن واومان وسیوتی مین کثیر التعداد تھے اگرچہ دکھن مین یہہ لوگ
چوتھ یعنے چہارم ہی کہا کرتے تھے مگر اُنہون نے مالوہ و گجرات کے قصبہ جات و دیہات
مین تین حصون سے بھی زیادہ لئے چونکہ اس سال (یعنے ۱۱۴۳ھ) اُنہون نے اپنی تئین
جانب گجرات بالکل سلامتی مین سمجھا تو ایک لاکھہ سوار مالوہ مین لائے فتح سنگھہ کا زندہ ساہو
وسلاجادون واسندہاو مرادراو دابہاڑو شاماجی و دیگران نے معہ تیس ہزار سے زیادہ سوارون کی
کھلاسا کے قریب مشرقی رخ پر شہر سرونج سے جانب چندیری بفاصلہ سات کوس سرونج سے
مقام کیا جمنا برادر باجی راؤ و ملہار و دیگران معہ فوج تیس ہزار سوارونکے قصبہ امتوارہ مین پڑے
ہوئے تھے اور بھی فوج قریب بارہ ہزار کے تھی جسنے نربدا کو عبور نہین کیا تھا دوسری فوج
جو اس سے بارہ ہزار تک خیال کیجاتی تھی مالوہ کی جانب گڈہ کے راستہ سے
بڑھ رہی تھی اسطرح سے کل افواج اعدا اسّی یا نوّے ہزار چہار طرف سے بڑھتی آتی تھیں +
جسوقت مرہٹون نے نربدا کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گماشتے بھیجے کہ بتعداد
کھنڈلی کی جو لگائی جاوینگی مقرر کرلیویں تب روپیہ ادا کردیا گیا اور پھر یہہ راجہ اپنے علاقون
کی طرف سے مطمئن ہوکر اپنے گھرون مین ٹھہرے زمیندار شیوپوری و کلارس و دیگران
بے کفیل ای کہ ہم برابر سالانہ خراج ادا کرتے رہینگے راجہ اچھاد بھد و یا راجہ دیپسران
چترسال و راجہ دتیا نے جسقدر خراج اُنکو دیتا تھا اُسکا مقدار معین کرلیا زمیندار ان
مالوہ نے مرہٹون کے ساتھہ پگڑی بدلی اور اتحاد کرلیا +

دمبالغہ سمجھا جاوے تو کوئی ایسا شخص بھیجدیا جاوے جس کے لکھنے پر اعتماد ہووے اور جو اس طولانی کو کم کرسکے مین بخوشی اُس کی ماتحتی مین کام کرونگا اگلے زمانہ مین دکن مین بہمنی بادشاہ تھے مگر شاہان سلف نے اُنکو فتح کیا بمقابلہ اسکے کیسا آسان ہے کہ اس طائفہ دزدان سے ملک کے ایک گوشہ کو نجات حاصل ہووے اگر حضور شاہجہان آباد چھوڑکر مالوہ مین فوج لاوین اگر یہہ معاملات اسطرح پر چند روز اور چلے گئے تو یہہ مفسدہ بہت جلد ہندوستان تک پھیل جاویگا بدین وجہہ یہہ بہتر ہے کہ مرہٹون کی دست اندازیان یکبارگی رد کیجاوین شعر سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل ✤ چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل ✤

بالعوض کمک رسانی کے خطوط دربار سے بنام چند زمینداران کے بدین ایما آئے کہ ایک نیا نظام مقرر ہوا چاہتا ہے تم لوگ اُسکی آمد کا انتظار کرو اور محمد خان سے متفق ہو اسیطرح کی جرات انگیز خطوط مرہٹون کو بھیجے گئے اگرچہ نظام الملک سے مدد کیواسطے محمد خان نے عرض کی تھی مگر اُس نے بھی کچھہ اشارہ نہ کیا تب کچھہ فاصلہ سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ازروے ایک پروانہ مورخہ ۲۰ رمضان (مطابق ۶ مارچ سنہ ۱۷۳۲ع) سنہ ۱۴ جلوس میں نواب نے سترہ ہزار روپیہ ناہور کے صرافون پر ہنڈی کراکر سرداران (تعلقداران) اوغنہ کو کابل میں رہتے تھے بھیجی اُسے درخواست کی گئی تھی کہ رنگروٹ بھرتی کرو مگر کوئی شخص بھرتی ہونے نہ آیا ✤

محمد خان نے عرایض کے جواب مین دربار سے ایک ملامت آمیز خط مرسلہ خاندوران بمضمون آیا کہ تم نے مرہٹون کو تمام ملک مین پھیل جانے دیا اور تمہارے کارندون

نے اُنکے ہمراہ ہوکر اُنکو مناسب راستے بتلائے اُس مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دشمنوں کا
ارچھا دتروار مین پہنچ جانا تمہارے گماشتون کی سارش سے ہوا خاندوران خان لکھتا ہی
کہ مین نے بڑی سعی وکوشش سے پرگنہ اکبرپور کا عطیہ ۱۱۴۶ فصلی سے ابمرتو
حاصل کیا ہی حالانکہ حضور فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کیواسطے
عطا کیا گیا تھا اور افسران دیوانی بھی اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی دوسرے خط
جو اُسیوقت مین لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے شد و مد سے اپنی دیانتداری کا بیان
کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سوائے اُس جاگیر اضافہ شدہ کے جسکی قیمت ایک کرڑ دام تھے
اور جو سیدون کی عملداری مین ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۲۰ء مجھکو عطا ہوئی تھی مین نے کچھ
نہین پایا ہی علاوہ اِسکے اور کوئی چیز مجھکو حرام کے برابر ہی پھر مجھ کو موقوفیون اور اسامیون
اور جاگیرون پر نظر کرانے سے کیا ملیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہہ دوستی
کے مینے اپنے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلون سے
علیحدہ کرایا تھا ٭

جلد ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سرونج مین پہنچا جسمین محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی
کہ راجہ جیسنگہ سوائی تمہارا جانشین مقرر ہوا تم مستقر الخلافت اکبرآباد مین حاضر ہو وہان
مابدولت بھی بعد شکار کھیلنے کے محفوظ جنگلات شیولی مین جو نزدیک دہلی کے ہی تشریف
بری کا قصد کرتے ہین اطلاع اپنی برطرفی کی کچھہ پیشتر بتاریخ ۴ جمادی الاول (مطابق
۱۲ اکتوبر ۱۷۳۲ء) محمد خان کو بذریعہ خطوط مرسلہ قایم خان اپسر خود وخطوط مرسلہ مگل خان

سے جو دہلی کو بغرض جمع کرنے سپاہ اور روپیہ کے گیا تھا اور نیز خطوط مرسلہ پیر علیخان سے جو دربار مین محمد خان کا قایم مقام تھا پہنچ گئے تھے احکام مقیم خان کے نام جاری ہوئے کہ قصبہ اوجین و دیگر مقامات کو راج ادھراج کے نوکرون کے حوالے کرکے محمد خان کے پاس حاضر ہو ۶ ماہ رمضان کو (مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۷۳۲ء) نواب کا خاندان و متعلقین اپنے گھر کو روانہ ہوئے مغل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضای بادشاہ راج ادھراج وجی سنگھ سوای) کے نائبون کے حوالے کر دیئے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑ کر اکبر آباد مین بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی (مطابق ۶ دسمبر ۱۷۳۲ء پہنچا جہان کہ دو برس سے نہ گیا تھا +

علاوہ روپیہ کے تنگی اور فوج کی تمام ناکامیابی کی تین وجوہ تھے جو محمد خان کی موقوفی کا باعث تھی (۱) شکایتیں جاگیرداروں کی جو محل مین رسوخ رکھتی تھی (۲) حملہ چترسنگھ زمیندار پر جسکا معاون اُسکا دوست حافظ خدنگار خان اور دیگر اشخاص تھی (۳) دوستی درمیان محمد خان و نظام الملک کے جس کے افعال پر چند ذی اختیار شخصون کا مجمع بڑے حسد سے نظر رکھتا تھا بعدہ مرہٹون کا جلد بڑھنا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے اگر زیادہ نہین تو اُسیقدر ضرور کھایا جتنا کہ وزیر اور امیر الامرا نے بعد کل فوج سلطانی کے انجام کو پہنچایا +

مہمات بمقابلہ مرہٹان

(۱۱۴۵ھ لغایت ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۲ء لغایت ۱۷۳۶ء)

سنہ ۱۵ جلوسی مین (مطابق ستمبر سنہ ۳۲ ع لغایت اگست سنہ ۳۳ ع) جب محمد خان اکبر آباد پہنچا
تو کچھ عرصہ کے بعد اُس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہی کہ
مرہٹے سرونج و نروار کے درمیان مین ہین اور زمینداران فرقہ اسمیت کے لوٹنے مین مصروف
ہین جمدۃ الملک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اُنکے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور تم بھی
اُنکے شریک ہو اعتماد الدولہ نے بھی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا +
قمر الدین خان وزیر الممالک کے ہمراہ ظہیر الدولہ محامد جنگ معہ بھائی کے اور خان فیروز جنگ
ولد آصف جاہ نظام الملک اور داماد وزیر کے آئے اور جب اکبر آباد پہونچے تو محمد خان
اُنسے ملنے اور اُنکا استقبال کرنیکے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور
مصر ہوا کہ اِس مہم مین شریک ہو محمد خان اِس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھکر شریک ہونے
پر رضامند ہوا تب بہمرہی خان فیروز جنگ و محامد جنگ کے محمد خان نروار کے اُسطرف
مقام لودہ ڈانگر کی طرف جو کلارس کی جنوبی طرف واقع ہی بڑھا وہان سُنا کہ کافروں نے
نربدا کو عبور کیا ہی لیکن راجہ جیسنگھ سوائی نے اِسوجہہ سے کہ اُنکی راہ مسدود نکر سکا
اپنا اسباب مکان پر اپنی ملک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک منزل اُسطرف کو روانہ ہو چکا ہی
وزیر نے جسکے پاس ایک خط راجہ جیسنگھ سوائی کا آچکا تھا محمد خان کو اسوجہہ سے کہ موسم
بارش قریب آگیا ہی اور اُسوقت کچھ اور نہین ہو سکتا ہی تاکیداً واپس آنے کو لکھا محمد خان بمطابق
حکم مذکور لوٹ پڑا اور شیوپری مین وزیر سے پھر مل گیا۔
پھر اُنہون نے واسطے سرکوبی پسر اُدارد کے کوچ کیا جس کے اغوا سے جان نثار خان فوجدار

کوڑہ جو وزیر کا داماد تھا قتل ہوا تھا ۹ محرم ۱۱۴۶ھ (مطابق ۱۱ جون ۱۷۳۳ء) یہہ لوگ غازیپور پہنچے راجہ کے قلعہ پر طلوع آفتاب سے ۲ گھنٹہ بعد سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوتی رہی دن مین قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکانوں کے گرد تھے توپخانے قایم کردئے گئے بھگوںت تاریکی مین بھاگ گیا اور سو تھر مین جو ایک مضبوط جگہ اُسی کے قبضہ مین تھی پناہ گیر ہوا تب محمد خان دریائے جمن پر نزدیک گھاٹ چارکھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مفرورین کے تعاقب مین گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان نے کچھ روپیہ لیکر اس معاملہ کو طے کرلیا لیکن خاص اسکے خطوط مین کچھ بیان نہین ہی کہ یہہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان مظفر خان کی مہم مین جو ۱۶ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۶ھ ۔ ۱۷۳۳ء ستمبر ۱۱۴۷ھ ۔ ۱۷۳۴ء ستمبر) ہوئی شریک نہ تھا اور نہ مہم قمرالدینخان مین جو ۱۷ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۷ھ ۔ ۱۱۴۸ھ) ہوئی شرکت رکھتا تھا اُسوقت مین محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا یہانتک کہ چودہ روز تک اُسنے سوائے آب برنج کے نہ کچھ کھایا نہ پیا +

۱۱۴۸ھ مین (مطابق می ۱۷۳۵ء ۔ می ۱۷۳۶ء) یا ۱۱۴۹ھ مین (مطابق می ۱۷۳۶ء ۔ ۱۷۳۷ء) محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پسر باجی راو معہ دیگر افسران کے بندیل گھنڈ مین ہی اور کچھ لوگ معہ ۲ یا ۳ سو سوارون کے جمنا کے کنارون پر آئے تھے اور بہت سے مقامات تحقیق کئے جہانپر کہ دریا پایاب تھا اور یہہ بھی افواہ ہی کہ یہہ لوگ دواب مین اُتر آنے کا قصد رکھتے ہین بجواب اسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پسران چترسال دشمنون سے سازش رکھتے ہین اور اُنہون نے دشمنون کو راہ دی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وے

لوگ کوڑا کا بھی اٹادہ کو لوٹینگے سربلند خان مبارز الملک کے نام اُن کے روکنے کے لئے
احکام صادر ہوے اور محمد خان کو لکھا گیا کہ وہ خاموش نہ بیٹھے بلکہ گوالیار کی جانب روانہ
ہووے اور بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ بنفس نفیس الہ آباد کو جاوے - محمد خان نے اس حکم
کے جواب مین یہہ تحریر کیا کہ میرے ذمہ مالوہ کی مہم کی بابت ابتک ایک سال کی تنخواہ
فوج کی باقی ہی اسوجہہ سے فوج کی بھرتی سے معذور ہون اور اس شکستہ حالی کے ساتھ
مین گوالیار جانا مناسب نہین جانتا اسکے علاوہ مین بیمار بھی ہون لیکن میرا بیٹا اکبر خان
اگر گوالیار کا فوجدار مقرر کیا جاوے تو بہتر ہی +

محمد خان نے ایک خط مین وزیر کو ظاہر کیا کہ تنہا بلا رفقا کے دربار مین مجھے حاضر ہونے مین
تامل ہی اور اسنے اپنے بیٹا قایم خان کو معہ اسقدر فوج کے جو اسکے پاس موجود تھی بھیجا
اور یہہ ظاہر کیا کہ اگر عہدہ صوبہ داری اور دس کروڑ دام مجھکو عطا فرمائے جاوین تو مین جسقدر
فوج مطلوب ہی مہیا کر سکتا ہون غنیم کے مقابلہ کے لئے پچاس ہزار فوج درکار ہی اور محاصل
ایک صوبہ کا اس مین صرف ہو جاویگا اور بلا کافی فوج کے گوالیار جانے اور وہان ہاتھ پیر
سکوڑ کے بیٹھے رہنے سے بجز اسکے کہ دشمن کو مقابلہ کی جرأت زیادہ ہو اور کوئی فائدہ نہین
اِدھر خان دوران خان امیر الامرا نے محمد خان کو دو خط بھیجے جنکا یہہ مضمون تھا کہ سنا گیا ہی کہ جمنا جی
راجہ جیسنگہ کو مالوہ سے نکالتا ہوا براہ سرونج اور بندیل کھنڈ کے گوالیار سے آگے بڑھ آیا اور اُس ملک
کو لوٹ لیا لہذا تمکو چاہیئے کہ ایک بھاری فوج اکبر آباد کی نواح سے مرتب کرو - روپیہ سے مدد کیجاویگی
برہان الملک بھی اکبر آباد کی جانب حسب الحکم روزانہ کوچ کرتا ہوا جا رہا ہی - فخر الدولہ برادر خلندوران خان

بھی ایک فوج جرار کے ساتھ راہ مین ہی راؤ بدن سنگھ جاٹ بھی عنقریب الہ آباد پہونچیگا یہہ سب شہر کی حفاظت مین مدد کرینگے ۔

نصرت یار خان اور رای شیو داس راجہ جیسنگھ سوائی ناظم کے دونو نائبون سے بھی مدد ملیگی اس تمام اہتمام سے اصلی غرض یہہ ہی کہ اُس صوبہ کا بچاو کیا جاوے اور شہر مین امن و آمان اور ہندوستان کا جو شہرہ اور نام ہی وہ بحالہا قایم رہے مبارز الملک عنقریب گوالیار پہونچیگا اور راجہ بھدوریا نے اگر اپنے خانگی ترددات سے نجات پائی تو وہ بھی شریک ہوگا راجہ جے سنگھ سوائی نے بھی محمد خان کے ساتھہ باب مراسلت وا کیا اور اُسکو نقل و حرکت پر ترغیب دی اول تو محمد خان نے جے سنگھ کے جواب مین طعن و تشنیع پر ٹالا اور یہہ کہا کہ آپ کے پاس علاوہ آپ کے وطن کی ریاست کی جس کی آمدنی ایک صوبہ کے برابر ہی ایک ثلث مالوہ اور ایک چہارم صوبہ دہلی اور تمام نظامت اکبر آباد کی ہی ۔

ملک جے پور کے مرہٹہ اقوام راجپوت و بوندیلا کے ساتھہ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہہ صرف اُن کی فلسوفی ہی خدا جانے وہ کہانتک کی خبر لینگے ایک ہندوستان ہی مین کیا وہ تمام بنگالہ مین پھیلے ہوئے ہین اِس امر کا غالبًا آپ کو یقین واثق ہوگا کہ جب کبھی اُنہون نے کہین محفوظ مقام پالیا تو وے آپ کو گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی حفاظت کا اِسوقت اقرار کرتے ہین اُنہیں پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے ۔

محمد خان کو جو دوبارہ ملازمت قبول کرنے سے اِنکار تھا وہ راجہ جے سنگھ کی بذل و عطا زر نقد و جاگیرات کی وجہہ سے رفع ہوگیا لیکن قبل اسکے کہ محمد خان میدان مین پہنچے مرہٹے

موضع اور یا اور سرائے جیت مل واقع ضلع اٹاوہ کے مقابل کے گھاٹون سے دریائے جمنا کو
عبور کرکر خانپور دیرا پور منگل پور سکندرہ اور شیوگن پور کو تخت و تاراج کرچکے تھے علاوہ
اسکے انکی تحصیل کرنیوالے لوگ دواب کے زمیدارون اور فوجدارون سے کھنڈنی وصول
کرچکے تھے اور انکی کچھ جماعتین ملک کوالیار مین پھیل گئی تھیں اور موضع بھجی پور کا بھی
محاصرہ کرلیا گیا تھا اور موضع انتری کے باشندون نے جنکی نسبت یہہ بھی اشتباہ تھا
کہ وہ دشمنون سے ملے ہوئے ہین گوالیار مین پناہ لی تھی اور شاید زمیداران راوجہ شکست
پاچکے تھے ...

۷ رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۷ جنوری ۱۷۳۶ء کو نواب محمد خان کی فوج نے دریاے
جمنا کا عبور شروع کیا محمد خان نے اپنی روانگی کی تاریخ ۱۴ شوال مقرر کی تھی لیکن چونکہ یہہ
خبر معلوم ہوئی کہ مرہٹے دہلی کے قریب پہونچ گئے اس سبب سے باشندگان اکبرآباد و نیز
اسے شیوداس نایب خالیف ہوگئے دشمن کی فوج جو بھدا وہین ہی سنا یکبیوقت موقع پاوے
اور دریا اُترکر شہر کا محاصرہ کرلے ۔

پے در پے خبرین پہنچین کہ مرہٹے نورآباد سے گذرکر اکبرآباد کی طرف چلے آرہے ہین اور ایک
گروہ اُنکا موضع انتری ملک بھدا وہین ہی چنانچہ ۲۱ رمضان ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۳۶ء
کو ایک دستہ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل کا زبردست خان و رسول خان وغیرہ کی کمان مین اس
غرض سے دھولپور بھیجا گیا کہ وہ دریاے چمبل کے گھاٹون کی حفاظت کرے زمیداران اقوام
دندونہ و سنگر و اردوان و نون پوری اور گوجر کو خلعت عطا ہوکر ناکہ بندی کی واسطے جابجا متعین

ہوئے اگرچہ نایب فوجدار دھولپور کا بھاگ گیا تھا تاہم انصرام اس کام کا حسب دلخواہ ہوگیا ایک
جماعت غنیم کی نورآباد پہونچکر روزانہ گھاٹو نپر آئی لیکن اُسکو عبور ممکن نہ ہوا ادھر محمد خان نے
بھی اسیطرح کی خبرداری اکبرآباد میں رکھی آخرکو مرہٹے بھدا ور واپس گئے اور اپنی فوج میں جا ملے
عمر خان معہ دو ہزار منوکے اور ایک ہزار خاص گوالیار کے آدمیوں کی جو زیر حکم کالیخان خٹک
اور شیر خان ورک زئی اور احمد خان آفریدی کی تھی گوالیار پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ پروبھی کا تین
ماہیحتاج کی شروع ہوئیں اور فوج کی تنخواہوں کے لالے پڑے یاقوت خان بہادر پانچ
لاکھ روپیہ لانے کے غرض سے گھر بھیجا گیا لیکن نہایت دشواری سے ایک لاکھ بیس ہزار
روپیہ اُسکو بہم پہنچا یہہ گویا ایک قطرہ پانی کا تھا کہ جلتی آگ میں بوجھانے کے لئے ڈالا
جاوے محمد خان اگرچہ بہت مستعد اور خوشدل تھا لیکن روپیہ اُسکے پاس نہ تھا تو کیا کرتا
ایک سال تک بحالت انتظار امروز فردا کے وعدون پر اکبرآباد میں مقیم رہا۔

محمد خان کی کوششیں اس سبب سے اور بھی بیکار تھیں کہ دربار کی مصلحت ملکی کا مطلب
اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اُسکا بیان ہے کہ اس چپقلش کا مطلب اُسکی سمجھ میں نہیں آیا کہ
وہ تو دھولپور پر فوج کشی کے حکم کا منتظر تھا اور مخالفین نے دہلی میں پہنچکر بادشاہ کی حضور میں
بار پایا دے موافق کئے گئے اور اُنکو انعام عطا ہوئے اگر وہ دھولپور جاتا اور دشمن سے لڑتا
تو شاید وزرا یہہ کہتے کہ امن میں خلل ڈالا گیا اور خرخشہ پیدا کیا گیا۔

محمد خان کہتا ہے کہ باجی راؤ کے ایک لاکھ سوار بوندیل کھنڈ و بھدا ور گوالیار میں تھے اُن میں
سے کچھ بارادہ لوٹنے کوڑا کے کالپی کی طرف گئے تھے۔

پسران چترسال اور بھگونت ساکن غازیپور ضلع فتحپور نے اُنکو لاکھون روپے دیئے اور کروڑ روپیہ اُس ملک سے اُنکے واسطے تحصیل کروا دینے کا اقرار کر لیا تھا۔

دیگر باشندگان قوم ہندو اور زمینداران انسوی دریائے جمنا و چمبل نے اپنے کان کھڑے کر لئے تھے بلکہ مالوہ کے کچھ مسلمان بھی اُنکے ملازم ہو گئے تھے راجہ بھدوریہ بھی اوروں کی طرح باغیون کے ساتھ موافق ہو گیا تھا باجی راؤ نے کسی حال میں راجہ ساہو کی ملازمت ترک نہین کی نہ مرہٹون نے شاہی ملک کا لوٹنا چھوڑا۔

نواب محمد خان کی کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ ایسے نازک وقت مین برہان الملک کیون اپنے صوبہ کو بھیجا گیا اور راجہ ابھی سنگھ والی مارواڑ کو کیون گھر جانے کی اجازت دیگئی۔

راجہ جیسنگھ سوائی کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار آٹھوین ربیع الاول ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۵ جولائی ۱۷۳۶ء کو باجی راؤ اور اُسکی بیٹی نے شاہی اطاعت قبول کی باجی راؤ نے رانوجی سندیا اور ملہار ہلکر اور بسونت رائے نپورا اور دوسرے رفقا کے ساتھ راجہ جیسنگھ سوائی سے بمقام دھولپور ملاقات چاہی اور ایک اقرارنامہ مہرے دستخطی اس مضمون کا تحریر کیا کہ مین خلاف اپنے عہد و پیمان کے کوئی فعل نہ کرونگا۔

باجی راؤ ۱۳ ماہ مذکور کو روانہ ہوا اور راجہ جی سنگھ صوبہ اجمیر کی جانب بڑھا جہان کہ راٹھورون نے مفسدہ برپا کر رکھا تھا ظاہرا یہی زمانہ تھا کہ باجی راؤ کو نایب نظامت مالوہ کی ملی۔

اُسی سال تھوڑے عرصہ کے بعد مرہٹے دوآب مین اُتر آئے اور فیروز آباد اعتماد پور جلیسر کو لوٹ لیا برہان الملک نے کچھ انتظار بقیہ فوج شاہی کا نہین کیا اور انپر حملہ کر کے جلیسر

کے قریب اُنکو شکست دی تب خاندوران خان بھی دہلی سے فوج کثیر ہمراہ لیکر روانہ ہوا
محمد خان بھی معہ بارہ ہزار فوج کے اُسکے ساتھہ تھا۔

شروع ذالحجہ ۱۱۴۹ ہجری مطابق مارچ و اپریل ۱۷۳۷ء کو خاندوران خان اور محمد خان کی متھرا
کے قریب برہان الملک سے ملاقات ہوئی ہنگام مراجعت انکے نجانب دہلی کے موضع متروں
کے جاٹ موضع کودل اور پلول کی درمیان مین اُنپر آگری اور مال و اسباب لوٹ کر لیگئے
بعد اسکے بموجب فرمان بادشاہ کے محمد خان اکبر آباد کی حفاظت کے لئے لوٹا۔

محمد خان کا بنگال اور پٹنہ کی درخواست کرنا اور الہ آباد اُسکو ملنا

قایم خان اس عرصہ مین حاضر دربار تھا اُسی کی سعی اور تحریک سے بادشاہ نے محمد خان
کو پٹنہ اور بنگالہ دینے کا وعدہ کیا لیکن اس نظر سے کہ مہابت جنگ سے جو اُسوقت
صوبہ دار بنگال کا تھا یہہ امر پوشیدہ رکھا جاوے کوئی سند عطاے صوبہ کی تحریر
نہیں ہوئی بلکہ صرف ایک تحریر دستخطی بادشاہ کی بعوض سند کے حاصل کر لی گئی محمد شاہ
کے مزاج مین استقلال نہ تھا اسوجہہ سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُسکو ترددات
پیدا ہونے لگے تب محمد خان نے چاہا کہ قایم خان میرا بیٹا عظیم آباد و پٹنہ کا ناظم مقرر
ہو جاوے اور ولی عہد بہادر کو صوبہ بنگال عطا ہو کر مین نایب اُنکا مقرر کیا جاؤن ہر چند
کہ محمد خان نے تمام جائداد منضبطہ علی وردی خان کے حضور مین بھیجا اور دس یا پندرہ
کرور اُس محاصل کا جو سرفراز خان نے بھیجا تھا دینے کا وعدہ اور نیز ہر قسم کی ذمہ داری کی بات
جو مطلوب ہو عہدنامہ تحریر کر دینے کا اقرار کیا لیکن باینہمہ اُس کی یہہ استدعا قبول

۹۷
سرفراز خان بابر
خاندان الہ آباد صوبہ دار
بنگال کا تھا علی وردی خان
بنگال کا تھا سرفراز خان
بابر

نہیں ہوئی تب الہ آباد کی درخواست کی گئی برہان الملک بھی اُسی صوبہ کا خواستگار تھا اور برہان الملک
ہر طرح محمد خان سے باعتبار تمرّد اور وقعت کے زیادہ تھا برہان الملک نے پندرہ لاکھ روپیہ
پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا اُس کی شرطین یہہ تھیں کہ مجھکو صوبہ الہ آباد
تمام دست اندازیون سے بری کرکے بشمول جونپور و غازیپور و کہنہ سرائے و بنارس و حاجہ و
مانکپور و کھورا و کانجر وغیرہ کے دیا جاوے اور کوڑا اور قنوج بھی میرے تابع رہیں اور سرکار
گوالیار خضر خان کو بطور صوبہ کے عطا ہو کر نظامت وہان کی میرے نام زد ہو بغیر داخل ہونے
کوڑا کے پسران چہتر سال اور بھگونت کی مین راہ بند نہین کرسکتا ہون اور اگر میری حکومت وہان
نہ رہیگی تو میری دست اندازی سے ہمیشہ مفاسد برپا ہوتے رہینگے قنوج جو بھدوریہ راجہ ایک
اجنبی شخص کے قبضہ مین ہی میرا وطن ہی اور جب تک وہ میرے قبضہ مین نہ ہو مجھکو الہ آباد
کے قیام کی حالت مین اطمینان نہیں رہیگا آخر کو فرمان تقرر بتوسط قمر الدین خان چین اعتماد الدولہ
وزیر کے بھیجا گیا اور محمد خان کو حکم ہوا کہ وہ فی الفور معہ پانچ سو سوار کے دربار مین حاضر ہو شروع
رجب ۱۱۴۸ھ ہجری مطابق نومبر و دسمبر ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد محمد خان کو عطا ہوا چند ماہ کے
بعد یعنے ۴ محرم ۱۱۴۹ھ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۶ء کو سربلند خان پھر بحال کیا گیا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ بعد اُسکے محمد خان سے پھر وعدے بحالی کے ہوئے تھے لیکن اُسکے استحقاقون پر امیر خان
عمدۃ الملک کو ترجیح دیگئی اور ۱۱۴۹ھ مین صوبہ الہ آباد پر نامبردہ نامور ہوا امیر خان کے قتل پر
۱۱۴۹ھ ہجری مطابق جنوری ۱۷۳۶ء لغایۃ جنوری ۱۷۳۷ء مین صوبہ الہ آباد عبد المنصور خان
صفدر جنگ کو پہنچا سربلند خان کو حکومت تفویض کرنے پر نواب محمد خان نے راجہ جیونت سنگھ بھدوریہ

دانے کے بارہ مین بہت سعی اور سفارش کی جسکو کہ دربار مین منصب سہ ہزاری کا معہ دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ اور نشان نقارہ کے عطا ہوا تھا راجہ جسونت سنگھ کو خدمت راہداری کی بنارس سے
الہ آباد تک مفوض ہوئی اور اُسنے راہون کے ماہون رکھنے کی خدمت کو بہت اچھی طرح انجام دیا مگر
مودھا کے راجہ جی سنگھ نے دست اندازی کرکر پرگنہ بھدوی سے بہت سا روپیہ تحصیل کر لیا
محمد خان نے چاہا کہ جسونت سنگھ آیندہ ظلم سے محفوظ کیا جاوے - محمد خان کو راجہ جسونت سنگھ
کی طرفداری اسوجہہ سے منظور تھی کہ راجہ کی ایک لڑکی اُسکے عقد مین تھی اور راجہ جسونت سنگھ
ایک مرتبہ محمد خان کی طرف ہوکر لڑا بھی تھا یعنے ۱۰۴۸ ہجری مین جب محمد خان دوبارہ الہ آباد
کے صوبہ پر مقرر ہوا سربلند خان نے اپنے نایب شاہ نواز خان کو جو اُسکا لڑکا بھی تھا خفیہ طور پر
شاہجہان آباد سے یہہ لکھا کہ صوبہ دار جدید یعنے محمد خان کے آنے مین تعرض کرنا چاہیے
اُدھر جسونت سنگھ محمد خان کی تحریک پر دو ہزار سوار بیس ہزار بندوقچی لیکر بھدوی سے
ارریل کی طرف روانہ ہوا اور راہ مین بعل بکر ماجیت پسر جوگراج گھلوار راجہ بجی پور اور کیٹ
اُسکے ساتھ ہوا ان دونوں کی یہہ رائے ہوئی کہ سید محمد خان حاکم ارریل پر حملہ کرنا چاہیے اس ہنگامہ
کا حال سنکر شاہ نواز خان بمعیت ابکہزار سوار کے جو زیر حکم شیخ الہ یار مصنف کتاب حدیقۃ الاقالیم
کی تھی قلعہ لالجاوہ پرگنہ سنگرور سے روانہ ہوا اور تمام رات چلکر کسو ندی کے گھاٹ دریاے
گنگا کا عبور کیا قبل اسکے کہ وہ پہونچین راجہ جسونت سنگھ سید محمد خان پر حملہ کرکر
اُسکے بہت سے آدمیون کو بھگا چکا تھا باوجودیکہ سید محمد خان بذات خود معہ ایک دستہ
فوج کے جنکی تعداد کوئی تینتالیس ہوگی ایک آم کے درخت کے نیچے جاگزین تھا لیکن تاہم

اوسکا توپ خانہ اور نشان بردار ہاتھی لے لیا گیا اس عرصہ مین شیخ الہ یار پہونچ گیا اور شاہ نواز خان نے بائین طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہہ خیال کرکر کہ فتح حاصل ہوچکی ہے گھوڑونسے اوترکر ایک خشک تالاب کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہونچ گئے سائیس بھاگ گئے صرف لعل بکرماجیت اور جیونت سنگھ اپنے گھوڑون پر سوار ہوپائے بقیہ آدمی پیدل بھاگ کر ادہر ادہر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اُنکے تعاقب مین تھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گر پڑے اور اپنے سوارون کو بھی گرادیا شیخ دین محمد لگر امی کو بسبب اُس کے کہ زرہ بکتر کے بوجھ مین دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اُسکا شاہ زینہ نہ تھا ایک گردہ نے دس راجپوتون کے آگھیرا اور گھوڑے پر سے اُسکو کھینچ لیا اسپر بھی اُس نے دو آدمیون کے سر کاٹ ڈالے اور تیسرے پر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات مین سے ایک آدمی نے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھ کشتی کرے کہ اِس عرصے مین سید محمد ملازم شیخ الہ یار اپنے گھوڑے پر سوار آپہونچا اور اُسکو چھوڑانا چاہا لیکن دین محمد نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تم مت بولو جملہ کرنیوالون مین سے دو شخص بھاگ گئے اور ایک شخص ٹھوکر کھاکر گر پڑا اور دین محمد نے اُسکے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ مرگیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اُس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر جان بخشی چاہی۔

شیخ الہ یار جسکی عمر اُس زمانہ مین پندرہ یا سولہ برس کی تھی اپنے ہاتھی پر سے اُس معرکہ کو دیکھ رہا تھا تین کوس تک برابر تعاقب کیا گیا یہانتک کہ وہ وہ لوگ بجی پور کے پہاڑون تک بھگا دیے گئے صبح کو ستبرہ سو بیس نفر شمار کی گئیں شاہ نواز خان کی جانب تراسی آدمی زخمی ہوئے تھے اور سات آدمی

جان سے مارے گئے تھے ۔

نادرشاہ کا حملہ

جب نادرشاہ نے فروری ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ ہجری مین ہندوستان پر حملہ کرکر کرنال کی قریب بادشاہی فوج کو شکست دی لڑائی سے ایک روز پیشتر محمد شاہ بادشاہ نے نواب محمد خان کو ڈیوڑھی کی خدمت سپرد کی تھی یہہ امر لڑائی کے ساتھہ ذکر کیا گیا ہی کہ محمد شاہ میدان جنگ مین نہین آیا نواب محمد خان کو بادشاہ کے شریک جنگ نہ ہونے کا نہایت ملال ہوا اسی رنج کی حالت مین نواب محمد خان اپنے گھر بنگش گھاٹ متصل جمنا کے چلا گیا بہت عرصہ کے بعد نادرشاہ نے اپنے دوست محمد خان کو یاد کیا بادشاہ نے آدمی بلانے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ مین بیمار ہون قاصد کئی مرتبہ آیا گیا آخر کار نادرشاہ کے دو تیغہ محمد شاہ کی خواص کے بھیجے گئے تب محمد خان نے کوئی صورت نفر کی نہ دیکھکر اپنے رفقا سے کہا کہ یہہ میرا آخر وقت ہی زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانہ پہنکر اور ڈھال تلوار پیش قبض لگا کر دربار شاہی کو روانہ ہو محمد خان کا بیٹا احمد خان بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھا محمد خان نے اپنے بیٹے کو اس غرض سے ساتھہ لیا تھا کہ محمد خان محض ایک سپاہی آدمی تھا اور فارسی یا ترکی یا پشتو کا ایک لفظ نہین سمجھہ سکتا تھا اور احمد خان اوسکا بیٹا تینون زبانین جانتا تھا جب محمد خان پہونچا نادرشاہ اور محمد شاہ کرسیون پر بیٹھے تھے نادرشاہ کے دائین اور بائین دو دو سو ولایتی ننگی تلوارین لئے ہوئے کھڑے تھے عرض بیگی نے محمد خان کے حاضر ہونے کی اطلاع کی اور یہہ بھی عرض کیا کہ محمد خان مسلح ہی اور تلوار باہر دروازہ پر چھوڑنے سے انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین ایک سپاہی ہون

نہ کوئی رئیس اور سپاہی کا زیور ہتھیار ہی نادرشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کو ہتھیار بند حاضر ہونے
کی اجازت ہی جب محمد خان روبرو حاضر ہوا پہلے اپنے بادشاہ کو اداب بجا لایا اور بعد اُسکے نادرشاہ
کی طرف پھر کر اپنا خنجر بطور نذر پیش کیا نادرشاہ نے اُسپر ہاتھ رکھکر واپس کیا تب محمد خان
محمد شاہ کے داہنی طرف جا کر کھڑا ہوا نادرشاہ نے کہا کہ بھائی میرا محمد بیگ تمہارے تین ملازم
بڑے وفادار ہین باقی سب عدہ اردہ تین یہہ ہین ناصر خان خانہ دوران خان اور محمد خان ان لوگون
کی جانب سے کوئی خط میرے پاس نہین پہونچا باقی سبھون نے تمہارے ملک پر حملہ کرنے کے بذریعہ
تحریرات کی مجھکو تحریک کی فقط یہہ سنکر محمد خان نے جان بخشی چاہکر دست بستہ عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ
بیوفا کوئی نہ ہوگا کیونکہ اگر مین مضبوط ہوتا تو حضور بے کھٹکے یہانتک نہ پہنچ جاتے اور مجھ کو افسوس ہے
کہ مین فوج کی کمان پر نہین بھیجا گیا نادرشاہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خلعت
اور دن کو جو دگیگی تھی اُس سے بہت زیادہ گران بہا اُسکو عطا ہوا خلعت کو پہنکر محمد خان اداب
بجا لایا لیکن نذر پیش نہین کی یہہ امر نادرشاہ کے وزیر کو ناگوار گذرا اُسنے اُسکا سبب دریافت
کیا محمد خان نے جواب دیا کہ سونا چاندی پیش کرنا سپاہی کا کام نہین یہہ کام امیرون اور زمیندارون
کا ہی مین صرف ایک سپاہی ہون اور میرا سر میری جانب سے نذر ہی - تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
ایک مرتبہ پھر دربار مین حاضر ہوا دونون بادشاہ اُسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور ولایتی ننگی تلوارین
لئے ہوئے دائین بائین کھڑے تھے نادرشاہ کی فارسی فوج اور چند آدمی محمد شاہ کے میدان مین
بُلائے گئے ایک شیخ زادہ شیخوپٹی کا رہنیوالا محمد خان کے ہمراہ تھا یہہ شخص نہایت تیز و چالاک تھا
لیکن بہت ہی دُبلا پتلا اور پستہ قد تھا تیر اندازی کے فن مین بہت ماہر تھا اور ہر قسم کے تیر اُسکے پاس

موجود تھے نادرشاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد اور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُس کے ساتھ کون کشتی لڑے گا محمد خان نے اُسکے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ مین لڑون تو محمد خان نے اُسپر ہنس کر کہا کہ مین نہین چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک نہ سُنا محمد خان کو اِس امر سے بہت تردد ہوا اور پسینہ اُسکے بدن سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری مین دعا کی اپنے جوڑ کو دیکھکر فارسی جوان نے کہا کہ مین اُسکو اپنے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر پھینک دونگا۔ دونون پہلوانون نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کئی دفعہ قصد کیا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کو اُسکا بھالا شیخ کے جوشن مین گھس گیا اور فارسی نے اُسکو گھوڑی کی پیٹھ پر سے اپنے نیزہ کی نوک پر مثل ایک نٹ کے اُٹھا لیا اور کسقدر خون اُس کے بدن سے نکل آیا نادرشاہ ہنسنے لگا اور دوسری جانب والون کے چہرون پر آثار خجالت کے نمایان ہوئے تب اُسنے زخمی ہونے کی حالت مین سوار کے سر پر ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اُسکی زرہ سے گذرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیٹھ سے گذر کر زمین پر گرا فارسی جوان ایک منٹ تک اُسیطرح نیزہ کو ہاتھ مین لئے ہوئے گھوڑے پر کھڑا رہا شیخ نے اُسی حال مین کہ نیزہ اُسکے بدن مین چبھا ہوا تھا باوار بلند کہا کہ آؤ اور اِس شخص کو ہٹاؤ کیونکہ یہہ مردہ ہے نادرشاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُسکو ایک خلعت عطا فرمایا۔ ساتوین صفر ۱۱۵۲ھ ہجری مطابق ۵ مئی ۱۷۳۹ء کو نادرشاہ تمام مال و اسباب غنیمت لیکر دہلی سے روانہ ہوا محمد خان کے خطوط مین نادرشاہ کے حال کا حال بہت کم بلکہ نہین ہے غالبًا اِسوجہہ سے کہ وہ اُس زمانہ مین دارالحکومتون مین حاضر رہا اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُسکو بہت کم ملا صرف ایک تحریر مین جو باجی راؤ کے نام تھی وہ لکھتا ہے کہ جب نادرشاہ نے قندھار پر حملہ کیا تو کابل کے افغانون نے یہہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

سپہ سالار مطلوب ہو اگر محمد خان مقرر کیا جاوے تو ہم نادرشاہ کا مقابلہ کرین جب محمد خان نے بادشاہ سے اس بارہ مین گفتگو کی تو اول تو درخواست منظور کی گئی لیکن پھر نامنظور ہوئی - جب باجی راؤ نے نادرشاہ کے چلے جانے کے بعد تمام اراکین کو واسطے برہمی تدابیر خاندان تیموریہ کے متفق الراے کرنا چاہا تو محمد خان بھی منجملہ اُن اراکین کے تھا جنکے نام تحریرین بھیجی گئیں نواب محمد خان نے بہت معقول جواب دیا اگرچہ خود اُسکو اعتراف تھا کہ دنیاوی امور مین اُسکو بہت کم حظ حاصل ہے - دنیا نقشے است بر آب و زیادہ از سراب نیست جسکے ترجمہ مین ایک شعر شاعر کا جسکا نام یہہ ہے سر فرانسس بیکن لارڈ ویراولم - صادق ہے - یہہ زمانہ عالم خواب ہے پئے تشنہ مثل سراب ہے جو مکین ہے نقش بر آب ہے جو مکان ہے مثل حباب ہے سنہ ۱۷۴۰ء مین باجی راو کے مرنے پر اِن سب تدابیر کا خاتمہ ہو گیا

اکبر خان کی وفات

قریب اسی وقت کے (سنہ ۱۱۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۹ء) نظام الملک اور غازی الدین خان اوسکا بڑا بیٹا مدار المہام مقرر ہوا اور محمد خان کو صوبہ الہ آباد پر بحال کر دینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف اپنے وعدہ کے صوبہ الہ آباد امیر خان عمدۃ الملک کو دیدیا اسوجہہ سے محمد خان کو نظام الملک اور اُسکے بیٹے سے رنج پیدا ہو گیا محمد خان بلا حصول اجازت دربار چھوڑ کر اپنی ریاست کو چلا آیا شیر زمان خان اور ابو صمد خان فوج کثیر کے ساتھہ اس حکم سے بھیجے گئے کہ محمد خان کو اُسکی ریاست سے نکالدین نواب محمد خان چونکہ خود بیمار تھا اِس سبب سے اُسنے اکبر خان و احمد خان اپنے بیٹون کو مقابلہ کے لئے بھیجا اکبر خان کے ساتھہ دس ہزار سوار تھے اور احمد خان کے ساتھہ پانسو سوار اور ایک سو زنبورک تھیں علاوہ اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندرہ راہو ضلع علیگڈھ

مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا محمد خان نے اپنے سردارون کو ہدایت کی تھی کہ کسی حال مین اکبر خان کو گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ مین نہ جانے دینا کیونکہ محمد خان کو یہہ خیال تھا کہ اکبر خان ایک نوجوان اور تیز مزاج آدمی ہے ایسا نہ ہو کہ طیش مین آکر غنیم کی فوج مین گھس جاوے اور مارا جاوے اس سبب سے پٹھانون نے اصرار کر کر اکبر خان کو میدان جنگ میں ہاتھی پر سوار کیا احمد خان کا ہاتھی ایکطرف برابر سے آرہا تھا کہ اکبر خان نے چلا کر کہا کہ ہاتھی کو پیچھے رکھو تم اپنا ہاتھی میرے برابر کیون لاتے ہو اکبر خان کے مزاج مین نہایت تیزی تھی حالانکہ وہ منجھلا تھا لیکن اسپر بھی اپنے بڑے بھائی قایم خان کو کبھی خیال مین نہین لایا کرتا تھا اور اسکے ذہن مین یہہ بات تھی کہ محمد خان کے مرنے پر مین اُس کا جانشین ہونگا احمد خان کو بھائی کے ان سخت الفاظ کا نہایت ملال ہوا اور اپنا ہاتھی علیحدہ ہٹا کر دوسری طرف لیگیا لڑائی شروع ہوئی اور دونون سردار جو دہلے سے آئے تھے مقتول ہوے اور پٹھانون کو فتح حاصل ہوئی تب احمد خان نے اُسی رنج کی حالت مین توپون کے مُنہہ اکبر خان کی طرف پھیرا کر فیر کا حکم دیا ایک زنبورک ناگولہ اکبر خان کے دماغ مین ہو کر گذرا اور اکبر خان اسی جگہ مرگیا لوگ اسکی نعش کو گھر لائے محمد خان کو اکبر خان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور تین روز تک وہ تکیہ پر سر رکھکر روتا رہا اور کچھہ نہین کھایا۔

محمد خان کا علی احمد خان کی طرف سے بادشاہ کی حضور مین سفارش وسعی کرنا

۱۱۵۳ ہجری مطابق ۱۸ مارچ ۱۷۴۰ء نعایت ۷ مارچ ۱۷۴۱ء کو راجہ ہرنند ناظم مقرر ہو کر ملک کیڑہ مین بھیجا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ علیمحمد خان روہیلہ کو نکالدے اس مصیبت کے وقت مین علی محمد خان روہیلہ نے

نواب محمد خان سے استعانت چاہی اور اس امر کی درخواست کی کہ نواب محمد خان علی محمد خان اور راجہ ہرنند کے درمیان میں پڑکر تصفیہ کرادے کیونکہ اگرچہ ہرنند نے حریف تک کی فاغخطی اسکو دیدی تھی لیکن تاہم اندار دشمنی کے نمایان تھے نواب محمد خان نے قمر الدین خان وزیر کو علی محمد روہیلہ کی سفارش میں خط لکھا اور یہہ درخواست کی کہ آپ اپنے بیٹے معین الدینخان کو اب راجہ ہرنند کی مدد کے لئے نہ بھیجین اور یہہ بھی لکھا کہ علیمحمد خان بادشاہ کا مطیع فرمان ہی اور ہر سال دربار مین حاضر ہوتا ہی اور ۱۷۵۹ء مین جب عظیم اللہ خان ظہیر الدولہ آپ کے بھائی نے سادات بارہہ پر چڑھائی کی تھی اُسوقت مین یہہ بھی معہ اپنی فوج کے شریک ہوا تھا اور خدمت نمایان اُس سے ظاہر ہوئی تھی جس شخص کی جانب سے ایسی خدمات ظہور مین آئین وہ تھوڑے سے قصور پر نباہ کیا جانا چاہیے خاصکر ایسے وقت مین کہ باغی لوگ بلغے مرہٹے نہایت زور پر ہین اگر بالفرض اُس سے کوئی قصور بھی سرزد ہوا ہی تو معاف کیا جانا چاہیے محمد خان نے ایک خط اپنے بیٹے قایم خان کو بھی بھیجا اور اسکو لکھا کہ زبانی بھی وزیر سے اس بارہ مین اصرار کرنا لیکن ۴ محرم ۱۱۵۴ ہجری مطابق ۱۱ مارچ ۱۷۴۱ء کو قایم خان کے خطوط اس مضمون کے پہنچے کہ وزیر کو اصرار ہے کہ مین اپنے بیٹے میر معین الدینخان کو بادشاہ کی حضور مین اس التجا سے پیش کرونگا کہ وہ راجہ ہرنند کی کمک کے لئے مقرر ہوکر بھیجا جاوے ۔

قبل اسکے کہ قایم خان کے خطوط جواب مین پہونچین محمد خان حمت خان اور شاہ اختیار کو راجہ ہرنند کے پاس سفارش کرنے کی غرض سے بھیج چکا تھا حمت خان نے اثنائے راہ سے شاہ اختیار کو یہہ پیام لیکر واپس بھیجا کہ دو شخص قابل اطمینان اور مطلوب مین چنانچہ مقیم خان اور عبد اللہ خان اوسکے ہمراہ بھیجے گئے اور یہہ لوگ وزیر کا خط بھی اصل لیتے گئے وہ بدایون پہونچے اس عرصہ مین حمت خان راجہ کے

پاس پہنچ گیا تھا اور چھ روز سے اُس کی لشکر مین مقیم تھا تب وہ رخصت ہوا اور راجہ تین یا چار
دن بیٹھے بیٹھے کوس کی منزلین کرکر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو آنولہ سے آٹھ کوس پر
پڑی ہوئی تھی اِس درمیان مین محمد خان نے علی محمد خان کو یہہ لکھا کہ اسوقت مین روپے کا خیال
نہ کرنا چاہیے بلکہ معاملات کو طے کر دینا چاہیے مین نے تمہاری فوج کو کبھی نہیں دیکھا ہے یقیناً وہ
اچھی ہوگی لیکن وہ دستون کی امداد سے بہت سے بوجہہ جس انجام پا سکتے ہین تمکو چاہیے کہ
اپنے مقامات کا استحکام کرو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہیے اپنے سب آدمیون
کو سب جگہ سے بلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہیے کوئی غنیم یا مخالف زمین کو کہین اُٹھا نہین لیجا
سکتا اور جب دشمن پس پا ہو جاوے تو تھانہ جات پھر بدستور قایم ہو سکتے ہین اگر فوج جا بجا منتشر
رہیگی تو ایک دوسرے کی مدد نہین کر سکتا اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہوگئی تو باقی سب بیدل
ہو جاینگے مین نے اِن سب امور کا تجربہ کر لیا ہے جہانتک ممکن ہو نرمی کے ساتھہ گفتگو کرنا چاہیے
اور اِس آفت سے نجات پانے کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہیے اگر کسی طرح معاملہ طے نہ ہوا اور اکیسال
کی آمدنی خرچ کرنے پر بھی کام نہ نکلے تو مضبوطی کے ساتھہ میں تعرض کرنا چاہیے یہہ معاملہ راجہ
ہرنند کی شکست پاکر مقتول ہو جانے کی وجہہ سے ختم ہوگیا محمد خان نے وزیر سے تا امکان
اپنے علی محمد خان کی سفارش کی اور یہہ کہا کہ علی محمد خان کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اور یہہ مصیبت
جو پیش آئی اُس مین اُسکا کوئی قصور نہ تھا اور وہ اب بھی اطاعت کے لئے موجود ہے نواب محمد خان
کی خط کتابت اس خط پر ختم ہوئی جس مین پانچوین رمضان ۱۱۵۴ ہجری مطابق ۳ نومبر ۱۷۴۱ء کو روہیلون
کا الموڑہ قسمت کمایون مین پہنچنا درج ہے پہاڑی لوگ سرجو کے پلے پار بھاگ گئے تھے اور زمیندار

سری نگر اور سرمور رہت نے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا برف کے گرنے کی وجہ سے درہ سیلہ رودرپور کو چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آنیوالے تھے محمد خان اپنی تحریرات مین اُس رائے کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے اس بارہ مین دی تھی کہ چونکہ آب ہوا نہایت خراب ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اُسکا تصفیہ کرلینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ اراکین دولت معاملہ کا طرہ خاطر شامل فتح کے سمجھے اور اُسنے علی محمد خان کو یہہ رائے دی کہ وہ دربار مین اس امر کی اطلاع دی کہ مین آپکے خوش کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ کر آنولہ لوٹ آیا۔

نرائنداس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نرائنداس راجہ جیسنگھ سوائی کا ایک افسر بھدا ور مین انتظام قایم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا نرائنداس کے قیام کی حالت مین اُسکی فوج نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے باغی ہوکر نجیب علیخان کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علیخان قمرالدین خان وزیر کی ماتحتی مین ایک افسر تھا جو اُسوقت کہ پہل مین تحصیل کرتا تھا نواب محمد خان نے جو اُسوقت مین شکوہ آباد کا فوجدار تھا افسر سنگلاخ شایستہ خان کو نرائنداس کے پاس اس فہمایش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال واسباب جو لوٹا گیا ہے واپس کرے بردل خان معہ کچھ آدمیون کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی جو بیردن جات پر تھا متعاقب چلنے کی ہدایت ہوئی منگل خان بھی اسی غرض سے بھیجا گیا۔ جب منگل خان سراے عبت پل پہونچ گیا اور جعفر خان اماوہ کے قریب آگیا تو نرائنداس جمنا کے پار اپنے گھاٹون سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اُسکا تعاقب کیا اور ایک ہاتھی اور بہت سے نقارہ اور چند پرکلہ اور نو مین معہ گاڑی اور بیل کے اُس سے

* پہلہ دو نظام ضلع بلند شہر مین ۲۸ میل دور ہین

لے لینا چاہین نہایت دشواری سے ایک فارغخطی نجیب علیخان سے حاصل کرکے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصّہ

بطور مثال اُن لوگون کی عادات کے مین یہان پر ایک قصّہ فرخ آباد کے عجیب انبہ کے درخت کا لکھتا ہون ایکدن محمد خان سکار مین محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواصی مین بیٹھا تھا بادشاہ نے ایک انبہ تناول فرمایا جو وزن مین آدھ سیر کا اور نہایت خوشرنگ اور خوش مزہ اور پتلے رس کا تھا بادشاہ نے گٹھلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اسکو نہایت احتیاط سے اپنے رومال مین لپیٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اسوقت فرخ آباد مین تھا بھیجدیا قایم خان نے اُسکو نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اسکے استقبال کے لئے سلورون تک گیا جسمین ہوکر قبل کا سنگنج کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گٹھلی حیات باغ مین رکھی گئی جہان کہ اب محمد خان کا مقبرہ ہے جب وہ درخت پرورش پاکر بار ور ہوا تو باوجودیکہ اُسکا انبہ اصل انبہ کے درخت کے پھل کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد مین اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت مین پھل آتا تھا تو ایک کمپنی نجیبون کی اُسکے گرد بغرض حفاظت بٹھلائی جایا کرتی تھی اور جب پھل آنے کا زمانہ ہوتا تھا تو تیس سیر دودھ ہر روز اُس کی جڑ مین ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سرہانے جو سابق مین صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا نواب مظفر جنگ نے (۱۱۷۰ھ نہایت ۱۱۹۶ھ) اوسکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے باغ والون کو ایک درخت مل پایا جو علی باغ مین رکھا گیا اور گولہ انبہ کے نام سے شہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے (۱۱۸۳ھ نہایت ۱۱۸۶ھ) حیات باغ کے درخت کے چند انبہ حکیم مہدی علیخان جگلہ دار محمدی ملک

اودھ کو جو برسون تک فتحگڈھ مین مقیم رہا تھا بھیجا مہدیعلیخان نے کہا کہ مجھے اس مزہ کے انبہ کھانے کا اتفاق نہین ہوا اور اونسے چند قلمین اُس درخت کی مانگین نواب شوکت جنگ نے قلمین دیے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اُس درخت مین سے قلمین لیگئین اُسی دنسے وہ اصل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہوکر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اُسکا چال حلن

محمد خان کی وفات کا زمانہ آپہنچا تھا اسّی سال سے اُسکی عمر تجاوز تھی کہ اُسکے گلے مین ایک پھوڑا نکلا بادشاہ نے یہہ خبر سُنکر ایک خط عیادت مین بھیجا اور اپنے خاص طبیبون مین حکیم علوی خان کو روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی نفع نہ بخشا اور دوسری ذیقعدہ ۱۱۵۹ھ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۷۴۶ء کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہہ تاریخ کہی (ستون باب ملک ہند اُفتاد) مرنے سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب نے اپنی طاقت خداداد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیر و کمان بستر سے اُٹھایا اور چھت پر اس زور سے نشانہ لگایا کہ تیر چھت کی کڑی مین گھس گیا حیات باغ واقع موضع میکپور حوردر گنہ پہاڑا مین جو مئو دروازہ کوئی آدہ میل پر بجانب غرب واقع ہی نواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک بلند چبوترہ پر واقع ہی اور ایک بہت بلند قبّہ سے مسقف ہی جو ہر چہار جانب سے چند میل کے فاصلہ سے نظر آتا ہی یہہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات مین بنوایا تھا اور اُس کے گرد اُسنے ایک باغ لگوایا تھا جسمین ہر قسم کے میوہ دار درخت جو ہلی مین ملسکتے تھے موجود تھے اس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوئے بنوائے گئے تھے اور بارہ گانون کا محاصل اُس مین صرف

ہوتا تھا روشنخان چیلہ خاص اوسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرہ کی بنیاد کھودی جاتی تھی
تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا معماروں نے چاہا کہ اُسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کریں
لیکن روشنخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے ملسکتا ہی اور اُسنے ایک کلس سونیکا
بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغکے دروازہ پر ڈالدیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
کے اُسکے اُٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے ۱۷۹۶ء عہد ناصر جنگ میں کسیطرح وہ ٹوٹ گیا دو
ٹکڑے اُسکے ۱۸۳۹ء تک مُورد دروازہ پڑے رہے تھے اور ہندو اُسکی پوجا کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ
یہہ بھیم سین کے بھالے کا سر ہی نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سپاہیانہ
طرقیوں کو نہیں چھوڑا اُسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ لوٹی کام نہیں کرتا تھا غرور اُسکے
پاس ہوکر نہیں نکلا اور خود آرائی اُس میں نہیں تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اُس کے
دیوانخانے اور مکان میں صرف چٹائی کے صفون کا فرش تھا اور اُس پر پٹھان اور چیلے اور
اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہیں ہوتا تھا پٹھان
جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک اور اُنہیں صفون پر بیٹھ جاتے
تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
شخص کو برابر حصہ دو آدھ سیر کے وزنی اور ایک پیالہ گوشت اور ایک رکابی پلاؤ یا جو کچھ ہوتا تھا برابر
ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھان اکثر کالے بھینس کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
نواب کو بھی مرغوب تھا اُسکو چپاتی پسند نہیں تھی کہتے ہیں کہ اُسکے باورچی خانہ کا خرچ پانسو
روپیہ روز کا تھا جب کوئی میرہلی سے نواب کے پاس آتا تھا تو کوئی نئی بات نہیں کیجاتی تھی وہی چٹائی

اُسکے بیٹھنے کے لیے اور وہی کھانا اُسکے کھانے کے لیئے ہوتا تھا اور آنیوالے لوگون کو
اِس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اِسقدر دولت اور مقدرت والا آدمی اور اِسقدر اُسکی سادہ عادتین جب
کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو نواب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ زرق برق ہوکر اُسکی خدمت
مین حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک معہ اپنے ساتھیون کے پورب
سے آتے ہوئے فرخ آباد مین ہوکر گذرا اُسکے ساتھی ایسے زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون
مین کاجل لگاتے تھے دانتون مین مسی ملتے تھے ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتے تھے
انگوٹھی چھلّے اور چاندی کے تعویز اور کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی
بھی یہی وضع تھی اُس کا خیمہ لکھولا باغیمین نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل
اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ دہلی سے
اُس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لیئے
جاوے قایم خان نے کہا مین آج بابا خان (اپنے باپ) کو اطلاع کردون تو کل
آپ کو لیچلونگا چنانچہ قایم خان امیٹھی سے گیا اور اپنے باپ سے جاکر کہا دوسرے
روز دیوانخانہ ایک سپید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤتکیہ رکھا گیا اور
محمد خان نے ایک سادہ نچی ٹوپی جیسی کہ اُس زمانہ مین مٹو بنی جاتی تھی سر پر رکھی
اُسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑی کا اور ایک پھول کا اگالدان رکھا گیا امیر خان
پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھایا گیا ذرا سی دیر کے بعد نواب محمد خان نے
پاندان مین سے ایک بنا ہوا پان نکالکر اور ایک لکڑی کے عطردان مین سے ایک شیشی عطر کی

نکالکر عطر پان محمد خان کو دیکر رخصت کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اُسنے
راہ مین قایم خان سے کہا کہ اگرچہ تمہارا باپ باون ہزاری ہی لیکن ایک دہقانی سا معلوم
ہوتا ہی تم کیون نہین اپنے باپ کو سمجھانے قایم خان نے اسبات کو مذاق مین ٹالدیا امیر خان کے
چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان بخشی کو جسکے نام سے محلہ مزریا جعفر خان
ابتک مشہور ہی حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی مین برائی کے ساتھ نہ لیا جاوے جعفر
نے کئی ہزار چاندی کے برتن نکالے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کمخواب کٹوا کر اپنے تمام باغ
مین سرخ بانات کا فرش کروادیا شہر کے تمام گانیوالے طایفہ بلوائے گئے اور نہایت نفیس
کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہلا بھیجا کہ جعفر خان کے یہان آج آپکی
دعوت ہی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھ کئی آدمیون نے چاہا کہ چاندی کے
ظروف خالی کرکر صاحب خانہ کے ملازمون کے بحفاظت سپرد کرین لیکن جعفر خان نے انکار کیا
اور کہا کہ یہہ خدمتگذارون کا حق ہی اور سنہری کمخواب سب رنڈیون کو دیدی گئی یہہ حال
دیکھکر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا دوسری ملاقات مین نواب محمد خان نے
ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھ سے آپ کی کچھہ خاطر تواضع نہین ہوسکتی کیونکہ
مین ایک سپاہی آدمی ہون نواب محمد خان بہت حسن پرست تھا اُسکے بائیس لڑکے اور بائیس
لڑکیان تھین جو جوان ہوئی اور اُنکی شادیان ہوین اگر محلون کی تعداد پر خیال کیا جاوے تو کہا
جاسکتا ہی کہ وہ سلیمان ثانی تھا لوگ کہتے ہین کہ اُسکے محلات مین سترہ سو عورتین تھین اسکے علاوہ
نو کھاڑے سو سو عورتون کے علیحدہ تھے جسمین کاچھی چار کوئی راجپوت بنئے برہمن سیتل پٹھان

بہرزات کی عورتین تھین ان مین سے بہتون نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی مین ایک ہی مرتبہ دیکھا تھا لیکن تمام عمر اُنکو ماہوار تنخواہ جو ابتدا مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل مین سے کوئی نوسو تو نواب کی زندگی مین مرچکی تھین جنکی قبرین بلند باغ مین تھین جہان کوئی مرد نہین دفن کیا جاتا تھا قایم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد محمد خان کی بیوہ بی بی صاحبہ نے نہایت ہوشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوا دیئے اور اُن داشتہ عورتون سے یہہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی مہلت تم کو دیجاتی ہے اس عرصہ مین اگر تم نکلجانا چاہو تو نکلجا سکتی ہو تم مین سے جو رہنا چاہیگی اُسکو جو کی روٹی اور گزی کا کپڑا ملیگا کیونکہ نہ محمد خان نہ قایم خان زندہ ہے جو تمہاری پرورش کرے قریب چار سو عورتون کے اپنا مال و متاع لیکر چلی گئین صرف چار سو عورتین بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی رہین -

چیلون کا بیان

مسلمانون مین غلامون کا رکھنا اور پالنا ہندی طریقہ ہے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنہون نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے غلامون کو برابر والون پر دوا سطے نیابت صوبہ کے ترجیح دیجاتی تھی غلام فوجون کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے یہان ایک بادی گارڈ بھی غلامون کا تھا منجملہ اسباب ترجیح کے ایک یہہ سبب تھا کہ اُنکی برادری کے یعنے سور کے بچھانون نے ایک مرتبہ اُسکو بہت تنگ کیا تھا یعنے اُن مین سے بہتون کے پاس ستاجی کے پٹہ پرگنون کی تھی اور جب کبھی محاصل کی بابت انسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مستعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہین دیتے تھے اگر کوئی اُن مین کا لعلت باقیداری کے

قید کیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہو جاتے تھے اور اُنکو چھوڑا لیتے تھے اسی
سبب سے نواب محمد خان نے مقدرت حاصل ہونے کی چند سالون کے بعد بہت سا روپیہ افغانستان
کو بھیجا اور بنگش قوم کو جو اُس ملک مین آباد تھی اِس امر پر تحریص کی کہ وہ اُس ملک کو چھوڑ کر شہر
فرخ آباد مین آباد ہون منجملہ اُنکے اُسنے اٹھارہ شخصون کو منتخب کر کر جمعدار کیا ہر امر مین اُنکی رعایت
ملحوظ رہتی تھی اور نواب اُنکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیون کے ساتھہ اُنکی شادی کی تھی
اور شہر مین گنگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے اُنکو زمین دی تھی کہ وہ قطعہ آجتک بنگش پورہ
کے نام سے مشہور ہے ایک اور یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ راجپوتون اور برہمنونکی لڑکی پکڑ پکڑ کر
مسلمان کی جاتی تھی بعضے تو برضامندی لی جاتی تھی اور بعض بادائے قیمت اور کچھہ باقیدار اُنکے
لڑکے ہوتے تھے جو گرفتار کر کر مسلمان کئے جاتے تھے اسطور پر ہزارون لڑکے جمع کئے گئے اور اُنکو دین اسلام
کے احکام تعلیم ہوئے اُنہین شخصون مین سے فوجکی سپہ سالاری اور پرگنونکی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے
محمد خان کو اپنے چیلونکی تعداد بڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملون اور صوبہ دارونکو حکم تھا کہ جسقدر ہندون کے
لڑکے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے ملسکین لیکر بھیجدیئے جاوین جب وہ ہوشیار ہو جاتے
تھے تب پولس یا فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے باخانگی کا مونہہ نہ مارہوتے تھے جب کوئی عامل کسی مفسد
گانون سے لڑنا یا اُسکا محاصرہ کرتا تھا تو جسقدر لڑکے اُس کو ملسکتے تھے پکڑ کر نواب کے حضور مین
بھیجدیتا تھا بعضے اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسطور پر ہر سال سو دو سو لڑکے مسلمان
ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے اُن مین سے بہت سے نواب
کی زندگی مین ہی لڑائیون مین مارے گئے اور بہت سے لاولد فوت ہوے کچھہ کی شادی

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے اُنکی اولاد ابتک موجود ہے اور غظنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
یعنے اولاد غظنفر کیونکہ محمد خان کا لقب غظنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہہ لوگ چیلے
نہیں کہلاتے تھے بلکہ طفل سرکار کہے جاتے تھے اعتبار کے کام اُنکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
تمام خانگی انتظام اُنکے سپرد تھا اور تمام سامان اُنکے تفویض رہتا تھا اُنہیں سے بہت چیلے کے لئے
بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا حاصل کیا تھا جو چیلہ جس ذات کا ہوتا تھا اُسی ذات کی
لڑکی کے ساتھ اُسکی شادی کیجاتی تھی مثلاً راجپوت چیلہ کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن یہہ طریقہ
نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک (۱۸۵۲ء الغایت ۱۸۵۷ء) جاری رہا اُسکی بعد سب
آپسمیں ایسے مخلوط ہوگئے کہ اب اُن میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہوسکتا اُن چیلوں میں سے بعضے
بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدقسمتی سے گرفتار ہوکر مسلمان کرلئے گئے تھے
چنانچہ شمشیر خان مسجد والے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بنافر راجپوت تھا
شیر دل خان ٹوہر تھا پر دل خان کورداؤد خان برمن وقس علیٰ ہذا نواب محمد خان ہمیشہ اپنے چیلوں سے
کہا کرتا تھا کہ جسقدر روپیہ پیسہ مال و اسباب اور جواہرات جمع ہوسکے جمع کرو تاکہ تنگی کی وقت
میرے اور تمہارے کام آوے لیکن جو شخص کسی گانوں میں پختہ عمارت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
سے علیحدہ کردیا جاتا تھا بجز خام اینٹوں و گارے کے مکانوں کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
نہ تھا ہر چیلہ کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنالیوے صرف یاقوت خان بہادر
اِس ممانعت سے مستثنیٰ تھا جسکا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں جو چیلے کم عمر تھے اُن کی تعلیم کے لئے ایک
معلم کالے میان شاہ نام مقرر تھا جب کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے روبرو پیش

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سو روپیہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی
ان جیلیون مین سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب نے منتخب کر کر ایک
رجمنٹ طیار کئے تھے اُنکے پاس لاہور کی بندوقین اور سلطانی بانات کی وردی اور باروت کی کوتیں
رہتی تھین اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہہ رجمنٹ جمنا کے
کنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ قلعہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے
قریب ادب سے کھڑا تھا محمد شاہ نے اُن لوگون کو کسی جانور کے اوپر جو دریا مین حرکت کرتا ہوا نظر آتا تھا
بندوق چلانے کا حکم دیا اور اُن کی مہارت دیکھکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اُن سب کو خود لے لینا چاہا
محمد خان نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہین اور دھقانی بات چیت اور
تلوار لگانے کے سوا اور کچھہ کام نہین کر سکتے بادشاہ نے اِس عذر کو منظور فرماکر ایکہزار روپیہ بطور
انعام کے اُنکو تقسیم کرنے کے لئے بھیجدیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص حیلوں کا بیان معہ اُنکے
متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہیں ٭

یاقوت خان کا بیان

جس لڑائی مین عبداللہ خان گرفتار ہوا اُوس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست
عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سرا بطور نذر کے دیا محمد خان نے اُسکا نام یاقوت
خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے اُسکے واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا مشہور ہے
کہ یاقوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اُسکے مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ؎ یاقوت سرخرو بطفیل محمد
یاقوت خان عمارت کی تعمیر یا قصبات کی آبادی کی مخالفت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوسکا اڑا

نہین ہے لہذا یہہ مستثنیٰ ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے ۔

[1] کاسگنج جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہین یہہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایٹہ کا ہے جسکی مردم شماری سنہ ۱۸۷۲ء مین پندرہ ہزار سات سو چوسٹھ تھی ایٹہ سے بجانب شمال بفاصلہ اوٹھیس میل کے واقعہ ہے ۔

[2] علیگنج جو پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین ایٹہ سے چوبیس میل بجانب مشرق اور فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مطابق ۱۰ جولائی سنہ ۱۷۳۰ لغایت ۲۵ جون سنہ ۱۷۳۱ء میں یہان کا قلعہ تعمیر ہوا اس قلعہ کا معمار غالباً وہی محمد آدم محمد خان ہے جس نے فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین ۔

[3] کوڑیا گنج شاید یہہ وہی کوڑیا گنج ہے جو پرگنہ اکبر آباد ضلع علیگڑھ مین علیگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

[4] خدا گنج یہہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین کانپور کی سڑک پر فرخ آباد سے سترہ میل گوشہ جنوب و مشرق مین واقع ہے اسکا قدیمی نام سنولی ہے یاقوت خان نے اس گنج مین علاوہ بازار کے ایک پختہ سرائے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر تھی تاریخ تعمیر ۱۱۵۲ ہجری ثبت ہے مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۷۳۹ لغایت ۱۸ مارچ سنہ ۱۷۴۰ء یہہ دروازہ سنہ ۱۸۵۵ تا سنہ ۱۸۵۶ء مین بغرض بنائے جانے سڑک چنگی فتحگڑھ کے گرا دیا گیا ۔

[5] بنی گنج یہہ ایک چھوٹا سا بازار ہے جو لب سڑک پرگنہ کشنی بنی گنج ضلع مین پوری مین بیور اور چھبرامئو کے درمیان مین واقع ہے ۔

یا موتنگنج یہہ قصبہ پرگنہ ہموجپور ضلع فرخ آباد مین فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق مین واقعہ ہے کالی راے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گاؤن یعنے جکھا جیاوتی مقرب پور مصطفی آباد عرف گوال گانون — اور ایک حصہ نگلہ کھیم کا ویران ہوکر یہہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہان ایک فقیر میان نوری شاہ نام یا بقول بعض کے خواجہ سرا رہتے تھے اور اُنہون نے ایک سراے بنوائی تھی اِس سبب سے اِس قصبہ کو سراے نوری بھی کہا کرتے تھے یاقوت خان کے وقت مین وہ سراے ویران ہوگئی اور اُسنے دوسری سراے پختہ وہان تعمیر کرائی اِس قصبہ مین اب تک ایک بہت پورانی مسجد موجود ہے اور جسپر یہہ تاریخ ثبت ہے — تاریخ مسجد عالی بنا راحت فزا ✦ از لطافت نور بخش فیض زا ✦ سال تاریخش خرد گفت اندرین ✦ فرض او اشد اندران بہر خدا جس سے ۸۶۰ھ ہجری نکلتے ہین مطابق مارچ ۱۴۵۹ء لغایت مارچ ۱۴۶۰ء —

دریاگنج یہہ قصبہ پرگنہ اعظم گڈھ ضلع ایٹہ مین علیگنج اور پٹیالی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال و مشرق مین واقعہ ہے آثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقعہ تھی ابتک موجود ہین سابق زمانہ کے چیلہ کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے اِن گنجون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے مین صرف کیا مکان جسمین وہ فخر الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ بھی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اُس مین ایک بارہ دری بھی بنوائی تھی جس مین نواب مظفر جنگ مدفون ہوئے ۱۷۵۱ء لغایت ۱۷۶۶ء یاقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ نومبر ۱۷۶۸ء کی پرآشوب لڑائی مین مارا گیا جو روہیلون کے مصاحبہ دوری رسول پور مین متصل بدایون کے ہوئی تھی کہتے ہین کہ اُسکا ہاتھی

اُسکی نعش کو لیکر دلیرگنج بھاگ آیا اور وہین وہ دفن ہوا اُسکا مقبرہ ایک احاطہ کے درمیانمین واقع ہے قلعہ
کی سفیل کے نیچے اور اُسکے گرد ایک چھوٹی دیوار کنکر کی ہے یہہ مقبرہ اور اُسکی چہار دیواری بشمول ایک
ویران مقبرہ کے جو اُسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے ملکر نہایت دلچسپ مقام ہوا ہے اِس
بیان مین کہ یاقوت خان اصل مین ایک کٹیا تھا کر انگریا کا تھا میرے نزدیک یاقوت خان اور
بازبہادر خان چیلہ مین اشتباہ ہوکر مغالطہ واقعہ ہوگیا ۔

گز تیٹر کے صفحہ ۱۵۴ مین مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہین تھی یہہ امر غالباً صحیح ہے کیونکہ
وہ خواجہ سرا تھا لیکن صفحہ ۶۹ مین بخت بلند خان کو اُسکا بیٹا لکھا ہے تاریخ فتحگڈھ نامہ مصنفہ کالی رائے
کے صفحہ ۱۰۸ کی پندرھویں سطر مین درج ہے کہ کیسری سنگھ نام کٹیا تھا کر انگریا کا جو مسلمان ہوگیا
بازبہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یاقوت خان خان بہادر
دلیر خان اُسکا حال ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں اُسکے نام سے ایک قصبہ دلیر گنج مشہور ہے جو فرخ آباد
سے نو میل قایم گنج کی سڑک پر گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہے ۔

شمشیر خان یہہ چیلہ سنہ ۱۱۷۵ء لغایت سنہ ۱۱۸۲ء مین پرگنات بلدیون بہسوان و مہرآباد کا عامل مقرر
ہوا ایک زمانہ مین اُسکے پاس پرگنات موسی انگر بلہور اکبرپور شاہ پور قنوج تھے یہہ سب قصبہ
باستثنائے قنوج کے اب کانپور کے ضلع مین ہین ایک مرتبہ عبدالمنصور خان صفدر جنگ فیض آباد سے
دہلی کو جاتے ہوئے نانامئو گھاٹ واقعہ پرگنہ بلہور مین گنگا اُترا شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس
نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود ریاست
مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہ ہون یہہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُسنے ایک

سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامدار سلامت تیغ شمشیر خود را در میان نگن
وگرنہ آب نہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامدار سلامت اپنی تلوار کو میان مین کرو ورنہ اُسکی آب جاتی
رہیگی۔ محمد خان نے اپنے دیوان صاحب رائے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھدینے کا حکم دیا
منشی نے اُسی خط کی پشت پر سطر بسطر جواب لکھا۔ نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در
معرکہ میدان بے خون جنبیدہ بمیان نمی آید۔

نواب نامدار سلامت یہہ تلوار مردون کی میدان جنگ مین بغیر خون پیئے اپنے میان کو نہین
لوٹتی۔ صفدر جنگ نے یہہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے لیکن اُسکے
مشیرون نے اُسکو لڑنے کی راے نہین دی اور یہہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا
اُن لوگون نے یہہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائیگا کہ چیلہ کے ساتھہ لڑے
تھے اور اگر خدانخواستہ نوعدیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہیگا
چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلا گیا شمشیر خان کے اشارہ سے اُسکی
خاص فوج کا اسباب لُٹ گیا کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہہ سے لکھنو کے حکام اور محمد خان کے
خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا۔ شمشیر خان کی مہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ نگہدار امی محمد
آب شمشیر اون معاملات مین جو قایم خان کی وفات پر برپا ہوئے وہ بھی شریک تھا وہ منجملہ اُن
پانچ چیلون کے تھا جو گرفتار ہوکر دہلی بھیجے گئے وہان پر وہ ۱۱۷۶ھ مین مارا گیا جسکا مفصل
حال ہم عنقریب بیان کرینگے اوسکے پانچ بیٹے تھے حسن علی خان رحم علیخان عمر علیخان کاظم علیخان
رسول علیخان شمشیر گنج ایک قصبہ اوسکے نام سے پرگنہ بہرائچ ضلع مین پوری مین آباد ہی۔

۴ مقیم خان - جس زمانہ مین نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو اوس چیلہ کے پاس پرگنہ اجین کا تھا یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جنکو صفدر جنگ نے مقید کرکر دہلی بھیجا تھا اور وہان وہ مقتول ہوئے اوسکی مہر پر یہہ مصرعہ کندہ تھا ؎ نہ فلک از نام محمد مقیم - مقیم خان نواب مجد خان کے ساتھہ بہت ابتدا سے تھا اور بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین اوسکے بیٹے اعظم خان اور جنعلیخان تھے -

۵ جعفر خان یہہ شخص نواب کا بخشی تھا اوسکا مکان محمد زمان شاہ کے تکیہ کے قریب تھا محمد زمان ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لاکر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان مین نواب ہمت بہادر نے بود و باش اختیار کی یہہ چیلہ بھی منجملہ اُن پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے فرخ آباد مین اب تک اِس چیلے کے نام سے ایک محلہ بزریہ جعفر خان مشہور ہے -

۶ اسلام خان یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے پرگنہ بھوجپور مین ایک موضع اسلام گنج ہے اور پرگنہ امرتپور کو بھی اسلام گنج کہتے ہین یہہ مین نہین جانتا کہ اسی چیلہ کے نام سے مشہور ہے یا اور کسی وجہہ سے اُسکا ایک بیٹا عثمان خان تھا -

۷ سردار خان یہہ بھی منجملہ اون چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے -

۸ داؤد خان اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہہ برہمن تھا اور منجملہ اون چیلون کے تھا جو نواب کے ابتدائے عمر سے اُسکے ساتھہ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین ہم پیشتر اِسکا ذکر کرچکے ہین کہ یہہ شخص سنہ ۱۷۱۳ء لغایت سنہ ۱۷۱۴ء مین ایک سرکش راجہ کو بادشاہ کی حضور مین پکڑ لیجانے کی خدمت پر مامور ہوا تھا سنہ ۱۷۲۰ء لغایت سنہ ۱۷۲۱ء مین وہ پرگنہ

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ مین نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اُسوقت جونپور اور بنارس کی تحصیل اُسکے سپرد تھی اور نایب فوجدار سارنگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی رہا ہے پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹ بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین اور جس سے ناظرین پر یہہ واضح ہوگا کہ چیلون کو کیسے اختیارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار مین دیر کر حاضر ہوا جب وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان مین رکھا تھا اُسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ مین بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اُس نے کہا کہ آپ نے چیلون کو اسقدر منہہ لگا ہے کہ وہ مطلق میرا ادب نہین کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھکو اُنکے ساتھہ اتنی اسی محبت ہے جتنی اپنے بیٹون کے ساتھہ قایم خان کو یہہ جواب سنکر نہایت طیش آیا اور اُوسی حالت مین وہ وہان سے اُٹھکر اپنے مکان اسٹھی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنبیہ کی اور کہا کہ مجھہ کو تیرا غبار جاتا رہا کیونکہ جب میری زندگی مین تم لوگ میرے بیٹون کا ادب نہین کرتے تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع مین آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ خدا تعالی نہ کرے کہ مین آپ کی وفات کے دن کو دیکھون یہہ شخص صوبہ الہ آباد مین نواب کا نایب تھا۔ ۱۲۲۸ھ مین جو لڑائی بمقابلہ راجہ جیتر سال کے بمقام اجیولی ہوئی اُسمین بھورے خان مقتول ہوا۔

۱۰ سعادت خان جس زمانہ مین نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہہ شخص ملک مالوہ مین مندسور کا عامل تھا جو بیچ سے جانب جنوب واقعہ ہے اُسکی مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ۔ بے لطف محمد سعادت بود

اوسکا پوتا اسلام خان عہد نواب تہوکت جنگ مین ۱۸۱۳ء اعانیت ۱۸۲۳ء خاص محل کی ڈیوڑھی پر متعین تھا روپیہ روزا وسکا وظیفہ تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام ۱۸۳۹ء تک زندہ تھا لیکن خان شیبنہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اودہ برہان الملک کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چیلہ سعادت خان کو بھی چڑانے کے لئے برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محاصل ملک گوالیر کا جو اوسوقت عمر خان گوالیر کے تعلق تھا مندسور مین ادا ہوتا تھا۔

۱۱ نیکنام خان یہہ منجملہ اون چار چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین صیغہ تعمیرات فرخ آباد خاص کا اُنکے تعلق تھا اوسکی مسجد اور کنوان اور قلعہ اور باغ ۱۸۳۹ء تک موجود تھے اوسنے ایک مسجد چھپرامئو مین بھی قریب مقبرہ صدر جہان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اوسکا سجع یہہ تھا ؎ ہستم از لطف محمد نیکنام۔ ہم پیشتر بیان کرچکے ہین کہ یہہ شخص فیض آباد مین قایم خان کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پنجے سے چھڑا لینے کی خدمت پر مامور ہوا تھا ۱۷۲۰ء اعانیت ۱۷۲۱ء مین وہ پرگنہ بھوجپور کا عامل رہا۔

۱۲ جہان خان یہہ بھی بخشی تھا اور منجملہ پرانے چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین اوسنے پرگنہ بھوجپور مین جہان گنج اوسکا آباد کیا ہوا ہے جو فرخ آباد اور چھپرامئو کی سڑک پر فرخ آباد سے نو میل جانب جنوب واقع ہے اوسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے مئو دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

۱۳ کمال خان یہہ شیخ کمال کلیج کا بانی جو کانپور کی سڑک پر فاصلہ ۴ میل گوشہ جنوب اور شرق مین فرخ آباد کے

واقع ہے سنہ ۱۲۱۰ھ لغایت سنہ ۱۲۱۱ھ عمین سپہ سری اور جالون کا عامل تھا و نواب قایم خان کے ساتھ
دوسرے کی لڑائی مین مارا گیا۔

[14] روشن خان حیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اوسکی تعلق تھی روشن گنج اُسکا آباد کیا ہوا ہی
جو چھپیرا مئو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہین۔

[15] دلاور خان اوسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا غالبًا یہہ وہی شخص ہوگا جسکا
کہ ایک مقام پر اورنگ آبادی کرکے ذکر ہوا ہی۔

[16] پردل خان یہہ گورراجہ سروالی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

[17] فخر الدین خان یہہ فوج کا بخشی تھا اور اُسکو فخر الدولہ بھی کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ھ عمین نواب مظفر جنگ
کی مسند نشینی پر اُسکو ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب
رہا و بہشت باغ مین جو مئو دروازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ مین مدفون ہوا دروازہ مین گھستے ہوئے
بائین طرف تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکا مقبرہ ہی۔

[18] علاول خان پہلے اِسکا نام کیسری سنگھ تھا اور یہہ چتر سنگھ بم ٹیلا ٹھاکر ساکن موضع براون کا بیٹا
تھا موضع براون اور بابر پور مین اب تک اُوسکی اولاد موجود ہی اِس کی نسبت مشہور ہی کہ کسیقدر مسخرا
تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اوسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا جب کہ علاول خان روانہ ہوا تو
گھوڑے پر دُم کیطرف مُنہہ کرکے بیٹھا تو نواب محمد خان نے کہا کہ اِس مسخرے سے پوچھو کہ اِسطرح سوار ہونے
سے اِسکا کیا مطلب ہی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ مین یہہ دیکھتا ہون کہ میرے پیچھے کوئی دوسرا
عامل تو مقرر ہوکے نہین آتا اِسکا سبب یہہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

دو تین مہینے سے زیادہ ایک پرگنہ مین نہین رہتا تھا موقوفی اور بحالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جواب سُنکر نواب نے کہا کہ اِس مسخرے سے کہدو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا ۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص ۱۲۰۸ھ مین قایم خان کے ساتھہ دوڑی کی لڑائی مین مارا گیا ۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ ۱۲۰۸ھ مین اجولی کی لڑائی میں مارا گیا ۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشیون سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور پہاڑ کی طرف سے بازگشت کی ذکر مین اُسکا بیان کیا جائیگا ۔

۲۲ جانثار خان یہہ اوجین صوبہ مالوہ مین مقیم خان کا نایب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہہ سے اوسکے بید لگاے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب مین مرگیا ۔

۲۳ رحمت خان رحمت گنج اوسیکا بسایا ہوا ہے لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہان ہے اوسکو سواری والا کہتے تھے اور ایک سوار دن کی رجمٹ کا وہ افسر تھا ۔

۲۴ کرم خان یہہ ماتھی خانہ کا داروغہ تھا اِسکی مہر پر یہہ سجع کندہ تھا فضلِ محمد کرم نامدار ۔

۲۵ جواہر خان یہہ داروغہ طبل کا تھا ۔

۲۶ سلابت خان یہہ میر عمارت تھا ۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا ۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا ۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلوار اٹھا کر ساکن موضع چلسڑا پرگنہ شمس آباد معربی تھا اور ابتک اُسی موضع مین اوسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اوس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گانون سے

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اُس نے بنا تھا موجود ہین ۔

[۳۰] نامدار خان ثانی ۔ [۳۱] سلیمان خان ۔ [۳۲] خوشحال خان ۔ [۳۳] فولاد خان ۔ [۳۴] نصر خان ۔ [۳۵] شیر دل خان قوم نوہر [۳۶] ماہر دل خان ۔ [۳۷] حفیظ اللہ خان ۔ [۳۸] لطف اللہ خان ۔ [۳۹] بخت بلند خان ۔ [۴۰] لعل خان ۔ [۴۱] اشرف خان [۴۲] مبارک خان ۔ [۴۳] نجم الدین خان ۔ [۴۴] رن مست خان ۔ [۴۵] بارا خان ۔ [۴۶] پہاڑ خان ۔ [۴۷] نقی خان ۔

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہین جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان نے الواقع وقت وفات حکمران تھا کیونکر حاصل ہوا تھا محمد شاہ نے اپنے جلوس کی پہلی سال اُسکو پرگنہ بھوجپور و شمس آباد حوالہ جاگیر کے دیا تھا وہی ابتدا اور اصلی ریاست محمد خان کی تھی ۔ رہا باقی ملک اوسکی نسبت یہہ مثل صادق آتی ہے ۔ جس کی لاٹھی اوسکی بھینس نواب کے ملک کی وسعت کے بیان مین یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے ۔

قطعہ

میان دو آب و بیان رود کاف ٭ شدہ حاصل ملک جملہ معاف

شود قصبہ کول و کوڑا حدود ٭ بدریاے گنگ و جمن انصراف

اس قطعہ مین حدود کے بیان کرنے مین نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پار کے پرگنہ متروک ہوے ہین ۔ بالفعل کے ضلعون کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اسطرح پر حدود ظاہر ہوتے ہین کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع بٹھور واقع کنارہ گنگا سے موضع نگر واقع کنارہ جمنا تک کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف مغربی حصہ اور تمام ضلع فرخ آباد اور تمام ضلع مین پوری باستثناے شاید ایک پرگنہ کے تمام ضلع اٹاوہ باستثناے دو چھوٹے چھوٹے پرگنون کے جو گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہین اور قریب نصف ضلع بدایون اوس پار گنگا کے اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہانپور کا مدخل

کے قبضہ مین تھا اگر کوڑیا گنج خان بہادر کا آباد کیا ہوا وہی قرار پاوے ضلع علیگڈھ مین ایک قصبہ
ہے نواب کی ریاست کو میل علیگڈھ مین بارہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہرہ ضلع ایٹہ ۱۸۳۸ء مین
جاگیردار سادات سے ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو تحریر اُوسکی بابت ہوئی اُوسکے باضابطہ ہونے مین کچھ فتور تھا
یہہ امر کہ بدایون محمد خان کے قبضہ مین تھا ہم کو تاریخ گل رحمت سے معلوم ہوا کیونکہ جب فتح آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت مین داود خان نے شاہ عالم حافظ
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا ڈالا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتون پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً اونکو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور پختہ
عمارت کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہہ سے اُس کی پوری حکومت تمام ریاست پر ہوتی تھی۔ اور
اوسکے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب راے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
اوسمین سے حالات مندرجہ ذیل منتخب ہوکر درج کئے جاتے ہین (قنوج) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال ۱۷ فروری ۱۷۲۰ء لغایت جنوری ۱۷۲۱ء مین فوجداری سرکار قنوج کی نواب کے
بیٹے قایم خان کے نام تھی۔ بعدازان جب راجہ گردھر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اوسنے
یہہ درخواست کی کہ مجھکو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جسمین میرے لواحق
سکونت اختیار کرین اوسوقت فوجداری قنوج کی گردھر بہادر کو عطا ہوئی اوسکی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوتی گئی یہانتک کہ راجہ بھدوریا نے اُسکو پایا جب محمد خان کو ۱۱۴۰ھ مین
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اُسنے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصون کے قبضہ مین چھوڑنے سے
انکار مین زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اُسیکو عطا ہوئی۔ صاحب راے لکھتا ہے کہ اوسوقت حاصل اوسکا

آٹھ ہزار روپیہ سال تھا اور جمع سابق پینتیس لاکھ دام تھے لیکن اضافہ ہوکر ایکسکرور دام تک نوبت پہنچ گئی تھی (**شاہ پور**) یہہ پرگنہ ۱۱۳۹ ہجری مطابق اگست ۱۷۲۶ء لغایت اگست ۱۷۲۷ء مین بندیل کھنڈ کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ مین تھا بعد ازان وہ داخل خالصہ ہوکر صرف ایک فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہوجانے کے محمد خان نے چند سال تک اُسپر اپنا ہی قبضہ رکھا اور بعد اُسکے پھر واگذاشت کرالیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دسویں رمضان المبارک ۱۱۴۵ ہجری مطابق تیرہویں فروری ۱۷۳۳ء کو وہ پرگنہ فصل ربیع سنہ ۴۳ فصلی سے مطابق مارچ ۱۷۳۳ء مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہہ علاقہ سرحدی تھا اِسواسطے لُٹیرون کے انتظام مین جو راجہ ہندو سنگھ چھینڈے والے کی ریاست مین پناہ لئے ہوئے تھے کسیقدر دقت واقع ہوئی۔

(**اٹاوا**) محمد خان اخیر عمر مین اٹاوہ کا فوجدار تھا راج ادھراج جے سنگھ سوائی نے ۱۱۵۳ ہجری مطابق مارچ ۱۷۴۰ء لغایت مارچ ۱۷۴۱ء مین اوسکو وہان سے بیدخل کیا۔

(**جلیسر**) اِس پرگنہ مین جو جاگیرین گوکل تماش خان کی تھین اونکی بابت بوساطت راجہ جیسنگھ سوائی کے یاقوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب بصیر الدولہ سعادت خان ذوالفقار جنگ کو اُوس مین انکار ہوا اور اسی وجہہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعدہ سنہ ۲۴ جلوس مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۴۱ء کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(**سوج وعلی کھیڑہ**) سوج خان دوران حسان امیر الامرا کی اور کھیڑہ فرخ خان بہادر کی جاگیر تھی۔

(**برنان سوہار**) یہہ موضع جاگیرداروں سے یاقوت خان نے دس لاکھ دام پر ٹھیکہ لیا تھا

ندہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے - ایکسال اکبر آباد و سکندر پور کا ماحصل پینتیس یا ستر ہزار روپیہ پر پہونچا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۴۶ف مطابق ۱۷۳۸ء ۱۷۳۹ء مین خشک سالی ہوگئی تھی کویل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ۱۱۴۶ف مطابق ۱۷۳۸ء ۱۷۳۹ء مین نواب کے قبضہ مین تھے -

(سکیٹ) جب سے کہ اوس خزانے کی محافظت کا اہتمام جو جنت البلاد بنگال سے آتا تھا محمد خان کے سپرد ہوا یہہ قصبہ فرخ آباد مین شامل ہوا سکیٹ کا ماحصل فوجداراناوہ کی جاگیر کو چھوڑ کر ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے -

(کوراولی) قایم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پرگنہ سے بطور تنخواہ فوجداری قنوج کے ملتے تھے -

(شکوہ آباد) ظاہر ایہہ پرگنہ بطور مصافات اٹاوہ کے محمد خان کے قبضہ مین تھا اور کرہل اوسمین شامل نہ تھا بھوگام و تالگرام ۱۱۳۶ف ۱۷۲۶ء مین خاندوران کی جاگیر مین تھے -

(آنولہ) یہہ پرگنہ ایک زمانہ مین امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر مین تھا +

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک تھی جسکا نام مالحہ بانو یا ربیعہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان بنگش کی دختر تھی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اوپر ہو چکا ہے اور اسکے بعد بھی اکثر ذکر آویگا اوسکے دو لڑکے تھے قایم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو بچپنے مین مر گیا - اور دو لڑکیان تھیں روشن جہان جو روشن خان بنگش کو منسوب تھی اور ایک

اور جو قبل شادی کے مرگئی - بی بی صاحبہ کا انتقال ۲۸ ذیقعد ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۵ اپریل ۱۷۶۹ء کو ہوا اور علیحدہ مقبرہ مین بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گوشۂ جنوب اور مغرب مین مدفون ہوئین شہر مین ایک بہت خوشنما مسجد اوسکی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج مئو دروازے کے قریب ہی نامہواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے سات بیٹے لڑائی مین مارے گئے اور نو بیٹے مرگ مفاجات مین مرے اور صرف چھ بیٹے اپنی موت سے مرے محمد خان کے اون بیٹون کے نام جنکی اولاد تتمہ کتاب مین درج کیجائینگی حسب ذیل ہی -

(۱ قایم خان) یہہ ۱۷۲۲ء لغایت ۱۷۴۸ء مین اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا ذکر آگے کیا جاویگا اوس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی -

(۲ دوسرا احمد خان) ۱۷۵۰ء مین جانشین ہوا اور ۱۷۵۱ء مین وفات پائی -

(۳ تیسرا مرتضی خان) جو مرتضی خان نمبر ۴ کا حقیقی بھائی تھا قایم خان کے ساتھ لڑائی مین مارا گیا تین لڑکے اوس نے چھوڑے -

(۴ چوتھا) مرتضی خان یہہ بحکم نواب مظفر جنگ خلف احمد خان نمبر ۲ کے مبارک محل مین بحالت قید قتل کیا گیا - اوسنے سات لڑکے چھوڑے تھے -

(۵ پانچوان اکبر خان) یہہ شخص سکندرہ راؤ مین مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہین کہ ان لڑکون مین سے ایک خان خانان خان تھا جسکی لڑکی سعادت علی سپر نواب شجاع الدولہ

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہہ کہا کہ جب تک
لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خانان کی لڑکی
لکھنؤ نہ جائیگی چھٹا عبدالنبی خان یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا جب عبدالنبی خان قائم جنگ
کے ساتھ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اوسکو چھینک آئی اور ایک بلی رستہ کاٹ گئی
ان بدشگونون سے نواب عبدالنبی خان زندہ نہ لوٹا اوس تاریخ سے چھینک اور بلی اُسکے بیٹے
عبدالمجید خان کی پڑ ہوگئی اگر کسی ملازم کو چھینک آتی تو وہ باہر مکان کے جاکر چھینکتا تھا
کسی ملازم کی یہہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لاسکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا
ضرور ہوتا تھا تو مچھلی کہکر بیان کیجاتی تھی نوکرون کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی کی
موت کا ذکر اوسکے سامنے نکرے اگر کسی دوست کی موت مین نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم سطحی طور پر
بیان کرتے تھے کہ فلانے شخص کے گھر مین شکر چیشی ہوگئی کیونکہ معمول ہے کہ مرتے آدمی کے
حلق مین شربت ڈالا کرتے ہین اگر تیجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہا کرتے تھے
کہ فلان شخص کے یہان آج بڑی دھوم دھام ہے۔ جب نواب عبدالمجید خان کہین سوار
ہوتا تھا تو کچھ روپیہ اپنے خانسامان کو دیا کرتا تھا اور خانسامان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ
مہارام بنیے کو جسکی دوکان دروازہ پر تھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے
اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہہ نیک
شگون سمجھے گئے تھے چند روپیون کی کوڑیان بھنوائی جایا کرتی تھین اور دو دو پیسے کی کوڑیون کے
ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسامان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کردے کہ نواب صاحب

کی سواری آتی ہی اور فوج راہ کی حفاظت کرے چنانچہ خانسامان کا معمول تھا کہ وہ نواب
کی تمام رعایا سے حسین پنج اونچ ہر ذات کی آدمی تھی کہدیا کرتا تھا کہ نوابصاحب کی سواری
آتی ہی تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا
ایک خدمتگار چوری ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یا بوون پر سوار
پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہاراجہ روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا
تھا اور پان فروش ایک دونا پان کا پیش کرتا تھا جسمین سے چند پان نواب کھا کر
باقی خانسامان کے حوالے کردیتا تھا۔ باغبان پھول پیش کرتا تھا جسمین سے ایک پھول
پسند کرکے نواب اپنی پگڑی مین رکھ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی تب خانسامان موافق
حکم کے سب فوج کو موجود کردیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیون کی بطور انعام کے دیجاتی
تھی اور ہر شخص سلام کرکے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادون مین سے کوئی عبدالمجید خان
کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک مین آہستہ سے بتی کرکے خواہ مخواہ چھینک
بلائی جاتی تھی اور اوسوقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبدالمجید خان
اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادون سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس کبھی
نہ آیا کرین تب صاحبزادے منہہ مین رومال دیکر ہنسا کرتے تھے۔

ساتوان حسین خان یہ شخص الہ آباد مین منصور جنگ کے حکم سے مقتول ہوا۔

آٹھوان فخرالدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا
دوسرے طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ الہ آباد مین مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی چھوڑی۔

نواب اسمٰعیل خان یہہ بھی منجملہ ان پانچ شخص کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اسنے چار بیٹے چھوڑے

دسوان کریم داد خان یہہ بھی منجملہ ان شخصون کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اس نے دو بیٹے چھوڑے

گیارھوان امام خان اسکو بی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جانشینی کے واسطے نامزد کیا تھا اور پانچ مہینے اور چند روز تک اوسنے سند نوابی پر حکمرانی کی وہ گرفتار ہوکر شمول احسن خان اور فخر الدین خان و اسمٰعیل خان و کریم داد خان کے الہ آباد بھیجا گیا اور وہان ۱۸۰۱ء مین بحکم صفدر جنگ مقتول ہوا اسنے دو بیٹے چھوڑے۔

بارھوان خدا بندہ خان یا خداوند خان۔ بعض شخصون نے اسکو بھی جانشینون کی فہرست مین درج کیا ہی لیکن ظاہر یہہ امر صحیح نہین ہی بلکہ بوگون نے خوشامد کی راہ سے اُسکے بیٹے امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو ۱۸۰۱ء سے لغایت ۱۸۳۱ء تک ذی اختیار نائب رہا یہہ روایت مشہور کردی تھی۔

خدا بندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۸۱ء دہلی کے قلعہ مین وفات پائی اوسکی بیٹی امراؤ بیگم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ اوسکی جاگیر مین ملا تھا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا۔

تیرھوان منصور علیخان۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی۔

چودھوان ہادی داد خان۔ یہہ شخص قایم خان کے ساتھ مارا گیا اوسکی کوئی اولاد نہ تھی۔

پندرھوان بہادر خان۔ یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اوسنے دو لڑکے چھوڑے۔

۱۵ سولھوان۔ شادی خان۔ جب مرہٹون نے اپریل۔ مئی ۱۷۹۳ء مین مُنگرولی کا محاصرہ کیا تھا
اوسوقت یہہ شخص ایک توپ کا گولہ کھاکر مارا گیا اوسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔
۱۸ سترھوان۔ صلابت خان ۱۸۰۰ء تک زندہ تھا اسنے چار لڑکے چھوڑے۔
۱۷ اٹھارھوان۔ نام آور خان اس نے چھ لڑکے چھوڑے۔
۱۹ اُنیسوان۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو گالی دی تھی اسپر اوس زمیندار نے
تلوار سے اوسکو مارڈالا میان علیم اللہ شاہ پیرزادے نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی جگہ
مین رہتا تھا اوس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔
۲۰ بیسوان۔ عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش اشترزئی نواب محمد خان کا
برادر نسبتی بھبلپور سوارہ مین شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اوس کی بندوق کی ایک گولی
عطاء اللہ خان کے جالگی اور وہ مرگیا۔
۲۱ اکیسوان۔ عظیم خان یہہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنون تک زندہ رہا اور دس لڑکے چھوڑے
۲۲ بائیسوان شایستہ خان یہہ شخص بھی ۱۸۰۰ء تک زندہ تھا ایک لڑکا چھوڑا۔
زمانۂ عالمگیر ثانی مین (۱۷۵۴ء لغایت ۱۷۵۹ء) نواب احمد خان دو سال تک دربار مین
حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر معمور تھا جب احمد خان کہین چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکان
مین بیٹھکر تاج شاہی سر پر رکھا کرتا تھا اور جس طرح بادشاہ دربار عام مین بیٹھا کرتا تھا اوسی طرح
وہ گولال باڑی کرتا تھا اور خدمتگارون کو حکم ہوتا تھا کہ اوس کے حضور مین مثل بادشاہون کے
آداب عرض کرین۔ کئی ہزار روپیہ سترہ آنہ کے ڈھلوائے گئے جسپر یہہ سکہ درج تھا

سکہ زد در بحر و بر از اوج ماہی تا بماہ ثانی تہمورو با بر حضرت شایستہ شاہ ۔ بخشی فخر الدولہ نے ان روپیہ مین سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان بھی نہایت مضطرب ہوے کہ مبادا یہہ حالات بادشاہ کے گوش گذار ہون بخشی کو حکم دیا کہ شائستہ خان کی جاگیر لے لے اور جہانتک اس قسم کے روپیہ اوسکو ملسکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرا دے اور شائستہ خان کو قلعہ مین محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹون کا حال

سنا گیا ہی کہ امیر دوست خان والی کابل کے اسقدر لڑکے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچان نہین سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ یہہ نوجوان میرا بیٹا ہی یا نہین کچھہ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی ایک کمخت بیٹے کو زنانہ محل مین دیکھہ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا یہہ کونسا محل ہی۔ بی بی صاحبہ نے ایک دوہتڑ اوسکے منہہ پر مار کر کہا کہ تمکو کیا ہو گیا ہی تمہاری لڑکی ہی۔ وہ بیٹیین جنکی جوان ہو کر شادی ہوئی یہہ تھین

۱۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی ... نواب روشن خان بنگش اشترزئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھہ اولاد نہین۔ روشن آباد شمس آباد مغربی مین جو کہ قدیم مترک پر گوشہ شمال اور مغرب مین فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہان ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہی جو اب نہایت خراب خستہ حال مین ہی اور زیر زبر کرتی جاتی ہی اور اسکے نقش سب جنپر تاریخ کندہ تھی مٹ چکے ہین۔ اسکے قریب ایک کنوان بھی

ہی جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہی اب کوئی کوئی لفظ اُسکے پڑھنے
مین آتے ہین ۱۸۳۸ء مین اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ مصرعہ کندہ ہی سہ
چہ شیرین آب چاہ روشن آباد۔ کالی راے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ مین لکھتا ہی کہ اس
مصرعہ سے ۱۱۴۹ ہجری نکلتے ہین (یکم مئی ۱۷۳۶ء لغایت ۲۰ اپریل ۱۷۳۷ء بی بی روشن
جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہان کے دیہاتی اب تک یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ
اوسکو بھوت پلید اوتارنے کی طاقت ہی کہتے ہین کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قاسم
باغ مین جو فتحگڑھ مین ہی مدفون ہوئے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہین اوس کی صرف
ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہوکر ناکتخدا مرگئی۔

۲۔ بی بی رحمت النسا۔ یہہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجۂ اول بی بی فاطمہ جو
دختر ہمت خان اور بھانجی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا
اسکے دو لڑکے تھے سلطان علیخان اور رستم علیخان۔

۳۔ کریم النسا۔ بعد وفات رحمت النسا نمبر دو کی یہہ بھی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی
اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دو لڑکے اسنے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان۔

۴۔ نامعلوم الاسم۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی شجاعت علیخان پسر عنایت علیخان کو منسوب تھی
جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی۔

۵۔ بھوری خانم۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی محمد علیخان بنگش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی
شجاعت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہین تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے تھے

۶- بیگم صاحبہ - یہہ ارادت علیخان بنگش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی -

۷- بی بی کافیہ حقیقی بہن اسمعیل خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور سردار خان بنگش کو منسوب تھی اسکے بھی کچھ اولاد نہ تھی -

۸- نامعلوم الاسم زوجہ مصطفی خان اور حقیقی بہن حسینخان نمبر سات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی -

۹- بی بی دولت خاتون - یہہ خداداد خان بنگش اشترزئی کرلانی کو منسوب تھی اور پوتہ رعلیخان مصنف کتاب لوح تاریخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہہ ہے -

خداداد خان و دولت خاتون

سکندر علیخان ..... [illegible]

سرفراز علیخان .....

منور علیخان حیات علیخان حسین علیخان سعادت علیخان شجاعت علیخان ایک دختر

وفات ۱۲۱۶ھ ..... پیدائش ۱۲۱۶ھ

کہتے ہین کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھین اپنے باپ محمد خان کے مقبرہ کو جو حیات باغ مین واقع ہی اوسی نے مرتب کرایا اوسنے میان عطا کریم شاہ سادہ کے ہاتھہ پر بیعت کی - جب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پنشن روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور مین گئی اور بادشاہ نے بنگش گھاٹ کا محاصل اوسکو معاف کیا - جب مظفر جنگ سے اور الہ خان

سے صلح ہوگئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برنہ خود پرگنہ بھوج پور اور نوسو گھہ خام اراضی موضع کھنڈیہ پرگنہ کمپل مین اور تاڑ والا باغ جسکو نولکھہ بھی کہتے تھے اوسکو جاگیر مین ملا۔ سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیری اختیار کی صرف سفید کپڑے اور جاڑون مین ایک کمل اوس کی پوشش اوسکے مزاج مین بہت غربت تھی اور اپنا وقت خیرخہ کاتھنے یا اپنے بیٹے کے مقبرہ مین عبادت مین مشغول رہنے مین صرف کرتی تھی منجملہ دیگر کمالات کے اوسنے معماری اور نجاری کے کام مین بھی دستگاہ حاصل کر لی تھی کہتے ہین کہ قایم خان کی قلعۂ ایٹھی مین (۱۱۳۳ھ) مقتول ہونے پر بی بی خاتون نے اوسکی ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبرگیری کی۔ بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے منور علیخان کے ساتھہ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی مفارقت گوارا نہین تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی منجر خان ساکن رودائن پرگنہ کمپل کی بیٹی کے ساتھہ کردی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ اوسکے واسطے مقرر کرایا۔ ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ بنگش پورہ کے اوس قطعۂ اراضی مین تعمیر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جہیز مین دیا تھا بڑے محل کی طرف کو آئی سواری سے اوترتے کے ساتھہ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی اہیلون نے پہلے سے اوسکے زہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کورے برتن مین اوسکے روبرو لاکر حاضر کیا۔ دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منور علیخان کو پلایا لیکن منور علیخان کو فی الفور استفراغ ہوگیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

نے استفراغ نہین کیا کیونکہ اوسکو کچھ شبہ زہر کا نہ تھا آخرکار جب زہر نے اپنا اثر
کیا اوسوقت ہر طرح علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اوسکا پلنگ
باہر نکالا گیا اور اوسکے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا اوسکو
دی لیکن چونکہ اوسکے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اوتری اور ۱۰ ربیع الثانی
سنہ ۱۲۱۹ ہجری مطابق ۱۰ مئی سنہ ۱۸۰۴ء کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان فانی سے رحلت
کی فوراً نواب ناصر جنگ اور سرفراز محل خاتون دولت کے مکان پر آئے اور اپنے قفل
دروازون پر لگا دئے اور پہرہ تعینات کر دیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آجا نہ سکتا تھا
دوسری صبح کو امین الدولہ خلف خدایندہ خان نے غسل میت کے بعد اوسنے کہا کہ میری خالہ
کو فرد کسی شخص نے زہر دیا ہے لیکن اسکے سوا اور کچھ اوسنے نہین کہا بنگلش اپنے مین خاص اپنے ہی
مکان مین دو دفن کی گئی بعد اسکے ناصر جنگ نے اوسکا تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا اور
سرفراز محل کے سمجھانے پر منور علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا بعد اوسکے
سرفراز علیخان اوسکا نواسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ ذیقعدہ لیکر لاوعوی لکھدے۔
سرفراز علیخان نے لوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے یہان جاکر راضی نامہ داخل
کر دیا سنہ ۱۲۱۹ھ بغایت سنہ ۱۸۰۴ء مین جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خدایندہ خان
سے بہ رسم تعزیت نواب احمد خان کے یہان جو اوسوقت مسند نشین حکومت تھے جانے کے
لیے کہا خدایندہ خان اپنی بی بی سے لڑکر دکن چلا گیا اور وہان سے خط و کتابت تو اوسنے
جاری رکھی لیکن پھر واپس نہین آیا اور وہان پٹھانون کی ایک بستی مین جسکو کرپا کھنڈ

یا کر یا کھنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کرلی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ واجد علیخان بنگش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد مین لایا۔

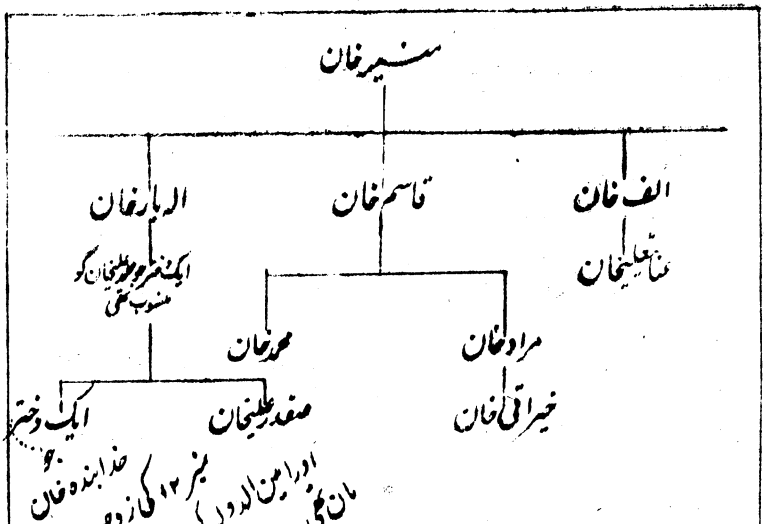
خداداد خان کی جوانمردی کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ ہلکر اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی مین پنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر باصرار گھوڑے پر سوار رہا ہاتھی یا پالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا۔ دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحبکا خطاب دیا لیکن خداداد خان نے اوسکو قبول نہین کیا اور کہا کہ فرخ آباد مین غلامون کو یہہ خطاب دیا جاتا ہی تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان بنگش وشیر محمد خان ونجیب علیخان ونواب عبدالکریم خان ومیر نواب اوس زمانہ مین دولترام سیندھیا کے یہان ملازم تھے۔

۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو بنگش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲۰ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی مان تھی۔

۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ ومنصور علیخان نمبر ۱۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہین تھی۔

۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان بنگش عنایت علیخان کی چچازاد بھائی کے عقد مین تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہہ خیراتی خان بنگش کی مان تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہہ ہے



مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا دولت مند تھا - دوسرے رسول پور کی لڑائی مین جو نومبر ۱۷۹۸ء مین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ مین ہاتھی پر سے گر گیا اور تین دن تک نعشون کے درمیان مین پڑا رہا کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہ تھی آخر کار ایک بیندار نے نعشون مین سے ڈھونڈھ کر نکالا اور پہچانا -

ایک زمانہ مین نواب محمد خان نے اس زمیندار کو محبوس کیا تھا اور مراد خان اوسکی رہائی کا سبب ہوا تھا - یہہ زمیندار ایک ڈولی مین زخمی نواب کو اپنے گانون پر لیگیا اور اوسکے زخمون کا علاج کیا اور اوسکے کھانے کی خبر گیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اوسکو فتح آباد بھجوا دیا مراد خان کے جسم مین مختلف جگہون پر اسی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اوسکی ناک کو ایسا بدقوارہ کر دیا تھا کہ وہ نکٹا پٹھان مشہور ہو گیا اوس کے گلے مین بھی ایک زخم

لگا تھا جو مندمل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھاتا پیتا تھا تو ایک موم کی ٹکیہ وہاں پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جو حقیقی بہن کریم داد خان نمبر ۱۰ کی وزوجہ خان عالم خان کی تھی۔

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱۵ وزوجہ علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم الاسم حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱۵ کی وزوجہ سردار خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ یہہ زوجہ جوہر خان بنگش کی تھیں اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور رحمت خان بنگش کو منسوب تھی اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نام نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ حقدار خان بنگش کو منسوب تھی

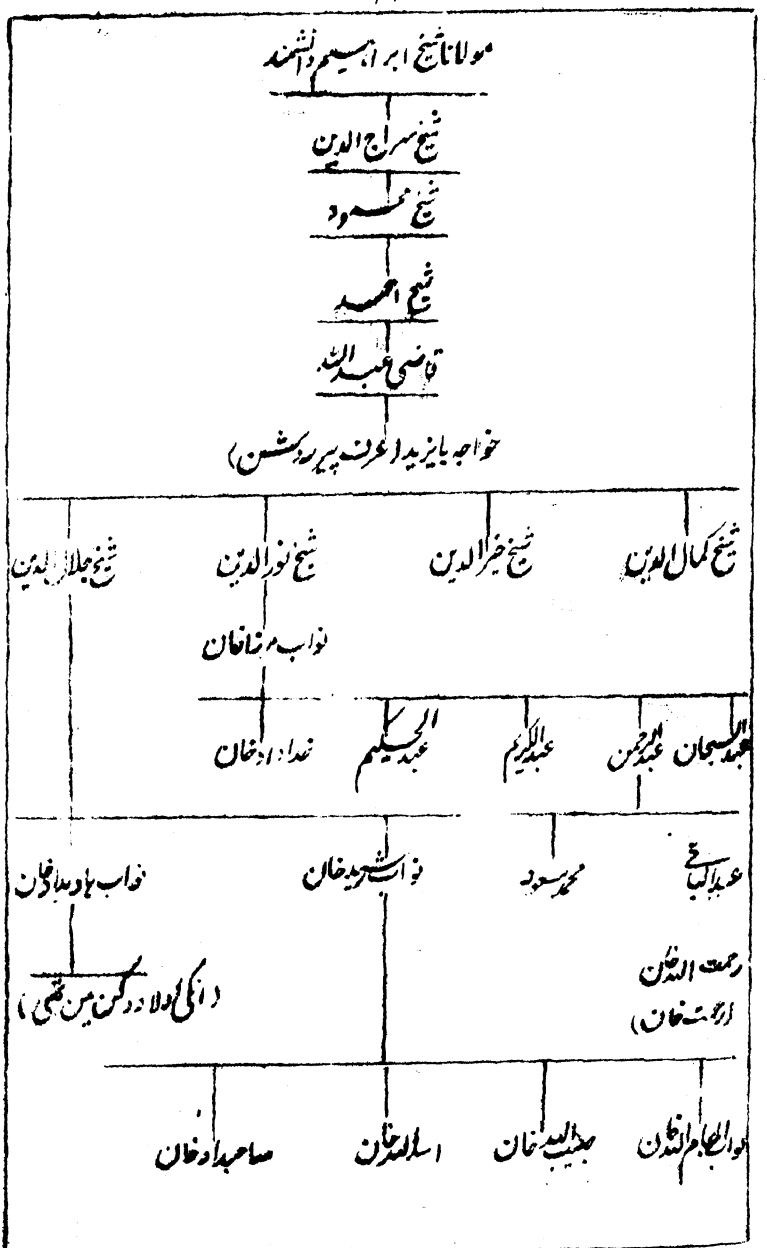
۲۰۔ لاڈلی خانم۔ محمد خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بہن مرتضی خان نمبر ۴ کی تھی قبل شادی کے مرگئی۔

۲۲۔ نتی بی بی۔ یہہ باز خان بنگش کو منسوب تھی

رشید خان اور خان زادوں کا بیان

چند خان زادے رشید خان کی نسل میں سے جو مومن بحالت افلاس بالفعل پائے گئے وہ اپنے مورث کا حال اسطور پر بیان کرتے ہیں


مولانا شیخ ابراہیم دانشمند
شیخ سراج الدین
شیخ مسعود
شیخ احمد
قاضی عبداللہ
خواجہ بایزید (عرف پیر روشن)
شیخ کمال الدین
شیخ خیر الدین
شیخ نور الدین
شیخ جلال الدین
نواب مرزا خان
عبدالسبحان
عبدالرحمن
عبدالکریم
عبدالحکیم
نداء اللہ خان
عبدالباقی
محمد سعود
نواب اشرید خان
نواب ہادی داد خان
رحمت اللہ خان
(رحمت خان)
(انکی اولاد دکن میں تھی)
نواب عالم اللہ خان
حبیب اللہ خان
اسد اللہ خان
صاحبداد خان

خان زادے صرف اسی قدر جانتے ہین فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ مین حالات مذکور ہین اون سے وہ بالکل ناواقف ہین رشید خان کے سوانح عمری کا بھی کچھ اون کو حال معلوم نہین نہ یہ جانتے ہین کہ رشید خان کہان کہان نوکر رہا اور کب وہ مرگیا - مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اوس زمانہ مین قائم گنج کے تحصیلدار تھے اور جنکا مین اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکور ہون صاف طور پر ثابت کردیا کہ کس وجہ وہ نام جو خان زادون نے بیان کیے اسما مندرجۂ بابت جلالہ کس قدر مطابق ہین جسمین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۵۴ و ۵۵ و ۵۸ تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعۂ کوہ نور لاہور) اور صفحۂ ۲۶۶ جلد اول تاریخ فرشتہ مطبوعۂ لکھنؤ بسبب عدم موجودگی دلائل کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے مجبور تھے کہ رشید خان بانی مؤ اور رشید خان پسر جلالہ جسکے حالات اکثر تواریخ مین مندرج ہین ایک ہی تھے یا کوئی اور - لیکن کتاب معاصر الامرا سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہہ دونون شخص ایک ہی تھے (دیکھو اوس کتاب کے رشید خان کے بیان مین) یہان پر مین معاصر الامرا کا ایک انتخاب جو اس بیان مین مذکور ہے مندرج کرتا ہون اور حالات اللہ داد خان و اللہ خان و ہادی داد خان اور رشید خان جو کیول رام اگروالہ کے تذکرۃ الامرا مین مندرج ہے وہ بھی لکھا جاتا ہے - بانی ملت و شان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہین شیخ بایزید تھا جو سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین بمقام جلندھر بابر بادشاہ کے ہندوستان مین داخل ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ۹۲۵ھ یہہ شخص سن بلوغ کو پہونچنے پر

اپنا مرزوبوم چھوڑکر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس مقام کالی کرم افغانہ کو جہاں وہ گیا ۹۴۹ھ ہجری مین مطابق اپریل ۱۵۴۲ء نہایت اپریل ۱۵۴۳ء یہہ مشہور ہوا کہ اوس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اسپر بہت سے اقوام افغان اوسکے مرید ہوگئے اس زمانہ مین اوسنے خیرالبیان نام ایک کتاب زبان پشتو مین تصنیف کی کہتے ہین کہ جب یہہ کتاب محمد حکیم حاکم کابل کے دربار مین پیش ہوئی تو وہان کے علما اوسکی تردید نہ کرسکے جب پیر اوشان فوت ہوا تو بہتیہ پور مین ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پسر اور ایک دختر چھوڑ گیا لڑکون کے نام یہہ ہین۔

۱- شیخ عمر۔

۲- نورالدین جسکا بیٹا مرزا خان ملازمت شاہی مین داخل ہوا اور جنگ دکن مین غالب ۱۰۰۶ھ مین بمقام دولت آباد مارا گیا۔

۳- جمال الدین۔

۴- جلال الدین۔ جلال الدین ۹۸۳ھ ہجری مین مطابق فروری ۱۵۷۵ء نہایت جنوری ۱۵۷۶ء بعمر چاردہ سالا اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان مین آیا اوس کی بہت کچھ خاطر ومدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہوکر اپنے والد کے مریدون اقوام آفریدی وورک زئی کے افغانون کے پاس چلا گیا ان لوگون سے اوس کے کچھ قرابت بھی تھی۔

اکبر بادشاہ کے اکتیسوین سال جلوس مین مطابق اپریل ۱۵۸۶ء نہایت مارچ ۱۵۸۷ء قوام سمیلہ اور غربہ جو پشاور کے گرد ونواح مین بستے تھے اور جنکے دس ہزار سوار تک جمع تھا ان

لوگون کی تعمیل دار سید حامد کے ملازمین کے ظلم و ستم سے عاجز آکر باغی ہوگئے ان باغیون نے جلالا یعنی (جلال الدین) کو اپنا سردار کرکے سید حامد پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے ٹیرا کو اپنے جاے امن مقرر کی راجہ مان سنگھ کابل کا ناظم ٹیرا پر چڑھ آیا اور حملہ کرکے آفریدون کو منشر کردیا اسکے بعد وہ علی مسجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کابل گوشمالی دی - تھوڑے روز بعد زین خان کوکا راجہ کی جگہ مقرر ہوکر آیا اور اسنے باغیون کو بیخ و بن سے مٹا دینے کی کوشش کی -

اکبر شاہ کے تیسوین جلوس مین جو مطابق ۲۳ مارچ ۱۵۸۵ء یا ۱۲ مارچ ۱۵۸۶ء ہوتا ہے جلالا کو مجبور کیا کہ ٹیرا کو چھوڑکر بجور کو چلا جاوے یہہ مقام یوسف زی پٹھانون کا خاص لشکر گاہ تھا زین خان نے اوسکا تعاقب کیا اور اسمٰعیل قلیخان اور صادق محمد خان کو راستہ کے روکنے پر مامور کیا جلالا ان سے بچکر نکل بھاگا اور پھر ٹیرا کو آیا صادق محمد خان نے اقوام درک ذئی و آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھون نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اوسکے حوالہ کردیا جلالا اوس ملا کو بجاے والد کے سمجھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا - اب جلالا نے ان افغانون پر اعتماد نہ کرکے راہ توران کی لی افغانون نے اسکا کل مال و اسباب ضبط کرکے حاکم شاہی کے حوالہ کیا -

اکبر بادشاہ کے سینتیسوین جلوس مین مطابق ۲ مارچ ۱۵۹۱ء یا ۲ مارچ ۱۵۹۲ء جلالا توران سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا آصف خان جعفر امن قایم کرنے کے واسطے بحکم سلطانی بھیجا گیا اوسنے باغی مذکور کو شکست دیکر اوسکے خاندان کو گرفتار کرلیا اور اون کو وحدت علی کے سپرد کیا ۱۰۰۰ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۵۹۱ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۲ء کو جلالا نے غزنی پر

قبضہ کرلیا مگر وہان قائم نہ رہ سکا - پینتالیس جلوس سنہ ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر سنہ ۱۶۳۶ء یا ۱۲
ستمبر سنہ ۱۶۳۷ء مین جبکہ جلالا لوہانیون کے ساتھہ غزنی کے قریب تھا اوسپر اچانک حملہ ہوا اور
وہ زخمی ہوگیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھہ فوج لیکر اوسکا تعاقب کیا اور قتل کیا
اوسکے بعد خلافت امداد پسر شیخ عمر کو ملی امداد جلالا کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا اور اپنے
چچا جلالا کی بیٹی سے شادی کی تھی - عہد جہانگیری مین سنہ ۱۰۱۴ھ سے لیکر تا سنہ ۱۰۳۶ھ اوسنے
افواج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر فتحیاب ہوتا تھا اور کبھی شکست کھا جاتا تھا سنہ ۱۰۳۶ھ
سے مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۶۲۶ء تا ۱۱ ستمبر سنہ ۱۶۲۶ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابو الحسن نائب مرزا نظام بخشی
صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اوسکے لگی اور فوت ہوا اوسکے
بعد اوسکا بیٹا عبد القادر اوسکا جانشین ہوا اسنے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری
رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کرکے اوسکو بادشاہ کی اطاعت کیطرف مائل
کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور سلطان نے اوسکو ہزاری کے رتبہ پر ممتاز کیا سنہ ۱۰۴۳ھ
مطابق ۲۸ جون سنہ ۱۶۳۳ء تا ۱۷ جون سنہ ۱۶۳۴ء مین کابل مین متعین تھا اور وہین اوسنے
قضا کی - شاہجہان کے گیارہوین سال جلوس سنہ ۱۰۴۷ھ ہجری مطابق ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۶۳۷ء تا
۷ اکتوبر سنہ ۱۶۳۸ء سعید خان نے اوسکی مان بی بی علائی یعنی دختر جلالا کو اور اوسکے دو دامادون
محمد زمان - اور صاحب داد - اور قادر داد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
سلطان نے انپر ترحم کرکے ان سب کو تلنگانہ مین سعید خان کے پاس بھیجدیا اوس سال
کل اقوام نے جلالا کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اوٹھانے کے واسطے طلب کیا

یہہ اسوقت لوہانیون مین بطور خانہ بدوشون کے گذران کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگہ کو پٹھانون کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم لیکن کے اور دو اور قومون نے اطاعت قبول کی ان قومون مین کریم داد پناہ گزین ہوا جب بہت عاجز ہوئے تب مجبور ہوکر ان افغانون نے کریم داد کو حوالہ کر دیا۔ بادشاہ کا حکم پہونچا کہ اسکو ہمارے پاس بھیجدو۔ ازان بعد جدۃ الملک سعد اللہ خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اوسسے لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی الہ ورد جلیل الدین کا بیٹا یا تو اون لڑکون مین سے تھا جو (۱۰۰۱ھ یا ۱۰۰۲ھ) مین گرفتار ہوکر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے و یا اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۰۰۹ھ یا ۱۰۱۰ھ) اپنے بھائیون کے نزاع کے سبب سے ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونون قیاسون مین سے قیاس ثانی صحیح ہے تو گویا جو تاریخ ہمنے مورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۶۰۷ء وہ قبل از وقت ہے۔ شیخ الہ ورد کا حال اول اول قابل لحاظ ہے۔ گیارھوین سال جلوس جہانگیر بادشاہ سے ۱۰ جولائی ۱۶۱۶ء تا ۲۸ جون ۱۶۱۷ء ہوا اسوقت وہ ہزاری بلقب خان مقرر ہوا۔ بارھوین سال جلوس (۲۹ جون ۱۶۱۶ء تا ۱۸ جون ۱۶۱۷ء مین) وہ سکو رشید خان کا لقب ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھوین سال جلوس ۷ جون ۱۶۱۸ء تا ۲ مئی ۱۶۱۹ء اوسنے بمقام کابل بغاوت اختیار کی مگر پندرھوین سال جلوس ۲۰ مئی ۱۶۱۹ء تا ۸ مئی ۱۶۲۰ء اوسکا قصور معاف ہوگیا اور پھر سابق کے مراتب اوسے عطا کر دیے گئے۔ اٹھارھوین سال جلوس ۵ اپریل ۱۶۲۳ء تا ۱۴ اپریل ۱۶۲۴ء مہابت خان کی ماتحتی مین دلیری مین

کارنمایان سے (شاہجہان کے اول جلوس ۴ر فروری ۱۶۲۸ء تا ۲۴ر جنوری ۱۶۲۹ء وہ اپنی
جاگیر سے آیا اور منصب دار تین ہزاری اور پندرہ سو سوار پر حاکم مقرر ہوکر چھوچھا سنگھ بندیلہ والد بیر سنگھ
دیو سے جنگ کرنے کے واسطے بھیجا گیا - دوسرے سال جلوس (۲۵ر جون ۱۶۲۹ء یا ۱ر جون
۱۶۳۰ء ہمراہ رکاب بادشاہی کے دکھن کو گیا اور تیسرے سال مین بہت اچھے اچھے کام
اس سے وقوع مین آئے - چوتھے سال جلوس (۵ر جنوری ۱۶۳۱ء یا ۲ر دسمبر ۱۶۳۲ء جب
بہادر خان عظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ
مین اوسکا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے - پانچوین سال جلوس ۲۶ر دسمبر ۱۶۳۲ء
یا ۱۵ر دسمبر ۱۶۳۳ء رشید خان صوبہ اکبرآباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا - چھٹوین سال
جلوس یعنی ۱۶ر دسمبر ۱۶۳۳ء یا ۵ر دسمبر ۱۶۳۴ء شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا - اور ساتوین
سال جلوس (۶ر دسمبر ۱۶۳۴ء) یا ۲۵ر نومبر ۱۶۳۵ء بجی پور کی افواج سے جنگ کی -
آٹھوین سال جلوس - ۲۶ر نومبر ۱۶۳۵ء یا ۱۵ر نومبر ۱۶۳۶ء خان دوران کے پاس مامور
ہوا - اور نوین سال جلوس مین اسنے ایک قلعہ کے فتوح کرنے مین بڑی بہادری کی اور اس سے
ہر شخص کا خیال اسکی جانب ہوا - دسوین سال جلوس مین - ۲۸ر اکتوبر ۱۶۳۶ء یا ۱۷ر اکتوبر
۱۶۳۷ء وہ چہار ہزاری ہوکر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۸ر
اکتوبر ۱۶۳۷ء یا ۷ر اکتوبر ۱۶۳۸ء وہ علاوہ برہان پور کے سرکار بیجاگڑہ کا بھی فوجدار مقرر ہوا
اٹھارہوین سال جلوس مین - ۲۰ر اگست ۱۶۴۴ء یا ۲۲ر جولائی ۱۶۴۵ء صوبہ تلنگانہ اوسکے سپرد
ہوا - ۲۲ سال جلوس مین - ۲۰ر جون ۱۶۴۸ء یا ۹ر جون ۱۶۴۹ء اوس ملک مین بمقام

نا مدیر فوت ہوا اور مومین خون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے - دکن کے
حاکم کسی بڑی مہم کا ارادہ بغیر اوسکے مشورہ کے نہ کرتے تھے - بہت سی مسلح سپاہ اوسکی ملازمت
مین تھے یہہ لوگ اوسکے بڑے وفادار تھے اور اوسکو اپنا مرشد تصور کرتے تھے - مہابت خان نے
ایک بار بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہے لہذا اصلاح کار یہہ ہے کہ
اوسکو دکن سے واپس بلا لینا چاہیے - اوسمین اور خان زمان خان مین نہایت درجہ الفت
اتحاد ہے اور دونون کے خیالات ایک قسم کے ہین لہذا ان دونون کا حد دو پر ہونا مناسب
نہین مبادا اگر انھون نے بغاوت کی تو انکو زیر کرنا مشکل ہوگا - رشید خان نے اپنے
صوبہ کا اسطور سے انتظام کیا کہ چور اور قزاق باقی نرہے جتنے بدمعاش اور بدروش لوگ
تھے سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے - برہانپور کی عیدگاہ جو اوس زمانہ تک مختصر سی تھی
اوسنے بڑھائی ہے اوسکو تاریخی علم اچھا اور مخفی طور پر حنفی مذہب سے تعصب رکھتا تھا اوسنے
نظم بہت لکھی ہے اوسکو بڑے بڑے مبصر شعرا نے پسند کیا ہے اوسکے حرم کے اخراجات کل امرای عصر
کے اخراجات سے بڑھے ہوئے تھے اپنی بہت سی عادات مین اور شمشیر بازی مین طرز
ایرانی رکھتا تھا - اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹون کا نام
تاریخ مین پایا جاتا ہے اوسکا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی وفات کے بعد بائیسوین
سال جلوس شاہجہان مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ء تا ۲۰ جون ۱۶۴۹ء ہزاری کا لقب پایا - چوبیسوین
سال جلوس مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء تا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ء صوبہ دکن مین چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
اور ستائیسوین سال جلوس مین ۲۵ اپریل ۱۶۵۳ء تا ۱۴ اپریل ۱۶۵۴ء سرکار سکھر مین دیوانی کا

فوجدار مقرر ہوا - اٹھائیسوین سال جلوس مین ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء یا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء ڈیڑھ
ہزاری کا منصب دار ہوکر اپلچ پور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال مین فوت ہوا - الہام اللہ
رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین اپنے والد کی وفات کے
بعد منصب دار ہوا - اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین ۱۵ اپریل ۱۶۵۵ء تا ۴ اپریل ۱۶۵۶ء اوس کی جگہ چاندور کا تھانہ دار مقرر
ہوا - تیسوین سال جلوس مین ۲۴ مارچ ۱۶۵۷ء یا ۱۳ مارچ ۱۶۵۸ء اپنے چچا ہادی داد
کی وفات کے بعد الہام اللہ متعین ہوکر اوسکا جانشین کیا گیا اور اوسنے اوس کی فوج کو
جمع کیا وہ ڈیڑھ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا - جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
واپس چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ رکاب تھا - جب جسونت پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہونچا
اپریل ۱۶۵۸ء مندرجہ کتاب المآثر صاحب صفحہ ۵۲۱ - اوسکو منصب سہ ہزاری و تین ہزار
سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھ رشید خان کا لقب جو اوسکے پدر کو حاصل تھا
اضافہ کیا گیا - ماہ جون ۱۶۵۸ء مین دارا شکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۶۵۹ء مین شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب وہ
بخشی معظم خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا - چوتھے سال
جلوس اورنگ زیب مین ۲۵ جنوری ۱۶۶۱ء یا ۱۴ جنوری ۱۶۶۲ء الہام اللہ کوچ بہار
و آسام کی مہم مین شریک تھا - پانچوین سال جلوس مین ۵ جنوری ۱۶۶۲ء یا ۱۴ جنوری
۱۶۶۳ء سرکار کام روپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڑیسہ کا صوبہ دار بھی رہا -

اونیسوین سال جلوس ۱۳ر اگست ۱۶۷۶ء یا یکم اگست ۱۰۸۷ھ عین پھر اوڑیسہ سے منتقل ہوکر دکن کو بھیجدیا گیا - کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر ہوا - عالمگیر کے اٹھائیسوین سال جلوس ۱۶۸۴ء مین اودے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا - ۱۰۹۶ھ ہجری مطابق ۱۶۸۵ء مین عالمگیر اونتیسوین سال جلوس مین وہ بقید حیات تھا اور شمس آباد کا جاگیردار تھا - اور ایک پتھر پر جسپر عبارت کندہ ہوئی اور سراے اگھت پرگنہ اعظم نگر جسکو سابق پٹنہ اعظم نگر بولتے ہین اب حال مین پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہی موجود ہی - ہادی داد خان برادر رشید خان ابتدا عہد شاہجہانی مین سات سو کا منصب دار تھا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۸ر اکتوبر ۱۶۳۷ء تا ۱ر اکتوبر ۱۶۳۸ء مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوا - وبائیسوین سال جلوس مین - ۲۰ر جون ۱۶۴۸ء تا ۹ر جون ۱۶۴۹ء بجاے اپنے برادر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراتب صوبہ تلنگانہ مین متعین ہوا - چوبیسوین سال مین - ۲۹ر مئی ۱۶۵۱ء یا ۸ر مئی ۱۶۶۱ء ادسی کے نام کے ساتھ مین لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب ڈھائی ہزاری پر سرفراز ہوا - تیسوین سال جلوس شاہجہانی مین - ۲۴ر مارچ ۱۶۵۸ء یا ۱۳ر مارچ ۱۶۵۸ء مین اس جہان فانی سے رہ گراے عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے چھوڑ گیا اکثراون مین کے منصب دار ہوئے - اس خاندان مین شیخ نورالمدنام ایک اور شخص نامور ہوا ہی - یہہ شخص قادرداد خان پسر محمد زمان داماد امداد کا بیٹا تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بھتیجا تھا - عہد عالمگیری مین چار سو سپاہ پر منصب دار تھا دکن مین ایک قلعہ پر مامور تھا بہادر شاہ کے زمانہ مین ۱۷۰۷ء لغایت ۱۷۱۲ء اوسکو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادرداد خان ملا

صوبۂ خاندیس مین جمند کا فوجدار مقرر ہوا - فرخ سیر کے عہد سلطنت مین ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۱۹ء
آصف جاہ نظام الملک کے ساتھہ ہوا جو اوس زمانہ مین دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا - نور اللہ
آصف جاہ کی مان کا قرابت دار قریبی تھا - سید دلاور علی خان و سید عالم علیخان سے
جنگ کے وقت اوسنے بہت بہادری کی اوس وقت اوسکو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر کا
لقب عطا ہوا - جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہہ ہراول یعنی اول حملہ مین لشکر مین تھا جب
آصف جاہ کل جنگ و جدل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہون کو زیر کیا تب اوس نے
قادر داد خان کو پنج ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی - قادر داد خان
کو اوسکے ایک نوکر نے قتل کیا - چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اوسکی جاگیر
مین سے سیر جانے گانون واقع صوبہ اورنگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گانون واقع خاندیش
اوسکے رشتہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ مین کہ کتاب معاصر الامرا تحریر ہوئی یہہ دونون
مقام اوسکے خاندان کے قبضہ مین تھے - مؤ کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین
رشید خان و ہادی داد خان دکن مین ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
اول نواب مذکور شمس آباد مین میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور مؤ اسکے دو سال
بعد آباد ہوا - نواب کی فوج جو مؤ مین رہتی تھی اوسکی تعداد حسب ذیل تھی طوبیہ سوار محمد زئی
۶۰۰ ورک زئی ۹۰۰ ولارک ۴۰۰ غلزئی ۴۰۰ خلیل ۳۰۰ خٹک ۲۰۰ متنیا ۳۰۰ لوہانی ۲۰۰ آفریدی
۵۰۰ بنگش ۱۰۰ کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی -

رام پور واقعہ پرگنہ اعظم نگر

دکھسی پور فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہی عوام کا بیان ہی مئو کو آباد
کرتے وقت رام پور دکھسی پور کے راٹھور سرداران قوم راٹھور سردار مزاحم ہوئے مسلمانون
نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمد زئی و داؤد خان و یار خان و مرہان خان طوبہ و میر خان
جنگ کنہسی پور کے قریب ان لوگون پر فتح نمایان حاصل کی - رام پور کا راجہ زخمی مین ہوکر ابہر
ہوگیا - رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہی مگر لداؤ کا مکان ہی اور نہایت مستحکم بنا ہی
اسپر کچھہ کتبہ نہین ہی یہہ مکان بڑھ گنگا اونچے کنارہ پر واقع ہے - مسٹر تھوم صاحب کلکٹر مسابق
نے ۱۸۲۲ء مین اسکی مرمت کروائی اسکے ایک جانب ایک پختہ حصار مین نواب کی بیگم کی قبر
ہے ان قبرون کے گرد پرانے درخت اسوپالو اور نیم کے ہین - خان زادون مین سے
ایک پیر زن وہان محاور رہے سیتا خان خان زادہ کی چوپال مین ایک چپٹا پتھر کوئی
دس من وزن کا پڑا ہی جسکی نسبت عوام کا بیان ہی کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اوٹھا کر گنگا پر
لیجایا کرتا تھا اور اسپر کھڑا ہوکر نہاتا تھا - مورخ کے نزدیک یہہ بیان خالی از مبالغہ نہین ہے
نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہین اسمین کچھی اور کچھہ خان زادے رہتے ہین
دو پھاٹک ابھی تک موجود ہین اور کچھہ اینٹ کا کھنڈر بھی باقی ہے - کچھہ حصہ اس جگہ کا
آجتک محلہ گاؤ خانہ کے نام سے موسوم ہی اور بڑا بازار بھی کچھہ باقی ہی اس مین ایک مسجد
ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہین اسپر کتبہ وغیرہ کچھہ نہین ہے - دو سال ہوئے کہ نظام علی خان
سنا محلہ قلعہ والے نے اسکی مرمت کروائی ہی یہہ شخص حیدرآباد مین ملازم ہی شمس آباد کے
متصل خان پور مین ایک بارہ دری مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہی

اور مؤمین ایک محلہ اوسکے نام سے مشہور ہی یعنی اسکو کوٹ مرزا جانی کہتے ہین نواب بہادر خان
کے فرمانبردار مین واقع کنارہ دریاے گوداوری پر ہے اسجگہہ اوس نے وفات پائی پرگنہ
شمس آباد مین ایک گانون اسکے نام سے موسوم ہی جسکو ہادیداد پور کہتے ہین - بی بی
ربیعہ زوجہ الہام اللہ خان پسر رشید خان نے ایک سرا اور ایک باولی موضع کبیر پور مین
بنوائی ہے یہہ موضع مؤ سے جانب جنوب اور قائم گنج سے بسمت مشرق واقع ہی - آفریدیون
نے سرائے کو تو گرا دیا اوسکی اینٹ لکڑی اپنے مصرف مین لے آئے مگر باولی ہنوز باقی ہے
گو بالکل بے مرمت ہی اس باولی کے اطراف کی جگہہ اب تک سہ ای بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہی ایک موضع جسکو آگے سید پور کہتے تھے درمیان مؤ و چک مور رشید آباد کے واقع
ہے اسکو اب کٹرہ رحمت خان کہتے ہین یہہ رحمت خان مرزا جان کا پرپوتہ تھا لیکن اجداد ان
نواب عطائی خان کے نام سے مشہور ہوا سبحان خان ایک دوسرے سردار نے موضع بہرپور
اور سرنو آباد کیا جو قائم گنج کے جنوب ہی اور اوسکے نام سے سبحان پور کہلاتا ہے - ہمیر پور کی
زمین پر کہ وہ موضع مؤ کے مغرب بسمت ملحق ہی جمین خان زادون کے جد اعلی پیر اوشان کا مزار
ہے اور موضع مذکور اوسکے واسطے وقف ہی جس پٹواری نے مجھے یہہ موضع بتلایا اوس نے
بلا اشارہ ہمارے کہ اسکا صحیح تلفظ اوشان بہ الف ممدودہ اپنی زبان سے کہلا جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ لفظ اوشان صحیح ہی وہ لفظ روشن غلط ہی مؤ رشید آباد رشید خان کی
نسل مین جاگیر رہے نواب مظفر جنگ نے درمیان ۱۷۵۱ء و درمیان ۱۷۹۶ء مین اسے
ضبط کر لیا اب اونکے پاس فقط دو چار ٹکڑے اراضی معافی کی ہے - اس خاندان کا

ایک شخص اب دس روپیہ ماہواری کا ہیڈ کانسٹبل ہی اور اس مین خوش ہی۔ بم ٹیلا اس نام کی دو وجہ تسمیہ بیان ہوتی ہین اول یہہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے گنگا کے اشنان کے وقت اپنی عورت کو وہان کے برہمن کو حسب معمول دان کر دیا اور بعد ازان پھر اوس سے بہت روپیہ دیکر خرید کر لیا۔ برہمن نے علاوہ اور شرائط کے یہہ بھی ایک شرط کر لی تھی کہ اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلاوے دوسری حکایت یہہ ہی کہ ایک راجہ نے ایک برہمنی کو اپنے گھر مین ڈال لی تھی اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) ہاتھی رام جسکی اولاد بھاؤ پور جسمی دیوریہ رد دہارا نگر وساٹھن پور مین رہتی تھی (۲) نیل دیو جسکی اولاد ہلاون وکھارم پور وگرٹھہ پر قابض تھی (۳) سب سکھ اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اسکی اولاد ہاتھی پور مین ورواجپور وغیرہ پور وبرون مبسوہ مین رہتی تھی۔ اوّل۔ بندن شاہ اسکی اولاد عدولی ورشید پور پر قابض تھی۔ ۳۔ چھتر سنگھ جسکی اولاد برون ایک بسوہ و بابر پور مین سکونت رکھتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس خاندان کے بانی سے اب تک جو دہ پندرہ پشتین گذری ہین مگر بوقت بندوبست جب آواج پور کے زمینداروں سے دریافت کیا گیا تو وہ چھ پشت سے آگے نہ بتلا سکے۔ بم ٹیلا پرگنہ پہاڑا سے باہر نظر نہین آتے ہین یہہ سب آٹھ گانون کے بم ٹیلا دو بادن گانون کے بم ٹیلا مین منقسم ہین منجملہ آٹھ گانون کے اون موضعات مین جو شہر سے مغرب طرف واقع ہین اونھین کو اختیار حاصل ہے بالخصوص بھی قریب آٹھون موضعون مین اونھین کی زمینداری ہے ان مین سے بعض بعض مسلمان بھی ہین اور بادن موضعون مین سے فقط تیرہ گانون مین انکا نشان پایا جاتا ہے بقیہ سے موضع شہر مین شامل ہو گئے ہین اور جو باقی ہین وہ محض مختصر طور پر اور کم حیثیت لوگ

آباد ہین۔

بندیلکھنڈ سے متعلق دلیل خان کی بابت حکایات

منصف کتاب ہذا اسٹراٹان کھنڈل صاحب حاکم بندوبست کے نہایت مشکور ہین کہ اوسکے ذریعہ سے دلیل خان کے حالات جو اوسکے منصرم بندوبست پنڈت متھراپرشاد نے جمع کیے تھے حاصل ہوئے اور منصرم مذکور نے یہہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہین اکثر حال تو اوسکو روپ رام نام ایک برہمن دیرینہ سال و پرگنہ مودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم ہوا سنا ہے کہ دلیل خان محمد خان بنگش کا بیٹا تھا اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اوسکے والد نے اوسکو راجہ چترسال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اوسکو متبنی کیا اور جب سن تمیز کو پہونچا پرگنہ سوندھا یا ہمبوندا اوسکو عطا کیا۔ دلیل خان نے اپنے بھتیجے مراد خان کو ہمبوندا کا تھانہ دار مقرر کیا۔ بعد کچھہ عرصہ کے پردے سا ہ ولد چترسال کسی فریب کار روائی سے دلیل خان کو نارائض کیا اور دلیل خان نے عزم جنگ کیا اور ہندو راجاؤن کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ کسی وقت دلیل خان ہمکو بید خل کرے کیونکہ چترسال نے گویا مار آستین پالا ہے لہذا سب نے متفق ہوکر اور تلوار ہاتھہ مین لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب مین شاستر اور گنگا جلی کی قسم کھائی اور سب راجے پنا دتیا دیہ کھاری سے روانہ ہوئے اور باندہ آکر مجتمع ہوئے۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تیس سردار تمھارے قتل کے ارادہ سے آئے ہین۔ دلیل خان ہمبوندا سے روانہ ہوا اور راستے مین مونگش کے جنگل مین شکار کھیلتا ہوا پیپرونڈا کی راہ سے الونا کو پہونچا مونگش باندہ سے چھ میل شمال مشرق ہے اور پیپرونڈا

مونگیش سے سات میل سمت مغرب ہے اور الونا قریب چھ میل پھیروندا سے ہے - الونا مین اوسنے
دریاے کین کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا بندیلے مودہا پر چڑھے جو الونا سے تیرہ میل مغرب کی جانب
ہے اور ہر ایک گانون یعنی - مکراون - واچھر پلا - وبھر پلا - وبندوہی - وانکوٹھا - وپیروندا کی
طرف پڑے - یہ سب مودہا سے تین یا چار میل شمال مغرب مودہا سے واقع ہین جگت راج کا لشکر
مکراون مین تھا - اور کیرت راج موضع پوتھا بزرگ کو گیا جو دریا وبٹھوا پر مودہا سے سولہ میل شمال
کی طرف پرگنہ سمیر پور ضلع ہمیر پور مین واقع ہے جب کیرت راج اپنے متعلقین لشکر کو وہان چھوڑ گیا
تو وہ مقام کرات پور کے نام سے مشہور ہوا ایک روز دلیل خان شکار کھیلنے کھیلتے الونا سے بہوسی
کو گیا جو کین پار دو مین میل کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے پڈہوری کو گیا جو وہان سے ۲ میل آگے ہے
اور مودہا سے فقط چار میل ہے مودہا کے مسلمانون نے اوسکی جہالت کی شکایت کی اور کہا یا تو تم
ہمارے گھر مین پناہ گزین ہو یا سبونداکو واپس جاؤ اور کہا اگر مین واپس جاون تو بڑی بیغیرتی
کی بات ہے کیونکہ میرے ساتھ میرا بھائی ابراہیم خان - وعنایت خان - وحیدر خان - وہمت خان
ومعزالدین خان وسید حامد علی - وبازخان - ومختار خان - وحیم خان - وپانسو دیگر جوان
ہین - اور اپنے سپاہ کی جانب مخاطب ہوکر کہ جن جن لوگون کو بمقابلہ آبرو کے اپنے زن وبچہ
زیادہ عزیز ہین اون سب کو تنخواہ دیکر مین ابھی رخصت کرتا ہون ایک جماعت افغانون نے
اوسکا ساتھ چھوڑا اور باقیون نے اوسکے ہمراہ بھونڈے سے مودہا کی جانب کوچ کیا -
ہمت خان دلیل خان کا بڑا دوست تھا اور ہمیشہ نواب کے قریب قریب رہتا تھا اور اوس سے
گفتگو کیا کرتا تھا اوس روز ہمت خان دلیل خان کے قریب افیون کی پینک مین گھوڑے پر

سوار تھا دلیل خان نے اوس سے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ اگر ہمت مضبوط ہے تو بالآخر ہمکو فتح فیروز نصیب ہوگی۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے حیدر خان نے جو کہ پیچھے تھا گھوڑا بڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ ہمت خان فقط روٹیون تک کا تھا اوسنے تو بڑی سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ مین ہمت خان ہون جب وہ کورہٹانان پر پہونچے نواب نے اپنے ساتھیون سے کہا آؤ اوتر کر ناشا کرلین۔ اسکے بعد سب کے سب اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئی اور تلوارین کھینچ کھینچ کر حملہ کے واسطے آمادہ ہوئے اس عرصہ مین بوندیلہ مکرانو و تاندوہی سے بڑھے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ روز اول بچاس پٹھان اور تین سو بندیلے کھیت رہے۔ دوسرے روز ایکسو پچاس پٹھان شہید ہوئے اور چار سو بوندیلے مارے گئے۔ حیدر خان مکرانون تک بڑھ گیا اور بڑھتے وقت پانچ سردار اور ساٹھ سپاہی بوندیلون کے مارے وہ خود مکرانون مین مارا گیا اوسکی قبر ایک تالاب کے پاس پختہ سڑک سے جو ہمیر پور کو جاتی ہے مغربی جانب ہے اور حیدر شہید کے نام سے مشہور ہے۔ سید حامد مودہا کی مشرق سمت مارا گیا اور اوسکی قبر قریب تیس کوس کے فاصلہ پر شہر سے شرق طرف ہے اور حامی شہید یا حامد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ بازخان کے قریب شیخ حامد پیر کی درگاہ کے قریب ہے اور باجاسر موشہید کے نام سے مشہور ہے۔ عنایت خان کی قبر باندہ سے و جلال پور سڑک سے جنوب کطرف ہے اور اوسکو عنائی شہید کہتے ہین۔ خود دلیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اوسکے ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ مودھا مین مارا گیا جو اوس زمانہ مین بالکل جنگل تھا ابراہیم خان ثانی اوس مقام پر مارا گیا جہان اب عبدالکریم قانون گو کا

مکان ہے وہان مودی شہید کی ایک درگاہ ہے بے شک یہہ معزالدین کی درگاہ ہوگی۔ یہان
ایک اور شہید کی قبر ہے جسکو بابا شہید کہتے ہین مسٹر کنی کلکٹر سابق نے نئی سڑک نکالتے وقت اسکی مرمت
کروائی ہے۔ مودہا اور اوسکے اطراف مین اور بہت شمار قبرین ہین۔ کہتے ہین جس روز کہ دلیل خان
مارا جاویگا اوس روز بوندیلون کو موضع تک ہٹا لیگیا تھا جو مودہا سے چار میل جنوب مغرب مین ہے
یہان ایک بوندیلے نے بحالت مایوسی دیسرا ایک ہاتھ چلایا اور اوسکا بایان ہاتھ اوڑا دیا جہان
یہ ہاتھ گرا ہے وہان پر بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شہید کہتے ہین یہہ پختہ سڑک سے جو منگلون کو جاتی
ہے مشرق سمت واقع ہے۔ آخر کار بوندیلے دلیل خان اور مودہا تک ہٹا لے گئے اور یہان اوسنے
شربت شہادت نوش کیا یہان اوسکا مزار ہے اور ایک سبد اور ایک کنوان ہے اور آجتک
بدستور باقی ہے عوام کے نزدیک دلیل خان کی تاریخ شہادت سمت ۱۷۹۲ مطابق ۱۷۳۵ء کے ہے
اسمین چودہ سال کی غلطی ہے کیونکہ صحیح تاریخ ماہ مئی ۱۷۲۱ء ہے اوس زمانہ کے ہندی شاعرون
نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے مدح مین تصنیف کیے ہین جو اب تک زبان زد
خلائق ہین۔ روپ برہمن دمودہا کی شاکر نام ایک مسلمان دمیورا کے سردار خان نام ایک پٹھان
کی زبان سے سنکر تحریر ہوئی دمیورا مودہا سے تین میل جنوب مغرب مین ہے۔ جسوقت ہردیشاہ
جگت راج و موہن سنگہ نے گنگا جل کی قسم کھائی موہن سنگہ بچانگر کو بھاگ گیا جو مہوبہ سے
دو میل سمت مشرق ہے تب ہردے شاہ نے شرکت سے انکار کیا اور جگت سنگہ اکیلا روانہ ہوا
شاعر نے دو دوہے مندرجہ چیرسال کی زبان سے تصنیف کیے ہین۔

دوھا

موہن ماٹی لے رہے ہردے ساہ گئے رسائے جگت اکیلے لڑت ہین وہ دکھ سہو نجائے

मोहन माटी ले रहे हिरदे साह गये रिसाये

जगत अकेले लड़त हैं वुह दुख सहो न जाये

یعنی۔ موہن نے شرکت سے کنارہ کیا ہر دیساہ خفا ہوگیا۔ جگت سنگھ اکیلا لڑتا ہے یہ دکھ سہا نہین جاتا ہے۔

چترسال نے ایک طول طویل چٹھی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو۔ موڈھا کے باشندونکو یہ دوہے زبانی یاد ہین۔

دوھا

ہردے ساہ سے بنھلی کیرت سین کپوت بیٹا کہیے دلیل سے بنگش بنت سپوت

بھائی محمد خان نے ڈارو موری گود تب سے تم بیٹا مرے جگت سمان سبودھ

موہن ٹھاڈوے گئے ہردے رہے لوکائے تم ہو کنیا وادیہہ تومین جگتے لیون سمجھائے

हिरदे साह से नीहं भली कीरत सेन कपूत -

बेटा कहिये दलेल से बंगश वंत सपूत

भाई मुहम्मद खान ने डारयो मोरी गोद

तब से तुम बेटा मेरे जगत समान सुबोध

मोहन ठारा है गये हिरदे रहे लुकाये

तुमहूं कन्यावा देहू तो मैं जगति लेहूं समझाये

یعنی - ہردیساہ نے مجھے دہو کا نہین دیا کیرت سین نافرمان ہے - دلیل خان سے بجو بنگیش خاندان سے ہے اور جسکو بھائی محمد خان نے میری گود مین دیا ہے جواب میرا بیٹا ہے اور میرے نزدیک سب دنیا سے بہتر ہے - کہو موہن بھاگ گیا ہے اور ہردے ساہ پوشیدہ ہو رہا ہے تم بھی کان لگاؤ اور مین جگت کو سمجھا لونگا -

جواب منجانب دلیل خان -

دوہا

تم راجا مہاراج ہو سب راجن مین جیج اب دلیل کیسے سٹے دو ہو دین کی لج

तुम राजा महराज हो सब राजन में ढुज्ज

अब दलेल कैसे हटे दोहू दीन की लज्ज

یعنی - آپ راجہ مہراج ہین اور سب راجون مین زور آور ہین - اب دلیل کس طرح کنارہ کرے اسمین دونون دین کی بیعزتی ہے -

مختلف دوہے

بہت جگیرین تم چرین کھایو گھی اور کھانڈ جو نا دلیلے مارہو تو گھر گھر کرہے رانڈ

बहुत जगीरें तुम चरीं खायो घी अरु खांड़

जो ना दलेले मारहो तो घर घर करिहै रांड़

یعنی - تمنے بہت گھی اور شکر کھایا ہے اور جاگیرین حاصل کی ہین اگر دلیل کو نہ مارو گے تو گھر گھر

بیواؤن سے بھر دیونگا

بطلب مدد بنام ہردیساہ

دوہا

گاڈی تھاکی مارمین بچھولن کری نہ پیش	اب گاڈی ڈھرکاے دے دیوُل دیس ہردیش
گاڑی ٹاکی مار میں بکلن کری نہ پیش	اب گاڑی ڈھرکاے دے دیول دیس ہردیش

یعنی۔ تمھاری گاڑی دلدل مین پھنسی ہے اب لڑکون کا ساتھ نہ کرو اب ای ہردیساہ اپنے ملک کو مدد دو۔

جواب ہردیساہ

سیکھ مورمانی نہین جگت ڈھٹائی کین	تیکسے اب موڑے پڑی پھیر سرن مسلمین
سیکھ مور مانی نہیں جگت ڈھٹائی کین	تیسے اب موڑے پڑی پھیر سرن مسلمین

یعنی۔ میری صلاح نہ مان کر جگت نے اپنی مرضی موافق کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اطاعت کو آیا۔

اشعار در مدح دلیل خان

گج بھر چھاتی دلیل کی نیں بسے کا جوان	جوت مین جوت سماگئی پایو بدنردان
گز بھر چھاتی دلیل کی نیں بسے کا جوان	جوت مین جوت سماگئی پایو بدنردان
ساری سرن سکیل کے مرن کیو اک ٹھور	جیون تپنگ دیپک جری پایو دھنیو دلیل
ساری سرن سکیل کے مرن کیو اک ٹھور	جیون تپنگ دیپک جری پایو دھنیو دلیل

دِلّی سے دلیل خان چلیو کھڑگ گہہ ہاتھہ

डिल्ली से दलेल खां चल्यो खड्ग गहि हाथ

جگت راج سہراج سون مار مودہا بیچ	بھئی جُدہ پٹھان کی بہیو رکت کی کیچ
जगत राज सहराज सों मार मोदहा बीच	भई युद्ध पठान की बह्यो रकत की कीच
تین دِوس پٹھان نے کر وبڑو گھمسان	جگت راج کمپت بہیو چھوڑ بھگیو میدان
तीन दिवस पठान ने करो बड़ो घमसान	जगत राज कम्पित भयो छोड़ भग्यो मैदान
چوتھے دن دُوپہر کو گھیر بوندیلن لین	تب دلیل بھوئی مان گرے کھڑگن گھائی کین
चौथे दिन दो पहर को घेर बुन्देलन लीन	तब दलेल भुइं गिरे खड्गन घाई कीन

یعنی۔ دلیل کا سینہ ایک گز چوڑا ہے اور وہ کامل سپاہی ہے۔ روح روح مین ملگئی اور اوسکو بہشت حاصل ہوئی۔ اپنے سب ساتھیون کو جمع کرکے وہ میدان مین مارا گیا جیسے پروانہ شمع پر جلتا ہی اسی طرح دلیل لڑائی مین گھس پڑا۔ دلی سے دلیل خان تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے آیا اور مودھا مین جگت مہراج سے لڑا۔ جنگ اس قسم کی تھی جیسے مشاق کشتی باز لڑتے ہین اور زمین پر خون سے دلدل ہوگیا۔ تین روز تک پٹھان بخیر لڑتے رہے۔ اور جگت کانپ کر میدان سے بھاگ گیا۔ چوتھے روز بوندیلون نے اوسے گھیر لیا اور وہ زمین پر گر پڑا اور بندیلون نے اوسکو زخمون سے چور چور کیا۔

اشعار ذیل سردار خان ساکن بہمور پرگنہ موہا کی زبان سے

دوہا

بیلو تو سہو ڑا گڑہ مین جن آن کے کھوج کیو لڑنا — گہی تیر کمان ار و سیلہ مونگش کے رمنا

मेलो तो सिंहूड़ा गड़ में जिन प्रान के खोज किये लड़ना — गहि तीर कमान हि करूं मेले हू मुंगल के रमना

سب جنگ کے اوپر کو دیو دجس چیل جھکو ڈہری ہرنا — سب اُن کے دبر سوچ گیو جب بیل دیل دہنسو پرنا

सब जंग के उपर कूद परो जस चील्ह झकोर गहे हिरना — सब गजन के धर सोच गयो जब पेल दिलेल धंसो परना

مونگش چھوڑ ٹھان چلیو پیر پیڑ مین کین مقام دیلا — کھیل شکار ہنے مرگ جال سو گولن مار کیو بگھ میلا

खेल शिकार हने मृग जाल सो गोलिन मार किये बघ मेला

پیر پیڑ ہی چھاڑ الون رو میو کرو ناوتی کی تٹ کین جھیلا — مُجلسی ہو ئی آن پنڈ ہو ری ٹکیو لڑیو جا بندیل سو بہر لا

पेर पेड़ ही छांड़ अलोन रुयो करम वती के तट कीन डमेला — भुन सो सूयर प्रान पंडो रि टिको लड़यो जाये बुन्देलन सो बहुरेला

کجل سے کارے مدمتوا ری اوٹھے دتارے ہول ہلی — محمد کا نندن اوٹھا جکندن یارن بولے علی علی

महमद का नन्दन उठा जकन्दन यार बोली चली चली

چلی اٹھ نالین اور ست نالین اور بڑی جنجال چلی — بھو بھات چلیو رچھیون کی ہیلا مرد دلیلا باہ بلی

बहु भांत चले बरछी के हेला मर्द हलेला बाहु बली

توپن کی تڑک کڑک کر دانن کے بانن کی جھمک بدری جھڑ لاؤ ہے

کڑہی چپ نال چھون اور دیکھو اک بیر مگل او بندیلو اک لہر لگاؤ ہے

तोपन की तड़क कड़क किर बानन की बानन की झमक बदरी झड़ लावो है ॥

کڑی چپنال چھن ہور دیکھو ایک بیر مُغل ہی بندیلو ایک لہر لگاوو ہے

لوہے کے دریاؤ مین دریاؤ راؤ دلیت چلی مگلانی ترکانی بہو کاؤ ہے

لیجیو لڑائی ہیان کٹرگن کی دہائی یارمودہا کے مابیچ کھیت جھڑواوہے

लोहि के दरियाव में दरियाव राव दलपत चली मुगलानी तुरकानी बहुकावो है॥

लीजियो लड़ाई ह्यां खड्गन को भाई यार मोदहा के मार बीच खेत मर बावो है॥

جب لڑائی کی گفتگو آئی وہ سب سہوند امین جمع ہوئے تیروکمان لیا اور شکار کے واسطے مونگش کو چلے اور دشمنون کے درمیان مانند چیتے کے کود پڑے جیسے وہ ہرن پر جھپٹتا ہے اور اوسکو پکڑتا ہے جب دلیل خان گھسا تو سب راجہ خوف زدہ ہوگئے پٹھان مونگش سے چلے اور دلیل نے پیرنیڑہ مین مقام کیا اوسنے ہرنون کے غول کا شکار کیا اور اوسکی گولی نے بہتونکو مارا۔ پیرنیڑہ سے چلکر وہ الون مین قیام پذیر ہوئے۔ اور کرنا ولی کے کنارے پر ٹھہرے بہوسے سے گذر کر بندہوڑی مین مقام کیا اور ہر یلا مین بندیلون سے جنگ کی۔ کاجل کے سے سیست ہاتھی کیطرح اپنے دانتونکو اوٹھاکر سب کو اپنے سامنے سے بھگا دیا۔ محمد کے بیٹے نے جست کی اور اوسکے یار بولے علی علیؑ۔

آٹھ نالی وسات نالی توپین چلین اور بہت سی جنجالین سر ہوئین۔ اور بہت طور سے شجاع دلیل نے بے شمار کو مارا۔ توپین گرجتی تھین تلوارین چمکتی تھین اور بان سنسناتے تھے جسطرح سے بجلی وبادل ہوتے ہین۔ ذرہ اونکی طرف دیکھو تو اونھون نے چہتال کھینچے ہین ہر طرف سے مغل و بوندیلے ایک ہوکر حملہ کرتے ہین بہتیرے راجا وسپاہ کے سردار خون کی ندی مین ہین مغلانی اور ترکانی بیدل ہوگئے ہین یار و جنگ کی گفتگو سنو کیسی تلوار ہو دہا کے میدان مین چلی اور کیسی فتح ہوئی۔

اشعار در مدح اسپ دلیل خان

खोदत खुरन धरन येही रकेब पांयं	बायु से उड़ाये रही थिनी रंग है ॥
पालें खांड घी महेला मिरच मुद्द पाय	पुट्टन पनारे परीं यही माते तंग हैं ॥
जकरे जंजीरन से पकरे लई स दुई	सकरें दुराबत करत जोर जंग हैं ॥
कलें दार नुकरे निकन्दर जुरावर ज्वान	कंचन सो ढारे है बनाये अङ्ग अङ्ग हैं
मूल ताश बादले की पांय रंग रंग हैं ॥	हरी पेरी स्याह सेत बैजनी कुरंग हैं ॥
चंग से चढ़त जोर जंग से मतेग हैं ॥	साहब ससगर से से सैद के तुरंग हैं ॥

سانچے مین ڈھلے ہین اور شکل وصورت مین نہایت سُڈول ہین انکی پیٹھہ پر زربفت وتاش باد کی سبز وزرد وسفید دار غوانی رنگ برنگ کی جھولین پڑی ہوئی ہین وے کودتے اور جست کرتے ہین زور مین وہ ہاتھی سے قوی ہین - اصغر صاحب بڑے مالک گھوڑی ایسے ہین -

دوھا

محمد خان کا پوت سپوت دلیل کری جھک جھور بندیلون سے کڑھی بہتیگ لگی نہین بیگ سے چھپر پھوڑ کریجون سے
मुहम्मद खान का पूत सपूत दलेल करी झिक झोर बुन्देलों से।
कढ़ी बहु तंग लगी नहिं बेग से छप्पर फोर करेजों से॥

جُرین دل بیر لڑین بل بیر مورین موہرے فوجون سے گئے کربان دلیل پٹھان بدیو کر چھیر سو موچھون سے
जुरे दल बीर लड़ैं बलबीर मुरैं न मुहारें फ़ौजों से॥
गहे किरपान दलेल पठान बह्यो कर फेर सु मुक्कों से

یعنی - دلیل محمد خان کا بیٹا تھا اسنے بہتیرے بندیلون کو منتشر کر دیا تلوارین بیشمار کھنچی تھین ذرا بھی توقف واقع نہ ہوا وہ ایسے شجاع تھے کہ انکے جگر کے زور سے کپڑے پھٹے جاتے تھے فوجین مقابل ہوئین اور خوب بہادر سے جنگ ہوئی - گو اونپر نہایت سختی ہوئی مگر اونھون نے دشمنون کے سامنے سے زمین نہ چھوڑی تلوار سوت کر موچھون کو تاب دیکر شجاع دلیل پٹھان گھسپڑا -

اشعار ذیل اوسوقت کے ہین جبکہ دلیل خان نے مودہا کے مسلمانون کی عرضی کا جواب دیا

مین دلیل خان کیا ہٹون موہی بنگش کی آن موہ پر پنجہ محمد شاہ کا جنکی یہہ کرپان
मैं दलेल खां क्या हटों मोहि बंगश की रपान मुहपर पंजा महम्मद शाह का जिनकी यह किरपान
ان ٹھینٹی باندی اٹھی سنکھہ جو جھین گے جنگی جوانی کے بیچا کسم سکیچا این ڈرینگے ہُردنگی

इं पतनेते बांधे रेवे सम्मुख जूरे गे जंगी ॥	ज्वानो के बीचा कसमस कीचा इं नइसे हुरंगी
कहे मर्द दलेला रण में पेला चली २ कर बज्र नंगी	भागेंगे राजा सब महराजा देख हमारे खंड नंगी

یعنی - میرا نام دلیل خان ہے مین کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہون ننگبش کی آبرو میرے ہاتھ ہے مجھ پر نچھ
محمد شاہ کا ہون جسکی یہہ تلوار ہے پٹھان کی غرت میرے گرد ہے مین مقابل ہوکر لڑونگا پٹھان اپنی
جوانی کی شجاعت سے سخت جنگ مین گھس پڑینگے وہ کسی معرکہ سے نہین ڈرتے ہین
راجا اور مہاراجا میری ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوینگے شجاع دلیل نے یہہ گفتگو
میدان مین کی اور علی علی پکارا اٹھا جیسے ہندو ہنومان کو پکارتے ہین -

اشعار زبانی دلیل خان کے جب اوسنے اپنے ہمراہیونکو آتے دیکھا

बेटा मेरे मुराद खां भाई इब्राहीम ॥ ॥ ॥	हामिद हैदर फतेह खां खाया बाद मेरे फतीम
मेरे इनायत खांन पुन पहिलवान पठान ॥	मेरा जीवन व्यर्थ या यह कहि गही कृपान

یعنی - میرا بیٹا مراد خان اور بھائی ابراہیم خان چل بسے اور حامد حیدر اور فتحخان افیون کھا
کھا کر مر گئے رعنایت خان بھی مرے نہایت قوی پٹھان تھا اب میرا جینا محض بے سود ہے
یہہ کہکر تلوار لیکر گھس پڑا جب دلیل خان بوندیلون مین گھس پڑا تب بوندیلون کے شاعر
نے یہہ شعر کہا -

بندیل کی ہلیل مین دلیل بھگے جات ہین

बुन्देल की हुलेल में दलेल भगे जात हैं ॥

یعنی - بوندیلون کے بہرون کے سامنے دلیل بھاگے جاتے ہین - ایک بوندیلے نے اوسکو ملامت کرکے کہا تجھکو یون لکھنا چاہیے تھا -

دلیل کی ہلیل مین بندیل بھگے جات ہین

दलेल की हुलेल में बुन्देल भगे जात हैं ॥

یعنی - دلیل کے حملہ کے سامنے بوندیلے بھاگے جاتے ہین

نواب قائم خان

سنہ ۱۷۴۱ء اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلا مزاحمت مسند نشین ہوا ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ سنہ ۱۷۳۱ء مین دلیر خان کے انتقام لینے مین مشغول رہا اور جب سنہ ۱۷۳۹ء مین اسکے پدر محمد خان کو مرہٹون نے گھیر لیا تھا اسنے اوسکو چھوڑانے کے واسطے فوج مجتمع کی محمد خان کی آخر عمر مین اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دہلی مین سکونت اختیار کی - بہت سی حکایات اس قسم کی مشہور ہین کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند بہادر کا لقب عنایت کیا تھا مگر چونکہ وہ حکایات محض بے حقیقت ہین اونکے بیان کی چندان حاجت نہین ہے وہ زبردست سُنّی تھا پنجوقت نماز ادا کرتا تھا اور جمعہ کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہین کہ وہ علما کا بڑا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا بڑا شائق تھا اور بادشاہی شکارگاہ مین دہلی مین اسے شکار کھیلنے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شہسوار تھا

اوس زمانہ مین نیزہ بازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
اسکی دکھن مین بھی شہرت تھی اسپر سوار ہوکر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اونکو مار لیا کرتا تھا
بہتیرے سوارون نے اسمین کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کامون مین بھی
وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھ سے توپ ڈھال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا میں
چالیس برس گذرے ہین کہ اوسکے ایجاد کیے ہوئے جوتے قائم خانی کہلاتے ہین اور مؤلف قائم گنج
مین انکا بڑا رواج تھا۔ کہتے ہین کہ اسنے ۸۴ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
نہین ہین۔ ایک دفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھ نیزہ بازی تیر کی آزمایش
کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا نواب نے میٹھی مین رہنے کو مکان دیا اور چھ مہینے تک اسکی بڑی
خاطر اور مدارات کی اور اس عرصہ مین اوسنے مؤکے پٹھانون سے جو پونا مین نوکر تھے دریافت
کر بھیجا کہ یہہ شخص کس غرض سے آیا ہے اونھون نے جواب لکھا کہ جس ہنر مین تمکو شناقی حاصل ہے
اوسمین یہہ شخص بھی مہارت رکھتا ہی باوجود مجھسے محمود خان کی ممانعت کے اس ہنر آزمائی کیواسطے
ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکارپور مین تیار رہین شکارپور
شہر سے تین چار میل شمال مغرب مین ہے یہان گنگا کے کنارے ایک بڑا وسیع میدان ہی جہان فوج
کی قواعد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھ لیکر وہان گیا۔ دو پہر تک
دونون لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا حسب دستور قوم مرہٹہ کے بازو پر سب کپڑون کے
اوپر ایک رومال بندہا تھا۔ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ مین اس رومال کو نیزے کی نوک سے
اسکے بازو سے اوتار لون۔ نواب نے اسکو چھوتو کئی دفعہ لیا مگر چونکہ پسینے کے باعث سے گرہ مضبوط

مضبوط ہوگئی تھی کھل نہ سکا آخر کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد نواب بکامیابی تمام گرہ کھلکر
رومال اپنے نیزے پر اوڑا لیگیا۔ مرہٹہ کو بہت کچھ تحائف نذر کیے مگر اوسنے قبول نکی کیونکہ وہ خود
اپنے ملک مین شریف تھا۔ اسکے بعد مرہٹہ رخصت ہوکر بنا کو روانہ ہوا قائم خان کا گھر اٹھی کے
قلعہ مین تھا اور یہہ اوسنے اپنے والد کی حین حیات تعمیر کرایا تھا۔ یہہ مکان شہر سے ایک میل نئی
اٹھی کی حد مین جنوب مشرق سمت واقع تھا یہہ نئی نواب کی آباد کی ہوئی ہے اسکے گرد خندق
اور کچی شہر پناہ ہی اور برج بھی تھے جنکا نشان اب تک باقی ہے قلعہ کے آثار و اوسکے مکانات
۱۲۷۳ھ مین باعث بغاوت اوسوقت کی نواب رئیس کے ضبط سرکار ہوگئے اور نیلام کردیے گئے
علی محمد نام اٹھی کے ایک باشندہ نے خرید کیے ہین یہہ شخص اوسوقت وہان کا تحصیلدار تھا اسنے اوسکی
اینٹ سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان بنوایا ہی اور قلعہ کی زمین پر میوہ دار درخت
لگائے ہین۔ قادری دروازہ کے باہر جو کھولا باغ آم کا مشہور ہی قائم خان کا لگایا ہوا ہی آمبلی ایک
لاکھ درخت ہین یہہ باغ درمیان حدود خان پور۔ بڑھپور و چاند پور و مسینی و نیک پور کلان کے
واقع ہے اور اب بھی ایک سو اٹھاون ایکڑ زمین پر ہی۔ جنگ روہیلکھنڈ پر جانے سے قبل اوسنے
کمال خان جنبلی کو یہہ حکم دیا کہ کالے برج اور ترپولیا کے دروازہ کی تعمیر پوری کردے۔ یہہ نواب کا
آخر کام تھا۔ نواب کی سالگرہ کے روز قلعہ خوب آراستہ کیا جاتا تھا یارہ دری و بلند محل مین
سلطانی بانات کے شامیانے تقیشی زربفت لگائے جاتے تھے۔ بارہ سو چوب سونے چاندی کی
اوسکے توشہ خانہ مین تھین زربفت کا پردہ کمانین دروازہ پر لٹکایا جاتا تھا کسی کا گھوڑا یا پالکی
یا ہاتھی قلعہ مین نہ آنے پاتا تھا سب کو گو کیسے رتبہ کے ہون قلعہ کے دروازہ پر اوترنا پڑتا تھا

علاوہ کنیزون کے نواب کی چار زوجہ تھین - اول شاہ بیگم نواب کی پہلی بی بی کالیخان بنگش کی بیٹی اور قاسم خان کی بھتیجی تھی (۲) بی بی جواہر ایک پٹھانی تھی (۳) خاص محل چلوے کی ایک ڈومنی تھی یہہ موضع چلوہ قریب قائمگنج کے ہے (۴) معتبر محل دہلی کی عورت تھی - نواب کوئی اولاد نہین چھوڑ گیا سوا مسلمان کے کوئی شخص اوسکی مستورات کا زیور چھونے نہ پاتا تھا اور نہ کوئی مرد اوسکے کپڑے سینے پاتا تھا اور نہ کوئی طبیب اوسکی عورتون کی نبض دیکھتا تھا چار بیبیان مٹھی کے قلعہ مین بستی تھین - بہت سی جاگیرین خاص اونھین کے نام سے تھین جب وہ مرگئین تو اونکی کچھ املاک "نواصر جنگ کی بیگم کو یعنی سردار محل کو ملی اور کچھ نصرت جنگ ناصر جنگ کے بیٹے کو ملی اور کچھ نواب حاکم الوقت کو ملی - جب کبھی شاہ بیگم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو مٹھی سے فرخ آباد کو آتی تھی بازار بند ہوجایا کرتا تھا دوکاندار اس بازار بند ہونے کو ہرتال یا ہاٹ بازار کہتے ہین یعنی ہاٹ یعنی بازار اور تالا یعنی قفل - بیگم ایک چوپہیہ بیل گاڑی پر سوار ہوتی تھی جو اوپر سے نیچے تک بنات کے پردے سے ڈھکے ہوتے تھے - بیگم وسط مین بیٹھتی تھی اور کنیزین گرداگرد کنارہ پر بیٹھتی تھین پردے ریشم کی ڈوریون سے بندھے ہوتے تھے اور گاڑی سب طرف سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بوڑھی عورت آگے بیٹھتی تھی اور ایک بوڑھا گاڑیبان ہانکتا تھا - راستے پر بیگم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواجہ سرا گھوڑون پر ہٹو ہٹو کرتے چلتے تھے بازار فقط اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ بیگم کے کان کوئی بیہودہ بات نہ پڑے - کہتے ہین کہ نواب محمد خان کے چار منتخب دوست تھے (۱) منگل خان موسی نگری موسی نگر کا رہنے والا تھا اور اوسوقت نواب کے علاقہ جات مین وہ قصبہ شامل تھا جو دریائے جمنا پر واقع ہے (۲) معظم خان دریابادی

(۳) خضرخان (۴) شجاعت خان غلزئی قادر گنج والا۔ محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہمیشہ ان چاروں کو اپنا بڑا خیرخواہ تصور کرنا۔ اگر کہیں جنگ پیش آوے تو سنگلخی سے صلاح لینا کیونکہ وہ پچپن سے لڑائی مین رہا ہی اگر فوج مجتمع کرنا ہو تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہہ شخص افغانستان مین سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی مین عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجنا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجنا کیونکہ اوسکو وہان بڑا تجربہ حاصل ہی۔ یہہ چاروں جنگ مقام دوری مین قتل ہوئے اسی لڑائی مین قائم خان بھی مارا گیا ان وصیتون پر ذرہ بھی توجہ نہین کی گئی۔ نواب نے اپنے تئین محمود خان آفریدی کے اختیار مین کر دیا۔ محمود خان اٹھیلی کا رہنے والا تھا۔ نواب نے اوسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر اور رشتہ دار یوسف خان و معظم خان و اعظم خان و سعادت خان و دیگران چند ہزار آفریدی نوکر رکھکر حکمران تھے اور ریاست مین انکی بڑی قوی جماعت تھی قنوج مین محمود خان کا نقارہ بجتا تھا اور اوسکو ایک وسیع املاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اوسکے فقط ایک لڑکا شادی خان نام تھا جسکو شادی سے چوتھے روز گھوڑے نے گرا دیا اور پیر رکاب مین لگا رہا اور گھسیٹ کر مارڈالا ۱۲۳۹ھ محمود خان کے دربار کی محرابین ٹوٹی پھوٹی اٹھیلی مین باقی تھین اب انکا نام و نشان بھی نہین ہی اوسکا خاندان بالکل کالعدم ہو گیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

کھڑ یعنی روہیلکھنڈ۔ رفتہ رفتہ علی محمد خان روہیلہ کے قبضہ مین آگیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا۔ ایک دفعہ محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرنند کو معہ فوج علی محمد خان سے ملک واپس لے نے

کے واسطے بھیجا یہہ شخص سگڑہ تک پہونچا اور اپنی توپین سرکین۔ علی محمد خان نے نکلکر اسکو ایسی شکست دی کہ افواج شاہی دہلی کو بھاگ گئی۔ محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اسنے دوسری فوج طیار کی اور اوسپر خواجہ اصلی صاحب کو سردار کیا اسنے بھی سگڑہ پر توپین سرکین اور مثل ہرنند کے بعد تلف ہونے بیشمار فوج شاہی کے یہہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری دفعہ محمد شاہ نے اپنی کل فوج قمرالدین وزیر کے ماتحت روانہ کی۔ قمرالدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مین بھی مقابلہ کیواسطے جاونگا تو میرا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ یہہ فوج دو مرتبہ شکست کھا چکی ہے اب دو حال سے خالی نہین ہے یا تو بھاگونگا یا میدان مین جان دونگا اور دونون صورت مین وزارت کا زیان ہے کیونکہ ہارا وزیر ہمیشہ برطرف ہو جایا کرتا تھا لہذا اسنے بادشاہ کو ترغیب دی کہ خود بدولت نفس نفیس سگڑہ پر حملہ کرین۔ قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک ہوا یہہ واقعہ ۱۱۵۱ھ ہجری مطابق جنوری ۱۷۳۹ء لغایت ۱۷۴۰ء مین واقعہ ہوا تین منزل تک فوج نے ایک ندی کے کنارے کوچ کیا اور اوسکا پانی پیا اور اس ندی کا نام بادشاہ نے یادگار رکھا یہہ ندی اودیت کے نیچے بہتی ہے بالآخر فوج سگڑہ مین پہونچی اور اوسکے محاصرہ کیواسطے آگے بڑہی مرزا مقیم عبدالصمد خان صفدر جنگ ہراول پر حکم تھا ایک رات پٹھانون نے شبخون مارا اور صفدر جنگ کے موروچہ پر آن پڑے اور بہتون کو تہہ تیغ کیا پھر روہیلے سگڑہ کو سلامت پہونچ گئے انکے قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے پار نہ جاسکتا تھا۔ چندروز تک گولا باری جاری رہی آخرالامر روہیلون نے علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کرلینا چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت

حرام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی مین حاضر ہوا اور وزیر کے دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھہ کی طرف تھی۔ ایک روز علی محمد خان بہراہی بارہ ہزار افغانان زرہ پوش صفدر جنگ کے پاس جاتا تھا جب اسکی نظر قائم خان کے خیمہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہہ خیمہ کسکا ہی جواب ملے کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سردارون نے کہا کہ کیا ضرور ہی معاملہ صلح کا اعتبار ایک مغل اور اوسکے دیوان یعنی نول رائے پر رکھا جاوے یہان تمھارا ہمقوم قائم خان موجود ہے اس سے سفارش کیواسطے درخواست کیجیے علی محمد خان نے اسبات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس گیا قائم خان اس سے نہایت تپاک سے ملا جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھا یہہ مضمون سنا نہایت برہم ہوا اور تمام عمر قائم خان سے بغض رکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھہ رومال سے باندہ کر بادشاہ کے حضور مین لیگیا چنانچہ اسکی نذر درجہ قبولیت کو پہونچی بادشاہ نے اسکی خطا معاف کی اور خلعت سرفرازی عنایت کیا اور صوبہ سرہند مین اسکو مامور کیا یہہ صوبہ جمنا سے مغرب کی طرف واقع ہی اسکے بعد بادشاہ معہ مراوار الکین دہلی کو واپس آیا ۱۷۴۸ء مین جبکہ محمد شاہ نے وفات پائی علی محمد سرہند سے کھڑکو واپس آیا اور تھوڑے عرصہ بعد تیسری شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۴ ستمبر ۱۷۴۸ء مین اس جہان سے رحلت کی اور تین بیٹے عبداللہ خان فیض اللہ خان سعداللہ خان نام چھوڑ گیا۔

جلوس احمد شاہ بادشاہ

محمد شاہ نے دوران ۱۱۶۱ ہجری مین وفات پائی اور بتاریخ دہم جمادی الاول ۱۱۶۱ ہجری مذکور مطابق ۱۹۔ اپریل ۱۷۴۸ء لڑکا بیٹا احمد شاہ کا تخت نشین ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بجائے اعتماد الدولہ

قمرالدین خان کے کہ وہ احمد شاہ سے جنگ کرنے مین مارا گیا تھا صفدر جنگ منصب وزارت پر
سرفراز کیا گیا صفدر جنگ خاندان بنگش کا دشمن جانی تھا اوسنے ایک فرمان بطلب قائم خان کے
جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکے خاندان کا دشمن جانی ہے اس جواب سے بادشاہ و وزیر دونون سخت
ناراض ہوئے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اسکا انتقام کیونکر لینا چاہیے چنانچہ
ایک فرمان بنام قائم خان اس مضمون کا طیار ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمہ کیا گیا ہے
یعنی بہت سے محال بریلی و مراد آباد کے جو بادشاہ خلد مکان کے زمانہ مین امداد سے حاصل ہوئے
تھے انپر بار دیگر سعداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلے نے قبضہ کر لیا ہے اور اوسی وقت
صفدر جنگ نے روہیلون کو واسطے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
ہوتا ہے۔ لہذا یہہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جاکر اوسپر قبضہ کرلو یہہ
فرمان بدست شیر جنگ ولد سعادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رشتہ دار
وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۶۷ھ ہجری مطابق ۱۶ اگست ۱۷۵۴ء نواب مذکور فرخ آباد کے
قریب پہنچا اور ۲ دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب اور اونکی خبر آمد سنکر نواب قائم خان نے
حکم دیا کہ گلال بڑی عیدگاہ کے قریب لگائی جاوے اسکے بعد وہ بڑے تزک و احتشام سے بہادر
امرائے فیل نشین کے وہان پہنچا فرمان اوسکو پڑہ کر سنایا گیا۔ نواب آداب بجالایا خلعت اور
سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان نقارے بجتے ہوئے قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا و معارف
و عہدہ داران نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی اوسوقت خاص خاص [illegible]

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان مین بخشی محمود خان خان بہادر و شمشیر خان مقیم خان و اسلام خان
و کمال خان و سردار خان چیلون نے غرض کی کہ روہیلے آپ کے بدخواہ نہین ہین اگر کوئی شخص انکے
پاس اوس طرف گنگا کے بھیجا جاویگا تو عجب نہین ہے کہ سعداللہ خان آپ کے پاس حاضر ہوجاویگا
بمنظوری اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان معہ چند ہمراہیان بجانب آنولا روانہ کیا گیا اور تین
خلعت علی محمد خان مرحوم کے تینون بیٹون کیواسطے اوسکے ہمراہ کیے گئے کہ جاکر اونکو عطا کرے
اور حسب دستور کل جاگیر منقولہ مملوکہ علی محمد خان بنام بادشاہ ضبط کرلیوے اگر انہین کوئی عذر
واقع ہوگا تو نواب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہوگا لیکن حکایت کرتے ہین کہ
قبل پہونچنے معظم خان کے ہرسہ پسران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت سرفرازی پہنچ چکا تھا
خیر کیسا ہی ہوا ہو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
روانہ ہوا جب معظم خان نے اپنی ناکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا
واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ فی الفور
آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلزئی وچیلون سے مشورہ
رہا شجاعت خان نے اب تک یہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش رہنا چاہیے
مگر محمود خان کہ املاک و غنیمت کا تشنہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی دلالی
کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسنے علی محمد خان کے ساتھ پگڑی بدلی تھی اس توہین سے
طیش مین آکر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین جھنڈا کھڑا کرکے سب سے آگے
ہوتا ہون اوسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے جھنڈا کھڑا کیا گیا اور توپ خانہ سے بارود

نکالا گیا اس عرصہ مین احکام بطلب فوج تنخواہ داران جاری ہوئے اور اطراف کے زمیندار ان بلائے
گئے کنسل سنگہ رودروالا۔ وراجہ نند و سنگہ چھچھڑی والا۔ وراجہ شیو راجپور کے نام حکم بھیجے گئے اور
وہ آنکر معہ بیس ہزار سوار کے قائم خان کے شریک ہوئے کچھہ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالپی کے ناظم تھے
فرخ آباد بلائے گئے اور جعفر خان چیلہ ناظم پرگنہ اکبرپور اونکے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت اللہ
لکھنوی باوجودیکہ سعادت خان وصفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا اگر شریک ہوا انقطع
روہیلے حملہ کی صورت دیکھہ کر خوفزدہ ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کیواسطے اُنھون نے ایک صداشت
منجانب بیوہ علی محمد تیار کی۔ بدست سید معصوم روانہ کی۔ اوسکا مضمون یہہ تھا۔ کہ جب ابن متیم
کے والد نے قضا کی تب بجز خدا کے اور تمھاری ذات کے اوسکو کسی پر بھروسا نہ تھا۔ اگر تمھارا ہی
منشا ملک چھین لینے کا ہے خیر ایسا ہی سہی۔ شجاعت خان و شمشیر خان و خان بہادر کو یہان بھیجدو
ہم سب اونکے ساتھہ حاضر ہو جاوینگے۔ بعوض اپنے والد کے ملک کے ہم بزور شمشیر مشرق مین
کچھہ ملک صفدر جنگ کا فتح کرلینگے۔ جب سید نواب کے روبرو حاضر ہوا اوسنے سعداللہ خان
کی ٹان چادر نواب کے قدمون پر ڈالدی اور قرآن شریف ہاتھہ مین وٹھایا اور اسی طرح سے
نواب سے متکلم ہوا۔ ای قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام مجید کے اس فقیر بیچارہ کی
معروض قبول فرماکر اور اس چادر کے مالک کی عاجزی و بیکسی پر لحاظ کرکے اس قوم پر ترحم کرو اور
غریب بے یار و مددگار معصومون کے خون سے درگذرو خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ انبیا و اولیا کے
واسطے صلح پسندیدہ ہی۔ سید کی عرض سنکر نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس
کل بحث کا اوسکی راے پر محول کیا۔ اس شخص کے دل مین سوے اضرر رسانی اور فساد کے دوسری بات

نہ تھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو پیرزادہ ہو تمکو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیوں اس قسم کے کامون مین ہاتھہ ڈالے ہو۔ جب چند سوال وجواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا کہ یہان کچھہ امید صلح وآشتی کی نہین کئی دفعہ اونسے کہا کہ تکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت ناپسندیدہ ہی اور مغرور ضرور مقہور الٰہی ہوتے ہین اگر خدا اور رسول کو نہین مانتے تو ضرور تمپر کوئی نہ کوئی آفت پڑیگی اسکے بعد وہ آنولہ کو واپس گیا اور روہیلون سے کہا کہ تم جنگ کی طیاری کرو فی الفور روہیلون نے قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کرکے دوری رسولپور کے باغات مین خیمہ زن ہوئے یہہ مقام بدایون سے بہت قریب ہی روہیلے شب وروز درگاہ حافظ حقیقی مین اپنی حفظ کے واسطے دست بدعا رہتے تھے۔ قائم خان اور محمود خان بخشی نے اب ارادہ بڑھنے کا کیا انکے ساتھہ پچاس ہزار سوار وپیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تنخواہ ملتی تھی علاوہ اسکے فوج دوسو برادر اور سرداران بنگش اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب طرحکا سامان جنگ اونکے پاس موجود تھا اور یکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ مین زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان نے نواب احمد خان وقائم خان مین رنجش ڈالدی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی مین سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سنکر وہ بھی آکر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ حاور کی توپون و رہکلہ اور زنبورک دوسو بڑی بڑی توپین تھین جو ہاتھیون پر ہودہ مین کسی ہوئی تھین جیسا کہ انگریزون کے پاس ہوتی ہین اور بارود اور گولی بافراط تھی۔ دوسری ذی الحجہ ۱۱۷۶ھ ہجری مطابق ۱۲ نومبر ۱۷۶۲ء کو فوج آگے بڑھی اور منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے دریائے گنگا کے کنارے قادرگنج مین پہنچی یہہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال ومغرب مین ہے اور یہان کشتیون کے پل سے

اوتر کر ضلع بدایون مین پہونچی شمشیر خان خان بہادر آگے روانہ کیے گئے۔ اور اوسیت اور دوسرے موضعون کی راہ کاٹ کر نواب کی لشکرگاہ ندی کے کنارے تیار کی۔ اور کچھہ فوج تیر و کمان سے اور بندوق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو جایا کرتی تھی نواب قائم خان کے لشکر کا ملاحظہ حضرت ملک الموئید نے آکر کیا یعنی ان افغانون مین خوف و ہراس نے اس قدر غلبہ کیا کہ دفعۃً فتح کیواسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے۔ اور ۱۱۔ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۲۱۔ نومبر ۱۷۴۸ء کو تمام شب سب لوگ مصلے پر بیٹھے دعا کرتے رہے اور یہان روہیلون نے راہ فرار کی مسدود دیکھکر اپنے خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو بدایون سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی شروع کی۔ ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۲۲۔ نومبر ۱۷۴۸ء بروز دوشنبہ علی الصباح قائم خان نے حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر معہ اپنے پندرہ بھائیون و خاص خاص سرداران و رشتہ داران و بخشی محمود خان کے بھائی بندون شامل معظم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و صلابت خان و احمد خان و نیز راجہ ہای جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوئے۔ چنانچہ شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان و جعفر خان و رستم خان و کمال خان و خان بہادر خان پیش لشکر کے ساتھہ روانہ کیے گئے اور یہہ لوگ بعجلت تمام اوس باغ مین جہان روہیلے معہ سرداران حافظ رحمت خان و دوندی خان و فتحی خان کے مقیم تھے جا پہنچے شمشیر خان نے باغ جنوبی گوشہ کیطرف حملہ کیا اور وہان کی سپاہ کو تہ تیغ کرکے توپین چھین لین بعض روہیلے جو درختون پر چڑہے ہوئے چھپے بیٹھے تھے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے اوپر سے گولی و تیر برسانے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہین کئی گولیان بہادر خان کی زرہ مین لگین اور ایک تیر شمشیر خان کی پیشانی سے چھلتا ہوا نکلگیا اور بہت سے

مارے گئے بعدازان قائم خان و دیگر سردار اول حملہ کی مدد کو پہنچے پہلے تیر و تفنگ چھوڑے اور پھر شمشیر بدست ہوکر بہت سے روہیلون کو قتل کیا اوسوقت جنوبی گوشہ کی طرف سے معظم خان برادر محمود خان اور منور خان و نامدار خان برادر عزت خان سعداللہ خان کی طرف بڑہے اوسوقت سعداللہ خان اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھا یہہ لوگ لڑتے لڑتے سعداللہ خان تک پہنچ گئے منور خان کے ہاتھہ مین ایک گرز تھا اوسنے اوٹھا کر چاہا کہ سعداللہ خان پر مارے مگر معظم خان چلایا اوٹھا بھائی اسکو زندہ گرفتار کرو ادراوسیوقت اپنا ہاتھہ بڑھا کر لیگیا کہ اپنی چادر کا پھندا بنا کر سعداللہ خان پر ڈالے مگر سعداللہ خان اپنے ہودے مین دبک گیا اور پھندے نے خطا کی بخشی ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب مین تھا چنانچہ ملا سردار خان معہ چند سوارون و بندوقچیون کے اپنے مورچہ سے جھپٹا اور تمام بنگش مرد انکو باڑھہ پر دھر لیا انکے ہاتھیون کے بھی گولیان لگین اور معظم خان و اعظم خان و صلابتخان و جلالخان و دیگر آفریدی سردار مارے گئے یہہ دیکھکر محمود خان بخشی اپنا ہاتھی آگے بڑھالایا اور تھوڑی عرصہ کے بعد گولی سے مارا گیا تب نواب قائم خان نے اپنے بھائی عبدالنبی خان کو اوسکی کمک پر جانیکا حکم دیا عبدالنبی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سوار تھے عبدالنبی کو مارا گیا اور اسد علی کی ہاتھ کہنی کے اوپر زخم لگا۔ نواب قائم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے بیٹے یکے بعد دیگرے تڑپنے لگے اور قتل ہوئے۔ عبدالنبی خان و ہادی خان و بہادر خان و مرید خان تو قتل ہوئے اور امام خان و فخرالدین خان و مرتضی خان مجروح ہوئے۔ ان امیرزادون نے اپنی بہادری مین کوتاہی نہین کی لیکن جو کچھہ تقدیر ہوچکا ہو اوسمین کسیکو اختیار نہین ہے فتح و شکست خدا کے ہاتھہ ہے۔ تیسرے کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نادانستہ کمین گاہ مین جا پڑنے سے مارا گیا مگر دوسرون نے اس بیان کو نہین لکھا ہے

اور ظاہر ہے کہ ایسے ہی کسی باعث سے اسنے سردار قتل ہوئے بیان اسکا حسب ذیل ہی منگل خان موسیٰ نگری نے نواب قائم خان سے مشورتاً یہہ کہہ کہا تھا کہ تا وقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہو جاوے ہرگز آگے قدم نہ بڑھانا مگر نواب نے اوسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا دونون فوجون کے درمیان بڑا طویل و عریض خندق تھا جیسے قلعہ کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکو ہندی زبان مین بہیر کہتے ہین اور اس کھیت کی زمین مین کنارہ تک کھیت باجرہ کا تھا۔ تین ہزار روہیلے ایک طرف اور پانچہزار دوسری طرف بندوقین بھری ہوئے طیار بیٹھے تھے۔ قائم خان نے غرور سے روہیلون پر حملہ کیا۔ روہیلے بہیر کیطرف بھاگے اور قائم خان اونکے تعاقب ہمراہی لہ ہزار جوان کارآزمودہ و اکیاون سرداران فیل سوار کے اوس بہیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہہ لوگ پیادہ تھے لہذا بآسانی اوپر چڑھ کر بھاگ گئے۔ قائم خان اس خندق مین نصف راہ بھی نہ جانے پایا تھا کہ جو روہیلے کمینگاہ مین تھے سب کے سب اٹھ کر دفعتاً کنارے پر آئے اور آٹھون ہزار نے ایکدفعہ بارہ ماری ایسے نازک وقت مین راجہ ہندو سنگھ و گنگا سنگھ و کسل سنگھ جو قائم خان کی داہنی جانب تھے مونہہ پھیر کر بھاگے اور کالپی کے مرہٹون نے بھی انکی دیکھا دیکھی ویسا ہی کیا یہہ حالت دیکھکر حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان باغ سے نکلے و ملا سردار خان سے متفق ہوکر قائم خان پر آن پڑے۔ نواب کے ہمراہی جو ہنوز محفوظ تھے اوسکے ہاتھی کے گرد جمع ہوگئے دشمن برابر بارہین مارتے رہے لیکن دست بدست لڑائی کا ارادہ نہین کیا جب نواب کے گرد بہت سے سپاہی مارے گئے تب روہیلون نے اوسکے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوسپر گولیان چلانے لگے شیخ فرحت اللہ لکھنوی جو داہنے بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑہے نواب قائم خان کی پیشانی مین ایک گولی لگی اور فوراً سرد ہوگیا دلاور خان ترکشی جو نواب کے

پاس بیٹھا تھا اوسکو اپنی گود مین لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھہ کوشش کی گئی
کہ نواب کی لاش اوٹھالیجاوین مگر روہیلون نے آکر اوسکا سر کاٹ لیا جو لوگ اس لڑائی مین مارے گئے
اونکے نام یہہ ہین منگلخان موسی نگری ومعظم خان دریابادی وخضر خان بنی۔ وخان بہادر خان جو اسپرا
درستم خان وکمال خان چیلے ورشن امام ولد سیان نقل امام۔ خان بہادر علیگنج مین مفون ہوا۔ عوام مین
مشہور ہے کہ اوسکا ہاتھی اوسکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر چلا آیا تھا۔ اس جنگ مین شجاعتخان غلبہ
محض اسوجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تہا ورنہ یہہ لڑائی بالکل اوسکی مرضی کے خلاف تھی تنہا
ایک جانب کھڑا تھا جب اوسنے یہہ سنا کہ قائم خان مارا گیا رویا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے
اور مین سلامت جاؤن بی بی صاحبہ کو کیا مونہہ دکھاؤنگا یہہ مجھہ سے نہوسکیگا۔ وہ دشمن کے سردارونکے
روبرو اپنے تئین حوالہ کردینے کی غرض سے گیا۔ جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اوسکے
لوگون نے کہا تمھارے موںھہ مین خاک پڑے۔ مگر حافظ رحمتخان نے کہ ہاتھی اوتر چکا تھا اوس سے کہنے لگا
تم اوتر و پالکی منگواتا ہون مگر بوان مانسنگہ جو قریب کھڑا تھا زبان پشتو مین کہنے لگا عقلا بچھو کو مارکر اوسکے
بچے کو زندہ نہین چھوڑا کرتے ہین۔ اس اثنا مین ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر شجاعتخان
کے سینہ مین گولی لگائی اور وہ فورا جان بحق تسلیم ہوا۔

جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ وخراب وہان سے بھاگے
مفرورین کی تفصیل یہہ ہے نواب احمد خان زخمی شدہ اور اوسکا پسر محمود خان وحسین خان وفخرالدینخان
واسمعیل خان وامام خان وکریم داد خان یہہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شمشیر خان ومقیم خان و
واسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے اونکا تعاقب نہین کیا اور نہ کوئی اونکا سدراہ ہوا۔ ایک تو
سب کے سب منتشر و پراگندہ تھے اور دوسرے اوسطرف کے زمینداروں نے اونکو بہت تنگ کیا۔ خیر جیون
کرکے دریای گنگا کے کنارے یہہ سب مجتمع ہوئے پہلے کشتیون کا پل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

پل کو توڑ واڈالا اور ہاتھیون پر دریا پار ہوئے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے سب کے سب شہر مین شاہراہ چھوڑ کر گلیون سے آئے اور اپنے اپنے گھرون مین چھپ رہے جب شہر مین یہہ شور ہوا کہ نواب قائم خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست کھائی گلی کوچہ مین آہ و واویلا مچا گھر گھر ماتم سرا ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی متنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی واسیر ہوئے اور ہزارون کی لاش میدان مین پری تھین۔ جو پہچانی گئین اونکی لاش اونکے اعزا نے لیجاکر دفن کین۔ نواب مقتول کی لاش کو نفیس پوشاک پہناکر فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑہولتے اور ماتم کرنے والے اسکے ساتھہ ساتھہ تھے۔ لڑائی سے تیسرے روز تین لاشین بے سر بی بی صاحبہ کے روبرو کی گئین۔ نواب قائم خان کی لاش اسطرحسے شناخت کی گئی کہ نواب کے پانون پر ایک پدم تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نوحہ وزاری کے اپنے بیٹے کی لاش حیات باغ کو لیگئی اور وہان اونھین کپڑون مین لپیٹ کر جو مرتے وقت اوسکے بدن پر تھے اوسکے پدر مرحوم کے پہلو مین دفن کیا۔

قائم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے نکلتی ہے

قائم بہشت شد	کنجشک بباز کردشکار	پاک بے بد شہید قائم خان
۱۱۶۲ھ	۱۱۶۳ھ	۱۱۶۲ ہجری

بعد فتح کے روہیلے یہہ سمجھے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اونھون نے ہزار ہا ہزار شکر بدرگاہ مجیب الدعوات ادا کیے اور طبل فتحمندی بجاتے ہوئے اپنی دارالریاست آنولہ کو پہونچے اور سیاہ فرخ آباد کے پرگنہ جات کو جو دریاے گنگ کے اوتر جانب واقع ہے تعینات کی گئی اوس زمانہ مین اسمین دس

محال تھے یعنی بدایون اوسیت جلال آباد مہرآباد واوسیا اوجیالی کھاکت موضع ملہا
وسہ دیگر دو کے نام شاید امرت پور اسلام گنج وپرم نگر دشاید ایک اور نمبر اسمعوان
ہو روہیلے کھاکت مو تک بڑھ آئے یہہ جگہہ فرخ آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی جگہہ پر انکی
اول اول روک کی گئی۔ ایک چیلہ یہان کا عامل تھا اسنے اپنے خوب بندوقین سرکین اور بہتیرونکو
مار لیا جب اسنے پرگنہ کو چھوڑا تو روہیلون نے خیال کیا کہ ہمکو اپنے تئین خارون مین پھنسانے
سے کیا فائدہ ہے لہذا سب کے سب واپس ہوئے گنگا کے پار کے کچھہ پرگنہ جات ہمیشہ کے واسطے
فرخ آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف امرت پور و کھاکت مو و پرم نگر اس گمنام چیلہ کی
شجاعت سے باقی رہے فقط

جلد اول تمام ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے سنہ ۱۱۷۱ھ لغایت سنہ ۱۸۵۷ء

مولفہ ولیم آروین سی ایس فتحگڑہ ممالک مغربی و شمالی

حصہ دوم

احوال مسند نشینی و ریاست امام خان

قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹوں کو طلب کیا اوسکی آرزوے دلی یہہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ازراہ تزویر اوسکو مخفی رکھہ کر اوس نے احمد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سرداری اختیار کرو احمد خان نے بفراست اوسکی منشاے باطنی پر مطلع ہو کر صاف انکار کر دیا اور ہر ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایک ہی جواب دیا بالآخر امام خان منتخب ہو کر مسند نشین ہوا مگر احمد خان کو اس مسند نشینی سے اصلا اختیار حاصل نہ تھا لوگ سلام کو تو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی مہینے گذر گئے مگر خراج کی ایک کوڑی بھی اُسکو وصول نہ ہوئی۔ چونکہ کہین سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار وجود اپنے اس مرتبہ کا کرتا لہذا لوگون نے بعد چندے آنا بھی ترک کر دیا۔ جب قائم خان کی شکست و موت کی خبر دہلی میں پہونچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا اور کف افسوس ملنے لگے۔ سواے عبد المنصور خان صفدر جنگ

کہ وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب ہنسا اور کلمات ہزل امیز زبان پر لایا اسوقت اُسنے بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائے تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہوجاوین - اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اُسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بھگا دیئے جائینگے اور اُن کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجاویگی - بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو جو تدابیر اُسنے پیش کیں سب پر بے تامل راضی ہوگیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ ہجری مطابق نومبر ۱۷۴۹ء احمد شاہ دہلی سے روانہ ہوکر کوئل پہونچا اور صفدر جنگ شاہ کو اوسی مقام پر چھوڑکر خود تھانہ دریاگنج کی طرف بڑھا یہہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہی وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے اور یہہ سب اوسکے قرابت داروں مرزا نصیر الدین و نواب شیر جنگ خان و نواب اسحق خان وغیرہم کے زیر حکم تھے - باوجود اس کے وزیر نے راجہ نول راے کو یہہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو یہہ نول راے وزیر کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کا بھچکوا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا اپنی خوش لیاقتی سے صوبہ اودھ والہ آباد کا نایب صوبہ ہوگیا تھا اول اول رتنچند قوم تنبا عبداللہ خان و حسین علی کی دیوان کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ ۱۱۲۱ھ ۱۷۱۲ء میں ہوئی تھی نول راے نے سرکار لکھنؤ کو چھوڑکر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا - ۱۶ محرم ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء معہ رام نرائن جو ہمراہ دس ہزار جوان کے ساتھہ اُس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز کالی ندی کے کنارے کے طرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہی روانہ ہوا اسکے دوسرے روز نول راے اور بقاء اللہ خان ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہوکر پاپیادہ کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جماکر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا ندی اُسوقت بڑے جوش و خروش سے جاری تھی پانی بشدت بس رہا تھا اور ہوا

شمال خوب سردی چمکا رہی تھی اور رسد کی نہایت قلت تھی غلہ زعفران کے بھاؤ تھا ایک دن کپڑے اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا ازان بعد فوج نے خدا گنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا یہان افغان معہ فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپ خانہ کے مقیم تھے وزیر کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح دراجہ پرتھی پت پیش لشکر متعین تھے۔ قلت لشکر خود نیول راے کے زیر حکم تھا میسرہ نواب بقاء اللہ کے تحت میں۔ اور میمنہ راے رام نراین کے حکم مین تھی کل لشکر مین پچیس ۲۵ ہزار نوسوار تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان مین استادہ تھے بلکہ جہان نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے ۲۳۔ محرم مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نیول راے خدا گنج کو پہونچا اُسوقت یہہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج کو پہونچ گیا ہے اور فرخ آباد کو محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے مگر ابتدا مین کوئی طیاری نہ کی گئی مگر آخر کار چیلہ شمشیر خان کی کوشش سے چند آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے پر شہر سے ۴ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق متعین کئے گئے تاکہ نیول راے کو بڑھنے سے باز رکھین مقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بھیجا گیا اور اوسکو یہہ حکم ملا تھا کہ خان بہادر خان مرحوم کی جائداد پر قبضہ کرلیوے۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان۔ اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گردگشت کرتے تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالی مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا نہ ہو کہ بادشاہ بداندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہمارے خاندان سے چھین لیوے ازراہ پیش بینی بطور نقد م بالحظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی عبد المنصور صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق میں یہہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

تو اُسکے خزائن ضبط ہو جایا کرتے مگر اُس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکھے جاتے تھے
لہذا امام خسروانہ سے امید کیجاتی ہی کہ عرض زن بیوہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان
مشعر بعفو جرائم سابقہ و عطا ریاست امام خاں مرحمت ہو وزیر نے اپنے لشکر گاہ مقام دریا گنج سے یہہ
جواب بھیجا کہ مین نے قبل ازین ایک عرضداشت ہمیں گزارش خدمت سلطانی میں پیش کر چکا ہون اور
جہان پناہ نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بعطاے ریاست بنام امام خان فرین بدستخط
خاص عنایت فرمایا ہی وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون۔ اُوس زمانہ مین یہہ دستور معین تھا کہ جس
کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیام گاہ میں بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقعہ یہ مضمون
کے پیش کرتا وزیر کو توکل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا
بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتی تھی اور مراتب نواب سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اُس وقت
حسب مذکورہ بالا اپنے تئین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی خیر یہہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو
مکتوب ہو وزیر کے خط مین اور بھی مکرر اور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اُسنے تحریر کیا کہ قایم کی وفات
سے مجھے کمال صدمہ ہوا میں اُسکو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا لیکن
اگر فضل الٰہی شامل حال ہی میں روہیلوں کا نام و نشان ملک ہندوستان میں باقی نہ رکھونگا بی بی
صاحبہ نے اُس کی تحریر کو رہت تصور کرکے اور اُس کے مواعید فریبی پر بھروسہ کرکے اُس کے
لشکر گاہ میں جانے کی تیاری شروع کی۔ اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خدا گنج سے واپس
لانے کے واسطے دوڑا آیا یہاں یہہ دونون نیول رائے کو روکے ہوئے تھے اِن دونوں کو یہہ بھی
حکم بھیجا کہ نیول رائے سے بھی حتی المقدور اسباب میں کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہئے کیونکہ
یہہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہی یہان نیول رائے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدال
راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان جعفر خان کے پاس
بھیجی کہ میں غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہوں اور جسوقت میں وزیر کے پاس پہونچونگا تا مقدور
تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا اور تمہارے منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقت واقع نہ ہوگی

اون چیلوں نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اُس کی سخنان فریب امیز کو بھی سچ جانا اور چونکہ اُسوقت اُنکو یہہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر گاہ میں جانیکا قصد رکھتی ہیں لہذا اور بھی اُسکے اقراروں پر بھروسہ کیا اور فی الفور خدا گنج سے کوچ کر کے فرخ آباد کو واپس آئے اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے معہ اپنے چیلون کے وزیر کے لشکر گاہ کی طرف کوچ کیا جسوقت مسومین پہونچی سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوئے اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئی سب رسالہ جلو مین اُسکے ساتھہ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہونچے سب پٹھان سردلدون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسوقت بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سُنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر با ادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا۔ وہ خوب رویا اسوجہہ سے کہ وہ دونون ایک طور سے بھائی ہوتے تھے کیونکہ اُنہون نے باہم پگڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا مین تم کو بجائے قایم خان کے سمجھتی ہوں اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ اوس نے جواب دیا میں بسر و چشم حاضر ہون جان تک دریغ نہ کرونگا بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنے فرودگاہ کی طرف گئیں۔ اب بتوسط شیر جنگ شرایط عہد و پیمان شروع ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد نیول رائے وہاں پہونچا لیکن جب وہ وزیر کے روبرو حاضر ہوا اُس نے اون قول و قرار پر یہاں بالکل عمل نکیا جو اُس نے خدا گنج مین کئے تھے بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کرایا تھا یہان بالکل اُس کے خلاف گفتگو کی اور بجز بُرائی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنہہ سے نہ نکالی چونکہ اس مکار کو بمقابلہ اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا لہذا جو کچھہ بُرائی اُسنے بیان کی وزیر نے تسلیم کرلی اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ رہا اور معاملہ بتوسط نیول رائے شروع ہوا اُسنے فوراً شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جاکر باہم کچھہ مشورہ کیا اور آکر نیول رائے سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین اس مین سے نو لاکھہ سردست کچھہ نقد اور کچھہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت مین ادا کردینگے مگر شرط

یہہ ہی کہ فرمان شاہی بحقوق نواب سابق خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہئے راے مذکور
وہان سے یہہ کہتا ہوا اُٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا مین وزیر سے اطلاع کئے دیتا ہون اور
جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سے مین مطلع کر دونگا۔ یہہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا
بیانکیا اونہوں نے باہم صلاح ومشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
بی بی صاحبہ نے اُس کی نذر چھوکر واپس کی مگر جسوقت بی بی صاحبہ کی نگاہ یعقوب خان
پر پڑی اُسکو اپنا چیلہ یعقوب خان بہادر یاد آیا اور اُسکو یاد کرکے خوب روئی۔ ناظر نے خان
بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی بعدازان جس پیغام کے واسطے آیا تھا اوسکا
تذکرہ شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کے برابر چاہتا ہون غضنفر جنگ
اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے اور ضرور ہی کہ اُونکے جانشینون کو بھی وہی مرتبہ حاصل
رہے۔ بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہئے بی بی صاحبہ بے سمجھے
بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری مین
کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ منگوا کر مہر
بی بی صاحبہ سے طلب کیا اور بی بی صاحبہ نے اِس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان اور
جعفر خان کو نہ کی اور کاغذ ناظر کے حوالہ کر دیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا اور وزیر نے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر
یعقوب خان وجوگل کشور کو روپیہ لانے کے واسطے ساتھہ کر دیا راے نول راے نے شمشیر خان
وجعفر خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے
ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہی چنانچہ یہہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی تم جواب دہ
ہو اسکے عوض لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہی شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ
کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا آپ نے سات لاکھہ
کا اقرار کیون لکھہ دیا بی بی صاحبہ نے جوابدیا کہ اِس مین ہمارا میرا قصور نہین ہی جو کچھہ کیا

بی بی جمیاین نے کیا خود کردہ علاج نیست + ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان جو گلکشور فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین وہان پہونچکر جو کچھ از قسم نقد و جواہر گھوڑے ہاتھی مویشی اسباب خانہ داری باورچی خانہ کے باسن وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگا سب وزیر کے مختارون کے حوالہ کیا وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا اور ہر شی کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے نصف لاکھ روپیہ مہنا کرلیا۔ یہہ سب اسباب ۵ لاکھ کا ٹھہرا تب مختارون نے باقی ۵ لاکھ کا شمشیر خان وجعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر گاہ کو چلیں جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہوجاویگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ معہ بیٹون وچیلون کے وزیر کے لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوئین جب مئومین پہونچین پٹھان استقبال کو کو آئے اور وہان سے اُسکے جلو مین ہمراہ ہوئے جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہونچین وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا۔ روز دیگر نیول رائے نے شمشیر خان و دوسرے چیلون کو بلا بھیجا اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا اور شام تک وے اُسی میدان مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہوجائیگا۔ اب نیول رائے بذریعہ ہرکارہ کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکارون کے ہمیشہ ساتھ رہتے تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلون کے مذکور مین نول رائے نے وزیر سے یہہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انبوہ پٹھانون کا آیا ہے۔ اوسوقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہین رہو تمہارا معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اور نیول رائے نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان بمقابلہ پیش آئین بی بی صاحبہ کے خیمہ کے روبرو چند توپین زنبیرون سے جکڑی ہوئی تمام رات قایم رکھین رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے۔ بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کرنے بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرایط آئی ہین یا بالقصد جنگ اگر بارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہین اپنے اپنے مکانون کو واپس

بھیجدیجیے۔ بی بی صاحبہ نے ہر ایک تمن کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب مئو کو واپس جاؤ پٹھانون نے عرض کی کہ ہم ملازم موروثی ہین ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آپ کو اس صورت سے دشمن کے قابو مین چھوڑ جاوین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہی کہ کچھہ آسیب آپ کو نہ پہونچے۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کوئی حاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اونھون نے پٹنا پسند نہ کر کے تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری غرض کارگر نہوگی لاچار مئو کو واپس گئے اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مسلح کھڑے رہتے تھے شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق کی جانب کوچ کیا جب یہہ خبر پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے ہین اور وزیر مشرق کی طرف بڑھتا آتا ہی سب شہر کو چھوڑ کر معہ علایق مئو کو اٹھہ گئے اور ایک متنفس بھی شہر مین باقی نہ رہا جب وزیر معہ لشکر مئو کے قریب پہونچا تو نیول رائے نے اجازت چاہی کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نہ رہے ہر چند کہ وزیر کی آرزوی دلی بھی یہی تھی مگر ازراہ دوراندیشی یہہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور باقی ہی اور بہت کثرت سے ہین شاید اونکو غلبہ حاصل ہو جاوے لہذا ابھی حملہ کرنا خوب نہین اس ارادہ کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیئے یہہ بڑے لشکر کا مقام ہی کہ قایم خان کی ماں اور اس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھہ آگئے ہین جب وزیر مئو کے قریب پہونچا تو جو اندیشہ کہ اسنے اپنے دل مین تصور کیا تھا اوسکو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل کیا سوار سب کے سب تیر تبر بان بندوق سے مسلح پا پیادہ صفین باندھے کھڑے تھے وزیر اونسے دست اندازی کی کوشش نہ کر کے مشرق کی طرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتا چلا گیا یہان تک کہ یا قوتگنج مین داخل ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلہ پر جنوب و مشرق کی طرف واقع ہی۔ یہان وزیر نے پڑاو ڈالدیا۔ نیول رائے شمس آباد سے گذر کر فرخ آباد کو پہونچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا جب اسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہ انہیں مکانات کے بھروسے پر بادن ہزاری

بنے تھے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کے برابر بھی نہین ہی اور اسی طرح کے الفاظ زبان پر
لایا دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جا ملا۔ جیسے کہ چڑیمار چڑیون کو دام مین لانیکی
غرض سے دانہ چھٹکاتا ہی اوسیطرح سے وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح کی نعمتیں کھلاتا تھا
اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتا تھا اور بی بی صاحبہ وغیرہ
کا ہر روز اس امید مین گذرتا کہ آج ہم بعطاے خلعت وخطاب رخصت کئے جائینگے۔ ان بیچاروں کے
کتنے روز اس امید موہوم مین کٹے۔ ایک رات وزیر نے نیول رائے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا
چاہئے اوس نے راے دی کہ چیلون کو پابہ زنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
روانہ ہون اور بعد آپ کی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اُس کے پانچون بیٹون کو گرفتار کرکے
الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا۔ وزیر نے اِس عرض کو منظور کیا اور روز دیگر پانچون چیلون یعنی
شمشیر خان وجعفر خان ومقیم خان واسلام خان وسردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا
اور فوج منزل بہ منزل محمد آباد سراے اگہت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
روانگی کے بعد ایک روز کا تذکرہ نے پانچون صاحبزادون کو طلب کیا اور اُن کے روبرو
ازراہ مکر اونکے خاندان کی سخاوت وشجاعت وصولت ودبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازان
خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادون کے واسطے خلعت لاؤ
یہہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر معہ زنجیرون کے
آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب
کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اِس کافر نے یہہ کام آپ کے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سیّد ہوکر
ایسے نالائق کام کو اختیار کرین۔ کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت ہوتے تو تلوار کا
لطف دکھاتے یہہ کہکر پاؤن بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان
میرے پانون میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ کو بھیجدیا جب اُن کی
گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانون کو بڑا انتشار پیدا ہوا نواب وزیر کے حکم سے نیول رائے نے

قنوج مین قیام اختیار کیا یہہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا و کالی ندی کے اتصال پر واقعہ ہی۔ یہہ شہر اسوجہہ سے پسند کیا گیا کہ یہہ صوبہ اودہ والہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہے۔ نیول راے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کے سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا اس مکان کو نیول راے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا خاص نیول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے اسکے سوا بہت سی فوج سرداران بقا راللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر یہنی میر قدرت علی خان دائی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھے۔ قنوج سے عامل و سزاول روانہ کئے گئے کہ وہ کوچہ بہ کوچہ ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و مذلت کی منادی کرین ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمس آباد و عطای پور و قایمگنج کے علاقہ مین جو بستے ہین وہان سے جرمانہ بھی وصول کیا فقط مئوا اس ظلم سے مصئون تھا اور یہہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان ہشیار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوریہ و خٹک و غلزئی و درکزئی و کوچر و دلازاک و خلیل و مہمند بستے تھے یہہ سب شب و روز مقابلہ کے واسطے امادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا شمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچاوین جو نیول راے کے اختیار مین تھین اب یہہ تجویز ہوئی کہ منشی صاحب سے قدیم ملازم بنگش کہ جو نیول راے سے شناسائی بھی رکھتا تھا نیول راے کے پاس روانہ کرین چونکہ نیول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم سے تھے اور صاحب راے نے دہلی مین نیول راے سے شناسائی بھی حاصل کر لی تھی تھوڑے دنون میں اُسنے اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے لگا اور یہہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے مواکرتی تھی ایک رات نیول راے بدمست ہوا اور گو کہ دھرم شاستر کا اُسکو اصلا علم نہ تھا مگر اسوقت حالت نشے مین کچھ مذکور دھرم کا اور کچھ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راے بھی اُسوقت متوالا تھا

اور اوسی کی طرح سے گفتگو کرنے لگا کہ یہہ سب صحیح ہی لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہ ہوں تو سب دھرم ہیچ ہی کیونکہ مین دیکھتا ہوں تمہارے سب کام ساستر کے خلاف ہین۔ نیول رائے جواب دیا کہ مین نے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہووے۔ صاحب رائے نے کہا اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہی اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ نیول رائے نے جواب دیا کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحب رائے نے موقع دیکھکر کہا کہ مین نے ایک پٹھانی کو قید مین دیکھا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اُسکا کچھہ بھی قصور نہین ہی پھر یہہ ظلم نہین تو کیا ہی اب جو تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاوے کہ اوس نے قصور بھی کیا سہی لیکن اب تو تمام ملک تمہارے قبضہ مین ہی اور تم نے امن بھی قایم کرلیا ہی پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی صاحب رائے کی یہہ تقریر نیول رائے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی رات تھی اوس نے صاحب رائے سے کہا اچھا تم جاکر اوسکو چھوڑ دو صاحب رائے نے کہا بغیر تمہارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نیول رائے نے ایک تحریری حکم پر اپنی مہر ثبت کرکے صاحب رائے کے حوالے کیا صاحب رائے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہی کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکال کر تاکید کی کہ فوراً اپنی رتھہ پر سوار ہوکر بہ عجلت تمام یہانسے روانہ ہو انہون نے اسقدر جلدی کی کہ ایک ٹھہ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طی کیا اور مُوہو پہونچکر ایک بیل گر کر مرگیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحب رائے نے سب لوگون کو خاموش رکھنے کی غرض سے خود نیول رائے سے پیشتر سے پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہی جب نیول رائے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا اوسوقت نیول رائے نے صاحب رائے کو بہت ملامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہی تب نیول رائے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامنے سے

چلے جاؤ یہہ کہکر اُوسنے حکم کیا کہ پانچسو سوار پٹھانی کے گرفتار کرلانے کے واسطے فوراً روانہ ہون یہہ سوار نی گنج و کالی ندی تک گئے مگر اوسکو کہین نہ پایا اب کا یہہ مذکور نے کل ماجرا وزیر کو لکھہ بھیجا مگر اس طرح سے بناکر لکھا کہ کسی صورت سے اپنے اوپر حرف آوے نیول رائے کے اہلکارون و ملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون سے مقابلہ کی فکر کرنا شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو جبراً آمادہ بجنگ ہونا پڑا صورت اُس کی یہہ ہی کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو نے اُسکا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا بعد ایک مہینے کے ہندو مذکور سوت واپس لایا اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہیں دیسکتی ہون اور نہ زمانہ مین ایسا دستور ہی کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے اُوسپر ہندو نے اُوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تب ہندو نے پانو سے جوتا اُتارکر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تم پر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہہ ماجرا سُنا اونکو تاب نہ رہی اور رستم خان ایک معتمول آفریدی اور دوسرے افغان جو تمن کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کی کہ اب ہم سے نیول رائے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا آخر صلاح کیا ہی تب اُنہون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنی ایک بیٹی کو ہم پر سردار کرین تو ہم نیول رائے سے جنگ کرین اُسنے جواب دیا کہ یہہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین تم کو کیسے لڑاؤن میرے پانچ بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ مین ہین اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہیں کرتین تو اُوس نے دوسری تدبیر سوچی۔

حال نواب احمد خان غالب جنگ

احمد خان نواب محمد خان کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بڑے بھائی قایم خان کے زمانہ حیات مین وہ کچھ عرصہ تک دہلی مین رہا زان بعد اوس نے موضع سکراوان و دیگر مواضعات قایم خان سے ٹھیکہ پر لئے مگر اون کے لگان کی ایک کوڑی بھی کبھی نہ دی اور کل محاصل اپنے ہی تصرف مین لایا اس روپیہ سے اُسنے ایک نقرئی ہوادار بنوایا جیسا سوائے قایم خان کے دوسرے کے پاس نہ تھا اور طاؤس کے پرون کے مورچھل بنوائے جو ہمیشہ اُس کے سر پر جھلے جاتے تھے۔ محمود خان بخشی نے احمد خان کی اس ہمسری کی خبر قایم خان کے کان تک پہونچائی بلکہ یہہ بھی ترغیب دی کہ اُسکو کچھ گوشمالی دیجانا چاہئے اسپر نواب قایم خان نے ایک ہزار سوار سکراوان کو روانہ کئے اور انکو حکم دیا کہ احمد خان کا سر کاٹ کے لاؤ یہہ خبر سنکر احمد خان اپنے سسر کے پاس موضع رودابن کو بھاگ گیا یہہ موضع پرگنہ کمپیل مین فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال مغرب مین واقع ہی اور وہان سے دہلی کی راہ لی اور یہان غازالدین خان فیروز جنگ کے پاس پناہ گزین ہوا جب روہیلون سے جنگ شروع ہوئی تب فیروز جنگ کی صلاح سے بے حصول اجازت شاہ دہلی پوشیدہ نصف شب کو وہان سے بھی فرار ہوا اور جو شرکت اسکی جانب سے جنگ مذکور مین ہوئی اوسکا بیان پیشتر ہو چکا ہی۔ جب وزیر بعد ضبطی ریاست دہلی کو واپس آیا اوس زمانہ سے احمد خان نے اپنے گھر مین گوشہ عافیت مین سکونت اختیار کی یہہ مکان بہشت باغ کے قریب واقع ہی اور چند روز قبل کے قلعہ کے نام سے مشہور تھا اسوقت اوسے صرف اسقدر مقدرت تھی کہ اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے یہہ رمضانی ایک بڈھے خادم کا بیٹا تھا چند مہینے اسی حالت مین گذرے ایک روز پندرہ جوان مسٹوسے اُسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت پہونچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو اُنہون نے

اُنہون نے بخوف نیول راے کے جاسوس کے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے جوابدیا
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کرنے کو آئے ہین نواب نے اُون کے واسطے کھانا تیار کرنیکا
حکم دیا بعدازان افغانون نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کردیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہہ سب زنانے مکان مین تھے اور زنجیر اندر
سے بند تھی رمضانی سقہ پر حقہ بھرلاتا تھا جسوقت رمضانی آتا پٹھان خاموش ہوجاتے تھے
مگر جو آواز باہر جاتی تھی اوس سے یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ باہم کچھ مشورہ ہورہا ہی جس مین بعض بعض
امور مین تو احمد خان اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہی اور بعض کی تردید کرتا ہی غرض پانچ چھہ گھنٹہ
تک یہی گفتگو رہی آخرالامر یہہ معلوم ہوا کہ نواب نے اون سے کہا کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہی
جیسے تم نے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح پر میرا ساتھہ بھی چھوڑ دوگے
اونہون نے عہد کیا کہ ہم سے ہرگز ایسا نہ ہوگا اور ساتھہ چھوڑکر کہا کہ ہم کسی حال مین آپ کا ساتھہ
نہ چھوڑینگے یا تو جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اون سے قسم چاہی اور اُنہون نے
قرآن مجید کی قسم کھاکر کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے
اور کہا کہ ہم کو کل منہو پہونچنا ضرور ہی دن بہت کم ہے اور سودا سلف کرنا ہی وہان سے وہ تار لیا
بازار کو پہونچے جو جو شی جس جس کو کوٹلوب تھے خرید کی نیول راے کے جاسوسون اور سپاہیون
نے انہین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کپڑا خرید کرنے آئے
ہین یہہ سب ستہ خان اور دوسرے پٹھان تھے یہہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
حسب منشا اوس سے عہد و معاہدہ کرکے منہو کو واپس آئے تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک
قاصد منہو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
نے آپ کو بلایا ہی فی الفور احمد خان نے آٹھہ کہار کرایہ کئے اور اپنی کہنہ پالکی مین سوار ہوکر چلا
اس پالکی کی یہہ صورت تھی کہ اسکا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور رسی سے بندھا تھا وہان
پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مفصل گذرانی شاید اس باب مین بی بی صاحبہ

سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی اسوقت وہ اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نیول رائے پر حملہ کیا جاوے ۔
صرف اسقدر دقت تھی کہ روپیہ نہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جسقدر ریاست
واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہہ روپیہ بحسب ضرورت اوس کے بھائیون اور تمندارون
مین تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی اشد ضروریات مین صرف کرے بہ عوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنے سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا موضع
قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک کورمی نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
مذکور کے معافی اُسے دیجاویگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنے ایک
مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل ہے لوٹ لائے یہان ستر توڑے روپئے کے اور ایک توڑہ
اشرفیون کا ملا یہہ روپیہ چال مین لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم ہو گیا
تو احمد خان نے چلولے کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھ ہزار فوج مجتمع ہو گئی اور
افواہ یہہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر
نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانی گھسا کوری شمس آباد کے تہانہ پر حملہ کرنے کیواسطے
بھیجا گیا شمس آباد مئو سے پانچ چھ میل بسمت مشرق واقع ہے اوس روز لوگون نے جو خاص اسواسطے
مقرر ہوئے تھے نیول رائے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوس کے ملازمون کو بھگا دیا ۔ آمادگی سے
فیروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمے مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہانا منظور ہو
ہو تیسے فاقے اسمین سے پانچ پیسے فی پیادہ اور تین آنے فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے
اور جسکے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے کے جمع ہو گئے
اور موتی باغ سے کوچ کیا پانچ روز مین فرخ آباد کے جمنے دروازہ کو پہونچے یہان مشتاق علی شاہ کے
مکان پر مقام کیا بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی کسینے بوریون نے مکمل کسینے سر کنڈے
اپنے بچاؤ کے واسطے لگائے اور بعضے ایسے بھی تھے کہ جنکے پاس کچھ بھی نہ تھا اور برستے پانے مین
اوترے یہہ صلاح ہونے لگی کہ اول تم رشید پور کے بم ٹیلہ جس نے [illegible] پر قبضہ کر لیا تھا حملہ

کرین مگر نواب نے اِس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اِس اولجھاؤ مین نہ پڑو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھہ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خدا گنج و قتل نیول رائے

پٹھانون کے سر اُوٹھانے سے تھوڑے ہی دن بعد نیول رائے کو یہہ خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہیں۔ نیول رائے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نان نرون اور کونجڑون کو معہ اُونکی عورتون کے برہنہ کرکے سب کو ہاتھی کے پانون تلے روندوا ڈالون تو سہی یہہ کہکر معہ اپنے توپخانے و لشکر کے شاہ آباد سے مغرب جانب کوچ کیا اسکے ساتھہ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھیں۔ اوس نے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اوترکر اوس کے بائیں کنارے پر خدا گنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف بفاصلہ ۷ میل اور قنوج سے شمال مغرب بیس میل کے فاصلہ پر ہے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہہ حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر اِن جانورون یعنے افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین باد دیئے جائینگے یہانتک کہ اونکا تخم سرزمین ہند مین باقی نہ رہے۔ نیول رائے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھودوائے اور خندق پر توپین لگادین اور سب کو نجیرون سے باہم جکڑ دیا اور سپاہیون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردے اور کہدے کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا۔ اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اوس کی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

ذوالفقار خان و خانسامان خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان دائے پوری
و روشن خان و لکھن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا انوار بیگ کے تحت مین
تھے اور محمد خان مظفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
ورن مست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خورد و شیر دل خان و ناہر دل خان
و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان باز خان و پہاڑ خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
دو بیٹے مقیم خان کے عثمان خان ولد سلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے
نیول رائے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔ یہہ پڑاؤ راجے پور کے پختہ سڑک پر
خدا گنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے۔ نیول رائے کی کمک کیواسطے وزیر نے
۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۸ء کو فوج تعدادی بیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر
و اسمعیل بیگ و محمد علیخان رسالدار و دیبی دت فوجدار کویل کو روانہ کیئے۔ جب جسونت سنگھ
راجہ مین پوری نے سنا کہ یہہ فوج سکیٹ کو پہونچی تو اوس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہہ
فوج ایک دن مین پوری پہونچیگی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تم نے نیول رائے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا یہہ خبر سنتے ہی اوس نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا اور اونسے
کہا کہ یہہ ماجرا ہی اب تمہاری صلاح کیا ہی اُنہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا
کل تائید الہی پر پھر دسہ کر کے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جاوے گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس
تھا فقیر بھیس کر کے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف توپین
چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہی کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
خندق پر بارہا کے سید متعین کیئے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھین یہہ پڑاؤ کی پشت تھی اور
اسیطرف کالی ندی کا کنارہ تھا۔ گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب
ہی کہ جہان صرف پانچ سو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا لیکن
مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو وہان تک ضرور پہونچا دونگا ۹ رمضان المبارک ۱۱۶۳ ہجری

مطابق یکم اگست ۱۸۰۵ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹے بعد
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور بہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا رستم خان
اوس کی بائین جانب تھا مینہ بشدت برس رہا تھا گل سیان فوج کے آگے ہولیا اور نہایت
ہوشیاری سے فتحپور کی فوج سے تین کوس الگ الگ ہوکر تاکہ گھوڑون کے ٹاپون کی آواز
دشمن کے کان تک نہ پہونچے اس صورت سے نیول رائے کی فوج کے سامہنے کا رخ چھوڑکر
ٹھیک اوسکے عقب مین کالی ندی کے کنارہ جہان پانچ سو بندوقچی متعین تھے جا پہنچے
قصبہ ضدا گنج سے ایک میل مغرب سمت درمیان حدود دو موضعون کھنیا و گنگنی کے یہہ پڑاؤ
واقع تھا طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل سیان نے نواب سے کہا دیکھہ تو یہان سیدین
اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پٹھان حملہ کے ارادے سے
آئے ہین یہہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا اور دونون جانب سے بندوقین
چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین کہ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے گھس
آئے ہین پانی اسقدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی اور تاریکی اسقدر
تھی کہ دوست و دشمن مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی
جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوس طرف سر کردی گئین۔ سیدون نے اول حملہ مین افغانون کو ہٹا دیا
پٹھان کچھہ دور بھاگ گئے تب احمد خان نے اوسکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجھے اسواسطے
لائے ہو کہ مین تم کو نامردون کی طرح بھاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین بے آبرو کیجاوینگی اور
تم برہنہ کئے جاؤگے یہہ کہکر گھوڑے سے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے مگر رستم خان
وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے
گھوڑون پر سے اوتر پڑو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑے ظاہر ہی کہ
جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہی تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہی کیونکہ
اوسوقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کرکے سر بکف ہوکر لڑتا ہی پٹھانون نے اپنے جانے

کے دامن کمر سے باندھے اور وہاں تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سیدتو مارے باقی فرار ہوئے اور
راستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اندر گھس آئے اور نیول رائے کے سراچہ کے پاس جا پہونچے
یہان فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کیواسطے جابجا منقسم تھی۔ ایک قاصد نے نیول رائے
کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے سراچہ کے نزدیک تمہارے
چل رہے ہین چونکہ نیول رائے بغیر پوجا کے کبھی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہہ خبر سنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہین مین اون کو نجڑون کو اپنے کان کے گوشہ سے باندھ
لاؤنگا دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹھا ہی اور پٹھان تیرے
دروازہ تک آپہونچے ہین یہہ سنکر نیول رائے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتیون مین سے جو
اوسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اون ہاتھیون پر زرکار ہودہ کسا جاتا
تھا اور ہودے مین دو کمانین اور دو ترکش تیرون سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نیول رائے
نے دو تیر ایک ساتھ چلے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر
مارو مارو سارے کنجڑون کو پٹھانون پر چلائے ۱۰ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
ہورہی تھی یہان نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تھا اور اُس کی حفاظت کو افغان ڈھال
تلوار سے کھڑے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے پچاس ساٹھ کہار پالکی ساتھ تھے
اُن مین سے ایک زخمی بھی ہوا رستم خان اور محمد خان آفریدی معہ ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل کے اوس جگہہ آپہونچے جہان نیول رائے بہمراہی تین چار سو جوان و چھ سات
ہاتھیون کے ہاتھی پر سوار کھڑا تھا اِس تھوڑی جمعیت کا تو کچھ خیال نہ کرکے نیول رائے کی
تلاش مین بڑھے وہ چند ہی قدم گئے ہونگے کہ نیول رائے کے ہمراہی کے ایک افغان نے
ہشپلائی زبان پشتو مین کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی آنے نہ پاوے
یہان سرداران فوج کھڑے ہشپلائی بھی کی آواز تو سب نے سُنی مگر اوسکا کہنا کوئی نہ سمجھا
ہشپلائی پشتو زبان کا لفظ جسکو ہندی مین الگنوزہ کہتے ہین محمد خان کا بھائی

افغانستان سے آیا تھا نیول رائے کے افغان کو اوس جملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتھیون کو
سُنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا
مارو مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اوسوقت نیول رائے نے
گالی دیکر کہا ای کوبجڑو مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک
بھی باقی نہ رہیگا یہہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ مین لگا محمد خان نے تیر کو
ہاتھہ مین لیکر کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھہ سے آیا ہی کہ تجھہ مین کچھہ بھی زور نہ تھا نیول رائے نے
یہہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن مین لگا
جو گھوڑے سے گر گیا اوسوقت بارہا کے ایک سید محمد صالح نام نے نیول رائے سے کہا مین
نہ کہتا تھا کہ پٹھان فریب دینگے انپر ذرہ رحم نہ کرنا چاہئے اب جہان تک ممکن ہو اونہین خوب
درست کیا چاہئے وہ اس لفظ تک پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اوسپر بندوق چلائی گولی
پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہوگیا اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے بڑھکر نیول رائے
کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی الفنا ہوا پھر تو پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکھہ لیا اور ہزارون کو
خاک وخون مین ملا دیا نیول رائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی
کو ہانکا اور کالی ندی پر لیگیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نیول رائے کے ہاتھی کو نہ دیکھا
اونکے دل مین خیال گذرا کہ یہہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً
کل فوج نے پیٹھہ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا شروع کیا جو شناوری مین طاق تھے
یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھہ سکتے تھے وہ تو ندی پر نکلے اور جو اچھے سوار نہ تھے دریا مین ڈوبے
فتح افغانون کی نیول رائے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی قبل فتح بخیے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت
کے بعد محمد خان اتفاق سے صرافون کے ڈیرون کی طرف جا نکلا ایک چھوٹے سے خیمہ مین چند
موٹے موٹے بنیئے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنہون نے اُسکو نیول رائے کے ملازمین سے تصور کیا اور
پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی

اُنکو تو کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب دیا کہ نیول رائے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی خواب وخیال مین غرق ہو اُنہون نے یہہ خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ اُونکو قتل کرڈالین یہہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپئے اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہیں ہم کو کیون مارتے ہو نواب صفدر جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہیں پٹھانون نے یہہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر اونکو قتل کرڈالین مگر محمد خاں نے اونکو اس ارادہ سے باز رکھا جب احمد خان نے دیکھا کہ لوٹنیوالے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تب اوس نے اوس غلام کو جس نے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپئے کے لانے کیواسطے بھیجدئے ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھہ آئی اس عرصہ مین نیول رائے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار ہودہ اور زرلفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارکباد دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے پٹھانون نے اِس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو لاٹھیون کے ہوے سے گرادیا اس صورت سے اُس کی جان بچی رمضانی اُسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوئے ساتھہ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہوے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لیگیا اب لوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوای ہاتھیون وتوپون وخیمون وطبل جنگی کے جو شے جسکے ہاتھہ آوے وہ اوسکا مالک ہی مال غنیمت اسقدر ہاتھہ آیا کہ بعض بعض کو لیک ایک لاکھہ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نیول رائے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے تیس اعلی عہدہ دارون کے نام بیان کئے ہین جو جنگ

میں کام آئے نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت میں طلب ہوا تھا ۹ رمضان مطابق یکم اگست
سنہ ۱۸۰۱ء کو مکن پور سے روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے علی الصباح
وے سب روانہ ہوئے جب نیول راے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفروین انبوہ
انبوہ پہونچنا شروع ہوئے ۔ راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تھا اول اوس نے کیفیت
شرح اس مصیبت کی بیان کی ۔ بقاء اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہہ خیال کرکے
کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کے مستورات و بچوں کو کہین لیجاوے
اِن سب کو مجتمع کرکے معہ راجہ کے لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے و اسباب وغیرہ ملسکا اونکو
ساتھہ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفروین بھی اُن کے ساتھہ ہوئے اِن مین پرتاب سنگھ و حسن علیخان
بھی تھے جو دونون زخمی تھے ۔ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۳ اگست سنہ ۱۸۰۱ء کو وہ محسن پور
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے دوسرے روز جاجمئو
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارہ پر واقعہ ہے ۱۴ رمضان
یعنے ۶ اگست سنہ ۱۸۰۱ء کو کانپور پہونچے یہہ کوڑہ سے پانچ کوس ہے یہانسے راجہ متوفی کے گھر بار کو
لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑہ مین قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساٹھہ ہزار فوج مجتمع ہوگئے اِس مین صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ
اور بیشمار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب بم ٹیلون نے اِس فتح کی خبر
سُنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکے اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانچ سو بندوقچیون کے ساتھہ
قنوج پر قبضہ کرنیکے واسطے روانہ کیا اور اوسکو حکم دیا کہ نیول راے کے رنگ محل پر جاکر قبضہ
کرو اور وہان کی ہر چیز کی حفاظت کرو اِس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی ۔ یہان لاکھون روپے
نقد تھے اور غلہ بھی بافراط تھا ۔ رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد سیر لیا باپ
رلا اور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہان کے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اوسوقت یہہ

مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپئے اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پترچڑھے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اور سپر مخمل کے تکئے دھرے ہوئے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو ہائیت کہ ولا ور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا - نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا بی بی صاحبہ کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور تنبیس محل کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا - عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھولے نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سنایا جس پر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور ناکار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے **وہو ہذا**

عجب وہ صاحب قدرت رہے ہی جسنے جگ سنبھارا ہے
خدا ہی پاک مولی ہے وہی پروردگار اہے

کھڑا باندھا کمر کر کر غنیم اوپر لئے لشکر
لگے اوسکے عجب چکر غروری کا خمار اہے

نیول سے مرد غازی کو پوچھے بات یاچی کو
نیول سے مرد غازی کو پہونچ گولی سی مار اہے

نیول ہودہ سی مکھہ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا
قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سنبھار اہے

چلین توپین دھڑا دھڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے
شتر نالین پڑا پڑ سے تہور کا پہاڑ اہے

چلین تیرین سناسن سی چلین گولی منان سے
کٹین بکر جھن جھن جھن پڑی تلوار دھار اہے

بہبوتی نام ہے میرا عطائی پورمین دیرا
یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنار اہے

وزیر کی چڑھائی

افغانون کے آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصے مین دہلی پہونچی ۱۲ شعبان ۱۱۷۶ ہجری ۶ جولائی سنہ ۱۷۶۳ع کو یہہ خبر سنکر وزیر دہلی سے روانہ ہوا اور دریاے جمنا سے اوترکر اپنی طیاری مین مصروف ہوا

۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۸ء اوسنے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول رائے کی کمک کو روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۲۳ جولائی ۱۷۵۸ء کو واپس آکر
بار دیگر شاہ سے رخصت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تیس ہزار آدمی سورج مل
جاٹ بھرت پور والے کے ساتھ تھے اوسکو وزیر نے تنخواہ پر نوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنے نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخاں کوچک و مرزا نجف علی بیگ و اسمعیل بیگ خان چیلہ
آغا محمد باقر یمنی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل
آئے تھے کہ اُنہون نے نیول رائے کے شکست کی خبر سُنتے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
او کہنے لگا افسوس اس خود بین دایم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
اِن کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی یہہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھہ دے مارے اور تکیے
پر سر رکھکر بیہوش ہوگیا اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو راجہ نیول رائے کی کمک کیواسطے
بھیجا گیا تھا جب مین پوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسون کی زبانی نیول رائے کی شکست
و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اوسوقت مارہرا
کے قریب مقیم تھا جب وزیر نے تکیہ سے سر اُٹھایا اور اوسکو غش سے افاقہ ہوا ایک منشی کو بولایا
اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اِس مضمون کا روانہ کرو کہ بفور صدور حکم
ہذا محمد خان غظفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑے عقوبت سے قتل کرے
اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازان تیجاع الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرکے سر اونکے میرے پاس بھیجدیو موجب حکم وزیر کے
شیخ سنگدل معہ چند اشقیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس قیدیون کے
بہ ارادہ معلومہ پہونچا جسوقت اِن مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے شیخ سے
مخاطب ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ منزا دارہون تو

مین ہون ان بچاروں کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تاصدور حکم انکا قتل
ملتوی رکھے تیغ تیرہ دروں نے ایک نہ سُنی آخر جلادوں کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین
بمقابلہ اپنے دوسرے بھائیوں کے پیش دستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کو قلعہ مین مدفون
ہوئے - یہہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پر منت مانتا تھا پوری ہوتی تھی جسوقت وزیر کا حکم
جلال الدین حیدر کو پہونچا اوسنے زین العابدین داروغہ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر
لاؤ - زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل
جانے کا حکم آیا ہے لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جوابدیا مین خوب جانتا ہون چیلے
ہمین پہونچانے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کرکے کپڑے بدل
لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کون - زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر
وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چاروں کو پالکی پر بٹھلا کر لے گیا جب یہہ مقتل مین
پہونچے جلادنے بڑھکر چارون کے سر تن سے جدا کر دئے اس عرصے مین شمشیر خان نے
نہا دھو کر نئی پوشاک پہن خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مین مشغول
ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لیچلیے - تب
اوس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دیکر
کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کا فاتحہ کروا دینا - اور جوتہ اپنے پانو سے
نکالکر دیا کہ یہہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اتار کر اپنے نوکر کے حوالہ کی
کہ یہہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح معہ فرقان دی اور کہا کہ اگر شیر علی کبھی اولاد
ہو تو اوسکے گلے مین ڈالدینا یہہ سب چیزین کرکے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین
نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام
پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے ہین مگر میرے کل حوصلہ دنیوی اب ختم ہوئے جب مقتل
پہونچا اور چلادون لاشون کو دیکھا کہنے لگا ہائیو انا للہ وانا الیہ راجعون لکن لا حول ولا

اوسکو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت کہان ہی جواب مین اوس نے یہہ قطعہ پڑھا

ہمان شیر و شمشیر بران منم — چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
وگرنہ ترا خان و مانت حریص — بیک دم تہ خاک کردم عدم

یہہ سُنکر جلال الدین نے جلّاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اُرادے جلّاد نے تلوار کا ہاتھہ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھہ لگا یا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہاں کھڑا تھا کہا تو اسکو قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھہ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی اونگلیان دونون ہاتھون کی اب تک دانہ ہاے تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑھا اور پیٹھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے جو مین یہہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تونے کس شخص کو میرے ہاتھہ سے قتل کروایا پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا۔ پھر جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلواکر کنوان پتھرون سے پر کروا دیا صبح کو پانچ تازہ پھول چنبیلی کے کنوئین پر ملے اور ہر روز پژمردہ پھول اوٹھہ جاتے تھے اور اونکی جگہہ پر تازہ پھول رکھے ملتے تھے۔ جب ۱۱۶۱ھ احمد شاہ درانی دہلی مین آیا نواب احمد خان بہرہی عمر علیخان پسر شمشیر خان شہید وہان گیا ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب مین دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہی مین بارہ سال سے یہان کنوئین مین پڑا ہون مجھے یہانسے نکالکر فرخ آباد پہونچا اور جامن کے درخت کے نیچے مسجد مین دفن کرو عمر علیخان چونک پڑا اور بیقرار ہوکر رونے لگا کیونکہ اوسوقت وہ نہایت مفلس تھا اتنے مین اوسکا ایک دوست صراف وہان آیا اور اوس نے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض فرد درون کو بولاکر کنوئین کو کھدوایا لاش وہان سے بالکل مسلم نکلی کپڑے اوسپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہوگئے تھے غرض کہ لاش کو

تابوت مین رکھکر فرخ آباد پہونچایا اور وہان مسجد مین جامن کے درخت کے نیچے
دفن کیا اِس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہی ؎ بگفت ہاتف غیبی کہ نوزدہ رمضان
۱۱۶۳ھ ہجری

شکست وزیر

مارہرا مین ایک مہینہ مقام کرکے وزیر مشرق سمت بڑھا اور رام چٹوے مقام مین قیام پذیر ہوا
اور گرد لشکر گاہ خندق کھود والے رام چٹونے سہاور سے ۴ میل مشرق اور پٹیالی سے پانچ
میل مغرب مین واقع ہے سورج مل اپنی فوجون سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے
قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور و قلہر
و بریلی و آنولہ و جوناپور کے پٹھانون سمیت امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند احباب
آکر آباد ہوئے تھے - احمد خان اوسوقت معہ رستم خان کے اوسکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمت
روانہ ہوا نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ
ہم پر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہہ ہی کہ فوج علحدہ علحدہ کرکے اپنا حریف پسند
کرین - رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا
مین سورج مل کا مخالف ہونگا - بتاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری و ۳ ستمبر ۱۷۵۰ع علی الصباح سورج مل
جاٹ و اسمعیل بیگ خان چیلہ معہ پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ
شروع ہوا اوس کے بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل
اس بلندی کے داہن مین مقیم ہوئے اور چوٹی پر چند توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر
ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہہ تھا
کہ جنگ مین تھوڑا توقف ہونا چاہئے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن
قوی ہی لہذا اوسنے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور
اپنے آدمیون کو جنگ کیواسطے اماد کیا جو مین بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ

کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے اور توپون پر قبضہ کرلیا رستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اوس نے حکم دیا کہ حملہ موقوف نہ ہو۔ یہہ سورج مل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اسمعیل بیگ خان اور ہمت سنگھ بھدوریہ سے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے لگا اون کی یہی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاوین بلکہ ہم اونکو داہنے و بائین طرف سے گھیر لین لہذا یہہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کرکے پٹھانون کی طرف بڑھے پٹھانون نے توپ اور بندوق و تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی مگر انہون نے اوسکا کچھ خیال نہ کیا رستم خان اسم بامسمی تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور بہتیرون کو ہلاک کیا افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر رستم خان چھہ سات ہزار سوار جوانون کے اس معرکہ مین قتل ہوا سورج مل و اوس کے رفیقون نے باقی لوگون کا تا علی گنج تعاقب کیا یہہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق واقع ہی اوسوقت رستم خان کی داہنی جانب چند کوس کے فاصلہ پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایان نہ ہونے دیئے اور عالم سکوت مین اپنے سرداروں کے طرف پھر کر اوس نے بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی و سورج مل و اسمعیل خان و ہمت سنگھ تینون کو گرفتار کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین اگر ہم اوسپر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہہ دکھلانے کے قابل نہ رہیگا سرداروں نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہی اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھہ ہوتا ہی کو کھلائی دیتے ہیں جب کل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھہ اٹھا کر خدا سے دعا مانگی اور اپنی جانون کو اوسکے حفظ و امان مین سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون

فوجین مقابل ہوئین نصیر الدین حیدر نے جس کی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم کیا مگر پٹھانون نے ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفی خان نے جو جنگ تنہائی مین مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اوسکا مقابل ہوا اور دونون مرکر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا اونکے پانون اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفی خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تھین وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ مہم پھیر لیا ہے تو اوس نے بعجلت تمام محمد علیخان رسالدار و نور الحسن خان جمعدار بلگرامی وغیرہ و عبد النبی خان چیلہ محمد علیخان کو یہہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچا چونکہ مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششین محض بیکار ہوئین محمد علیخان بائین بازو پر گیا یہان تین ہزار پیدل فوج صف باندھے کھڑی تھی اور اونکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اوس کے سپاہیون نے کمان اٹھائی اور عبد النبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سر کین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے محمد علیخان کے داہنے ہاتھہ مین کوئی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے چند زخم تلوار کے لگے جسوقت نواب احمد خان میدان مین پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین ایکبارگی سر کین اُن مین گولہ رو اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا فقط پرمول خان کی ایک انگلی کی کھال اوڑ گئی مگر زمین و آسمان دھوان دھار ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے تھوڑی دیر توقف کیا جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع کیا سوارون نے گھوڑون سے اوتر کر تلوار ہاتھہ مین لی اور آگے ہوئے نواب کہارون سے یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھائے چلو اور

دشمن کی فوج مین پہونچاؤ وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب پٹھان توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے گولندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکرگاہ کی تلوار ونیزے سے کاٹ دین اور وہان جا پہونچے جہان وزیر کھڑا تھا اور تیر وگولی برسانا شروع کی نواب بھی فوراً ایک کمکی فوج لیکر اُنسے آملا نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا۔ پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لین اور کشتون کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھکر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے روانہ کیا اوسکو حکم ملا کہ تم اِس جانب سے حملہ کرو جسطرف چترِدار ہودے کا ہاتھی کھڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اُسطرف آدمی بھی کم ہین اِس سے امید کیجاتی ہے کہ تمہارا کوئی روک بھی نہ کرسکیگا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھ اس طرف گھس آیا جہان وزیر کھڑا تھا اوس کے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا اور اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گولی جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر ہودے مین گر پڑا اوسکا ہودہ نہایت مضبوط آہنی پیمرون کا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہا پٹھانون نے ہودہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھکر اوسکا کچھ خیال نہ کیا اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نورالحسن خان و محمد علیخان اپنے حال مین رہے یہہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دیو مگر باوجود اِس طبل بجنے کے سوائے دو سو جوانون کے ایک متنفس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب لچھمی نرائن جگت سیٹھ کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا مگر مجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی دیر بعد سورج مل جاٹ و اسمٰعیل بیگ و راجہ ہمت سنگھ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست

کامل دئیے ہوئے اور اُنکو منتشر کئے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب احمد خان
معہ چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھا جب اوسکی نظر اس لشکر
عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی
طرف اُٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوائے
اوسکو آفت سے بچانیوالا کون ہے دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو
پہونچی اُنکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے
کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے ۔ نواب احمد خان لشکر بجالایا۔ اتنے مین جو لوگ وزیر کے
تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہوگیا اسنے
بہادری سے کہا کہ مین وزیر عبدالمنصور ہون یہہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور
ہاتھی پر سے اوسکو پکڑکر اوسکا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور
کہنے لگے کہ یہہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہہ اسحق خان کا
سر ہے نہ وزیر کا بعد جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا مین مقام کیا اور وہان اپنے زخم
کی مرہم پٹی کی یہہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے
۱۹ شوال و ۲۰ ستمبر ۱۷۵۳ء کو دہلی مین داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہان
جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
بجاے اوس کے وزیر سابق مسمی قمرالدینخان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خانخانان
مقرر ہو جب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر پہونچی تب بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ
ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہیئے اسنے
عرض کی اگر حکم ہو تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
کل کیفیت بشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض بیان مین لایا اور
کہا کہ یہہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ اماؤہ بجنگ ہوئے ورنہ وہ مطیع

سرکار تھے بعد گفتگوے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجئے اس مین کسکا قصور ہی بادشاہ نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کی سب صحیح ہے محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہین کی یہہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہی۔ لیکن تمہاری کیا راے ہی اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے اوسوقت کیا کیا جائیگا فیروز جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہی کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت وفیل واسپ وشمشیر بھیجا جاوے واوسکو لکھا جاوے کہ اب تک جو کچھ ہوا اوسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنی کیفیر کردار کو پہونچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس گیا شاہ دل خان شجاعت خان غلزئی کے بھتیجے کو معہ دس ہزار سپاہ وسرداران ماتحت اوس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہہ مقام پیشتر اوس کے چچا شجاعت خان کے حکم مین تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا جو ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اوسکے کامل نظم ونسق کیواسطے نواب نے اپنے بھائیون اور قرابت دارون کو جابجا حاکم مقرر کیا مرتضی خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اٹاوہ کو بھیجا گیا اور اوسکا تیرھوان بیٹا پھپھوند کا حاکم مقرر ہوا اوسکے متعلق مقامات ذیل بھی سپرد کئے گئے یعنے سورکھہ وسکت پور وسکرادا وسوج اعظم خان اکیسوان بیٹا شکوہ آباد مین مقرر ہوا اوس کے متعلق سکیٹ کورا ولی علی پور کھڑا کیا گیا نواز خان خٹک اکبر پور وشکارپور مین مقرر ہوا ذوالفقار خان چیلہ عرف منجھلے نواب شمس آباد مین مامور ہوا اوسکے متعلق چھپیرامو وسکندرپور وبھونگاون کئے گئے منور خان اٹھارواں بیٹا پالی وسانڈی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارھوان بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب احمد خان کا بڑا بیٹا محمد خان وجہان خان چیلہ معہ دس ہزار سوار وبیس ہزار پیادون کے لکھنو صوبہ اودھہ پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ مین شاہ جہان سولھوین بیٹے دکا لیخان ولد

ولد شمشیر خان چیلہ کو کوڑہ کیطرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں واقعہ ہی محمد امیر خان اونیسوان بیٹا غازیپور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور رہیلون نے بھی شیخ کبیر و پرمول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف روانہ کیا اور انہون نے ان پرگنون پر بہ آسانی قبضہ کر لیا نیول رائے کی شکست و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ مین بدانتظامی واقع ہوگئی روپ سنگھ کہنچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تھا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقعہ ہی دسمر سنگھ ولد ہندو سنگھ چندیلہ و گھنسام سنگھ بنبو جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے اب ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور شامل سالگذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی اسپار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعد ستمبر و اکتوبر ۱۷۵۸ء مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۵ امیل کے فاصلہ پر واقعہ ہی۔ سانڈی مین جو اب ضلع ہردوئی مین ہی گڑبڑ کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطان پور مین واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سے وال مئو کے جو گنگا کے کنارے و راے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان کیا کہتے ہین کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح مین دو فتحین عنایت کیں ایک تو عبد المنصور کو زک دی دوسرے یہہ کہ رستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار تھا یعنے یہہ اوس اقرار کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول رائے پر حملہ کرنے سے قبل رستم خان کے ساتھہ کیا تھا کہ اگر وہ روپیہ دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا +

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام نواب احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان و ہرتا سنگھ سرداران وزیر جو ایک ہزار پالنسو سیاہ کے ساتھہ وزیر سے ملنی لئے تھے لکھنؤ کی

راہ سے جھوسی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اودنسے ملنے کو آیا اوسوقت
اُنہون نے معلوم کیا کہ شادی بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ آیا ہے علی قلی خان اپنی فوج اور
کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو بڈھا دونوں فوجون کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھاکر لوٹا جب
اِس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اُس نے ارادہ کیا کہ بہت سے گماشتے بھیجے مگر
صلاح کارون نے کہا کہ اپ خود وہان چلئے کیونکہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کر دینگے بقار اللہ خان وعلی قلیخان نواب احمد خان کی آمد سُنکر بعجلت تمام
وہانسے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے - احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین
پہونچکر چند روز قیام کیا اور یہہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آوے اور جنگ اِن
تین سردارون یعنے منصور علیخان و رستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمود خان
و بخشی نواب قایم خان کے ہاتھہ چھوڑ دئے اِن تینون سردارون کے پاس بہت سی
سپاہ نوکر تھی لیکن بشرقی صوبہ جات کے حاکمون یعنے پرتھی پت ولد چتر دھاری ولد جی سنگھ
سوم منبی حاکم پرتاب گڈھ و راجہ بلونت راؤ حاکم بنارس کے وکیل جو اوسکے پاس پہونچے
تو اوسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہہ وکیل بذریعہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
کے جو اُسوقت حاضر تھے نواب کے روبرو پہونچے مضمون نامہ جات کا یہہ تھا کہ اگر
آپ الہ آباد کی طرف بڑہینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرا دینگے
پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ مین آجاویگا ان ناموں کے پہونچنے سے
نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڈھ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے
کنارے خیمہ زن ہوا جب نواب وہاں پہونچا اوسنے دریا پار ہوکر نواب سے ملاقات کی
اوسوقت نواب نے اوسکو خلعت عطا کیا اور خود اوس کی درخواست پر اوسکو پیش لشکر مین
قایم کیا - الہ آباد کو پہونچکر نواب دریاے گنگا کو عبور کرکے جھوسی کو پہونچا اور یہان

اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہر بونگ تھا تمام الہ آباد
کو خلد آباد سے لیکر قلعی تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مکن و دریا باد کے لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونون
جگہون پر پٹھان قابض تھے بقا ر اللہ خان و علی قلیخان وزیر کی جانب سے حفاظت قلعہ کی
کرتے تھے - اتفاقاً اندر گر نام سپنیا سے معہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان تیرتھہ
کو آیا اور پرانے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک
ہوئے بقا ر اللہ کار آزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اوس نے دریا پر
ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان تر بینی جو قلعہ کا پھاٹک ہے اور قصبہ ارایل کے
واقعہ ہے یہہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا
لشکر گاہ تو اوس قصبہ مین چھوڑا اور خود معہ فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اوسوقت
فصیل سے برابر توپین دشمن پر یعنے نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین اوسکی جانب سے
راجہ پرتھی پت اور دوسرے سردارون نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر نا کام رہے
راجہ بلونت سنگہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جھونسی کو پہونچا اور نواب کے
بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا محمد خان حال مین لکھنؤ سے
آیا تھا راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کرائی گئی باقی نصف پر صاحب خان دلاراک جونپوری
نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
کو ساتھہ لیکر ارایل کو جاؤ اور دشمن کو وہانسے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تا کہ
قلعہ کی آمد و رفت رکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ مقام
جھونسی کو آکر ناوین مہیا کرنے کا حکم دیا جب نواب بقا ر اللہ خان کے جاسوسون نے
اس ارادے کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی اور باہم اپنے لوگون سے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ نہونے پاوے
آخر اسپر رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی
اندر گر سنیا سے بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے
کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان
نے یہہ خبر سُنی خود سوار ہوکر اپنی لشکر گاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اوسنے نواب منصور علیخان
و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بھیجا بموجب حکم کے وے آگے بڑھے علاوہ
ازین اونکے ساتھہ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش و چار ہزار ماتحت
سعادت خان آفریدی اور دو ہزار منگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد علیخان
آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تھے اونکے سوائے
اور بھی سردار ساتھہ تھے یعنے نامدار خان برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان
مٹنیہ نامدار خان برادر ہمت خان مٹنیہ و عبداللہ خان ورک زئی نواب نے اِن سب کو حکم
دیا کہ اپنی فوج کے ساتھہ بڑھکر دشمن کو بھگا دین راجہ پرتھی پت سے نواب نے کہا کہ تمہارا
مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی تین گھنٹہ توپ
و بندوق و بان کا ہنگامہ گرم رہا آخر کار راجہ پرتھی جو آگے تھا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین
در آیا یہہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے راجہ ہاتھی سے اوترکر
گھوڑے پر سوار ہوا تب اوسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اوترکر شمشیر بدست دشمن پر جھپٹے
اِس مقام پر پہونچکر منصور علیخان پھر اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہونچا بقاء اللہ خان
کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاء اللہ نے دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے
ساتھہ پل کے پار گیا اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
وقت اپنے کنارہ کی طرف پل توڑ دیا نواب احمد خان کی فوج کو اِس صورت سے یہہ فتح ہی

نصیب ہوئی اور میدان جنگ پر قابض ہوئے جسجگہہ یہہ لوگ مقیم تھے وہانسے پل تمام دکھال نظر آتا تھا جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج کو دشمن پر بڑھالیگیا جب منصور علیخان کے لوگون نے یہہ حال دیکھا ازراہ رشک جلد بڑھکر اون لوگونسے آگے ہوئے حسام الدین کہتا ہی کہ مین خود اوسوقت موجود تھا اور منصور علیخان کی فوج مین تھا بعد فتح کے حسام الدین وسعادت خان فصیل کے قریب کھڑے تھے جہان سے سب کا سب پل معلوم ہوتا تھا انکا یہہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جاوین راجہ پرتھی پت کی بھی رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایکہ بشتر سوار نواب منصور علیخان کو واپس بُلانیکے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کے برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی پس اس مین کیا قباحت تھی اگر ہم پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی اور اوس پر قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہین کرسکتا ہون یہہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر معہ دوسرے سردارون کے نذر گذرانی جسوقت محاصرہ ہورہا تھا نواب نے صاحبزمان خان ولد ازاک جونپوری کو مقامات جونپور اعظم گڈھ اکبرپور ودیگر مقامات مین اپنا نایب مقرر کیا بلونت سنگھ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہونچا کہ اوسکو ملک سے بھگا دو اوسکو کمک بھیجی گئی اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور شمشاد جہان زمیندار اول اوسکے آکر شریک ہوئے مادل اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا زان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھہ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہوکر گھس آئے

اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحبزمانخان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی اور اللہ آباد کی طرف کوچ کیا یہہ مقام جونپور سے بیس میل شمال مشرق ہی بلونت سنگھ نے عہد و پیمان ہونے کے بعد جیسا کہ مذکور ہوچکا ہی صاحب زمان خان معہ سردار خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقعہ ہی اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد نواب احمد خان یہہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی طرف بڑھ گئے ہین اوس طرف روانہ ہوا بلونت سنگھ گنگا پور سے جو بنارس سے تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہی روانہ ہوکر مرہابو میں پہونچا یہہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے اور صاحبزمانخان سے اپنے ملک کے واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا بلونت سنگھ کے افغان سردارون نے اپنی ہم قوم افغان یعنے صاحبزمان خان سے جنگ کرنے کا انکار کیا لاچار ہوکر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا صاحبزمانخان نے چاندی پور مین پڑاؤ ڈالا دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت بقایاے تنخواہ کے بلوہ ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کیطرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک بنیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پھر اُسے مقرر کردیا اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوئے مگر اونمین سے کوئی قابل مذکور نہین ہین۔ نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سنی تو اُنہون نے کہا ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہیں اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آوین انکا یہہ حال تہا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دور سے دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرض کہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے۔

فتحگڑہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

وزیر رام چڑھونی مین شکست کھاکر ۲۹ شوال مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۵۸ء کو دہلی کو واپس آیا اور یہان پہونچکر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھہ سے سخت ناراض ہین تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھہ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامر اوسکی بیگم نے اوسکو ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہی سب تمکو دیتی ہون یہہ سُنکر اوسکو ہمت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگر مل اور لچھمی نراین اور اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اسمعیل بیگ نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہئے ناگر مل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہئے اور کہا کہ قایم خان کے حملہ کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین ولیکن اگر کوئی اور غنیم اونسے لڑنے جاویگا تو سب متفق ہو جاوینگے تب وزیر نے لچھمی نراین سے صلاح پوچھی اوسنے مرہٹون کی فوج کثیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہر راؤ کے پاس ستر اسی ہزار فوج اسوقت کوٹہ کے قرب وجوار مین ہی ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کیواسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند کرنا چاہئے بدین غرض وزیر نے جوگل کشور کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بابت یہ واجب ہونی چاہئے کہ وزیر چہار شنبہ میں بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ کو جاوینگا بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آوینگا اوسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سلجھانا چاہئے مجھہ سے بیان کرے جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیام بیان کیا چارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار شریف کی زیارت کرکے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر ادھر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پھر گیا ہی کسیکو جرات نہیں ہی کہ کوئی بات
بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے اور نواب فیروز جنگ نواب احمد خان کیواسطے
سعی کرنے پر اسقدر مستعد ہی کہ کسیکی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی مونہہ سے
نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ مین دست اندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین
تو خوب ہو نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہارے
حق مین سفارش کرونگا اور انشاء اللہ تعالی بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع
کردونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک خبار نویس
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکر گاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات
مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت وراجہ بلونت سنگھ دوسرے زمیندار معہ زر کثیر نواب کے
خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے تئین نواب کا مطیع قرار دیا یہہ بھی الہ آباد کے محاصرہ کے
واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہی
ایک لاکھہ سوار اور بیشمار پیدل زیر لوائے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہیں دیکھا چاہیئے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح
وزیر سے اقرار کرایا تھا لکھنا شروع کیا اور جو جو باتین وزیر نے ازراہ دوراندیشی اسکو
سکھلائی تھین اوسنے بادشاہ سے بیان کین ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون مجھے سخت تردد ہوتا ہی
میری نیند جاتی رہتی ہی صفدر جنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوایا
تھا اوسپر قناعت نہ کرکے اوسنے ریاست ہائے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہی اور اپنے بیٹے
کو بغرض تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہی اسکے بعد

اسکے بعد بنگال کا عزم کریگا اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اوسنے
لشکر عظیم اکٹھا تو کیا ہی علما یہہ کہتے ہین کہ کتاب آخون دریوزہ مصنفہ مرشد و دی افغانان
مین یہہ لکھا ہی کہ کوئی افغان سردار بجمعیت زائد از دوازدہ ہزار رتبہ شاہی کو پہونچیگا
پس اس صورت مین احمد خان جس کے پاس ایک لاکھ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے
قبضہ مین ہین اپنے تئیں بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہی جب جاوید خان نے
اس طوالت کے ساتھہ یہہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگا کہ اب
اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صفدر جنگ
کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
اوسکا جواب یہہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر توپ و بندوق
و بان سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
اور اب جب کہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوسی دل ہاری فوج سے
اب کیا کرسکتا ہے اور زدہ را باید زد مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کرسکتا ہون
کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی خفت نہوگی۔ جاوید خان نے جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے
متعلق اور بھی تدابیر ہین آیا سیندھیا اور ملہر راؤ جو اسوقت راجپوتانہ مین ہین اور گواہ
اوسکے مخالف ہین لیکن اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کرینگے اور اپنی
انتفاع کی امید سے جو حکم اونکو دیا جاویگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لاوینگے
سورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست
نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان روہیلیون کا سردار صفدر جنگ کا
دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگیا اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے
کہو کہ اوسکا قصور معاف ہوگیا ہے اور کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم غلبکیر ہوئے بعد ازان جو گفتگو
بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھہ لیکر اپنے مکان
کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہو اور فی الفور ایک فرد نذرانہ کی
تیار کرے تعداد نذرانہ کی صد لاکھہ روپیہ سے کم نہ ہو جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
صد لاکھہ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہئے دوسرے روز
علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا
امرا و اراکین حاضر ہوئے اور آداب بجا لاکر اپنے اپنے پائے پر کھڑے ہوئے اسوقت ناظر جاوید خان
کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سلطانی مین حاضر کرے جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا
بیس خوان جواہر و پارچہ ہائے قیمتی کے اوسکے روبرو پیش کئے گئے بعد ازان وے حضور مین حاضر
ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر چھاتی سے
لگایا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہی بقول سعدی علیہ الرحمہ بندہ
ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند
کہ بجا آورد + بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا اور عذر پذیرا کیا
خلعت دہ پارچہ معہ فیل و اسپ از اصطبل شاہی و شمشیر وزیر صفدر جنگ کو مرحمت ہوئی وزیر نے
اپنی فرد نذرانہ تعدادی صد لاکھہ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات
کرتا ہوا گھر کو روانہ ہوا حسب استدعاے جاوید خان ملہر راؤ و آپا سنیہ یا کے نام
ایک فرمان شاہی جاری ہوا رام نراین قاصد کو کوڑہ سے دوڑا و اسطرف اور دہلی سے
دوسو اکسٹھہ میل جنوب مین مرہٹے ملے ۔ آپا سنیہ یا نے دو کرور روپیہ طلب کئے
رام نراین نے کہا کہ پچاس لاکھہ روپیہ دینگے آخر کار ملہر راؤ ایک کرور پر راضی ہوا
اور آپا صاحب کو بھی سمجھا کر راضی کیا اور بعض کہتے ہین کہ صد ہزار روپیہ تا زمان جنگ
کا اقرار ہوا بہرحال مرہٹے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور جلد آپہونچے ایک عہدہ دار

کچھہ فاصلہ تک اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہار اؤ اور آپا صاحب بادشاہ
کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور اوسکو بھی
خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا
اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو صفدر جنگ اپنی فوج لیکر معہ اونکے جو اوسکے
شریک تھے یعنی فوج شاہی و جاٹ کے دریاے جمنا پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا یہہ
حکم مرہٹون کو دیا شاہ دل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہئے اور
جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فرخ اباد کی طرف بڑھنا چاہئے
ملہار راو اور آپا صاحب نے پندارا سوارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور
ویران کرتے چلے جاؤ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور شاہ دل خان کو جا گھیرا تھوڑے عرصہ میں
ملہار راو اور آپا سندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا اگرچہ شاہ دل خان کے پاس
بمقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک
ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے
آدمی مارکر آخر کار گنگا پار ہوکر قادرچوک کو پہونچا وہان سے اوسنے گل خان احمد خان کو بمقام
الہ آباد لکھہ بھیجا اور مشرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا شاہ دل خان
ابتداے جمادی الاولی ۱۱۶۴ھ یعنے مارچ و اپریل ۱۷۵۱ء کو پس پا ہوا وزیر کی شکست موخرہ
ستمبر ۱۷۵۱ء سے چھہ مہینے بعد احمد خان نے مرہٹون کے مقابلہ سے شاہ دل خان کا پس پا
ہونا سنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی
طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالی اوسکو بار دگر واپس آتا ہوں اوسوقت اضلاع مشرق پر قبضہ
کرو بنگار اجہ پرتھی پت نے کہا میری ایک صلاح ہو کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چوکا ہو اب آپ کیسی عجلت کرینگے تاہم پرگنات پہونچنا
محال ہو اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچ بھی گئے تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جاویگی اوسکے جمع کرنے

کی وقت ہوگی لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلیں اور وہانسے
جانب مغرب روانہ ہوں اس مین چند فواید ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑیگی فوج بھی
منتشر نہ ہوگی اور زمیندار لوگ اودھ کے جو اپنے اپنے گھرون سے بھاگ گئے تھے وے بے مانگے
مدد روپے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہہ یہہ ہے کہ بہت سی زر آشنا فوج - یعنی کرایہ
کی فوج جو آپ کے حکم مین جمع ہورہی ہے جب آپ فرخ آباد کو بہ عجلت روانہ ہونگے یہہ سب
ساتھہ چھوڑ دینگے - نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کرون دیکھون اونکی کیا
راے ہے راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و منگل خان غلزئی و محمد خان افریدی و مستجاب
درکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت اُنہون نے راجہ کی صلاح سُنی
انہون نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے زاید لوگون کی راے تو یہہ ہوئی کہ گنگا کو نہ آنا
چاہیئے فقط حاجی سردار خان کی راے اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے
بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہیئے یہہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہیں اور
اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے
نزدیک اوسکے فوج کی یہہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے
نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوسنے جوابدیا
کہ میری بات سے یہہ لوگ خوش نہ ہونگے میری راے راجہ پرتھی پت کی راے سے مطابق
ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اون کی راے بہت مناسب ہے حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھہ مشورہ قرار پایا تھا اوسے اونکو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب
کے چھوڑے جاتا ہون لہذا تم اپنی زمیداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمینداروں سے کہو
کہ اپنے اپنے گھرون مین جا بسیں راجہ کو اسوقت خلعت مرحمت ہوا اور وہ رخصت ہوکر دریاے

گنگا کو عبور کرکے اور ملک کو روانہ ہوا نواب کی حکم کے بموجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر
اسوقت ۱۵ سال کی تھی اودھ ہوکر جھونسی سے بسمت مغرب روانہ ہوا اثنائے راہ میں للتیا
کھیری کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیاں لوٹ لین یہہ کھڑہ ص
میل لکھنؤ سے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہہ خبر ہوئی کہ اسباب لٹ گیا اور چند
سپاہی مارے گئے اوسنے فوراً مقام کیا اور گانوں کو لوٹ کر باشندون کو قتل کرڈالا بعد
لڑائی کے کئی ہزار صندوق گانوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا اوس نے
سُنا کہ لکھنو اور کاکوری کے شیخون نے سر اُٹھایا ہے اور پٹھانون کو نکال دیا ہے چونکہ اوسوقت
مین انتقام ممکن نہ تھا یہہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا بلگرام کے قریب پہونچا یہان
اوسکو روک ٹوک ہوئی بالآخر سانڈی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام
پر پہونچا جس کی دوسری جانب بمقام فتحگڑھ اوسکے باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الٰہ آباد
سے روانہ ہوکر چھہ روز کے عرصہ مین اپنی دارالریاست کو پہونچا مگر اوسکے ساتھی جو محض زر
آشنا تھے راستے سے اوسکے ساتھہ چھوڑ چھوڑکر جائے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف
وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا وہ ساتھہ رہگئے پہلے اوسنے بی بی صاحبہ اور اپنے
دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہہ سب مشکل تمام
وہانسے آنولہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئین شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ
کو وہانسے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اُنسے
صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہئیے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر وہان
اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لئیق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر
ہوئے انہون نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھہ فوج بیشمار ہے اور نواب کی فوج بمقابلہ اوسکے
گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین
لیکن بزرگون کا قول ہے کہ ایک شخص بمقابل حریف کے جنگ کرسکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے

اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہی مگر وزیر اسوقت
سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر
آیا ہے جاٹ و مرہٹے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھہ آئے ہین لہذا مصلحت وقت
یہہ بھی ہے کہ یہانسے حسین پور کے گھاٹ پر گنگا کے کنارے اُٹھہ چلنا چاہئے وہان ایک
چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کرسکتی ہی اس قلعہ کے گرد بڑا
وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین لہذا
اس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا اسکا مذکور نہین ہے کہ شہر کا قلعہ کیون بیکام ٹھہرا شاید اسوجہ
سے کہ دشمن اطراف کی آمدورفت روک دین اور آمدرسد بند کردین فتحگڑہ کے نیچے دریاؤ
بھی ہے جسمین کشتیان بہ آسانی مہیا ہوسکتی ہین مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے
پر قابض نہ ہو یہہ خوف کشتی موجود ہونے نہین ہوسکتا ہے باستماع صلاح سرداران وشتہ داران
ومشیر کاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہوکر معہ
لشکر دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے
روز توپخانے پہونچے اور توپین لشکر مین داخل ہوئین نواب خود خندقون وغارون کی طرف
جنکا مذکور ہوچکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین توپون پر اپنے
بھائیون اور رسالداران کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور نادون کا ایک پل تیار کروایا
جس روز پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنے بائیں کنارے پر
پہونچا اور شاہدل خان خلجی بھی قادرچوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون
نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری جب
وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان بلگرام آیا دسے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
کررہا ہے اور شہر والون کو مخاطب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہی اُنہون نے جواب دیا
کہ ہم تمہارے حکم پر ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھہ

احمد خان کے محاصرہ کیواسطے بھیدیو کہ جاکر چاردن طرف رسد بند کردے اور کہین سے کھانا پانی
یا چارہ نواب کو نہ پہونچنے پاوے بموجب حکم کے اُنہون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار
فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑکر
چلے گئے ہین اُنہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگادی جب مرہٹون کے سوار شہر
مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید
اونکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب دے اوس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہان نواب
اماده جنگ مقیم تھا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہر راو وسدہیا نے ہمکو
اس فوج سے لڑنے اور اوسکے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہہ نواب ایسا جری ہے اور اوسکی
قوم ایسی بہادر ہے کہ اوسنے تھوڑی سی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کے
ساتھہ بڑے حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہیئے یہہ سُنکر کہ کچھہ توپین یاقوت گنج مین رہگئی ہین
جو شہر سے پانچ میل اور فتحگڑھ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے اپنے چند سوار
اوس طرف روانہ کئے اُنہون نے چند گنواردن کو مجتمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لیچلے
جب قاسم باغ کی قریب پہونچے فتحگڑھ سے نصف میل جنوب مین ہی یہان پٹھان گڈھون مین
کمین گاہ مین تھے فوراً مرہٹون پر آن پڑے توپین اُنسے چھین لیں اور پھر کر اونہین پر سر کین
اور گولی اور بان اُنپر چلانا شروع کئے یہانتک کہ کتنے مرہٹون کے آدمی کھیت رہے اور باقی
بھاگ نکلے جب تانتیا نے یہہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج کو نکلنے کا حکم دیا تانتیا
کی کل فوج پٹھانون پر آپڑی اور گولی اور بان اونپر چھوڑنا شروع کئے یہہ بندوقون کی آواز سُنکر
نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکھڑا ہوا اوسنے اپنے رسالدارون کو حکم دیا
کہ جن پٹھانون پر گولی چل رہی ہے اونکی جاکر مدد کرو شاہدل خان غلزئی و سعادت خان آفریدی
و محمد خان آفریدی و محمد علیخان آفریدی خان میان خان خٹک عمر خان گوالیاری و نامدار خان
برادر نواب عزت خان نور خان و فتح خلیل خان مینہ مشکل خان تلہر والا و دیگر افغانان سردار

مورچہ کو چھوڑکر پٹھانوں کی مدد کو پہونچے تانتیا بھی اونپر بڑھا کہ انکو لڑکر بھگا دیوے جب دونوں فوجیں قریب ہوئیں بندوقیں موقوف ہوئیں اور تلوار چلنے لگی پٹھانوں نے یہاں تک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھینیں لیکن آخر کار مرہٹے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگے جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہونچی اوسنے شتر سوار بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھیں ہیں سے واپس آویں سرداروں نے یہہ حکم سُنکر تو ہیں جو واپس لی تھیں آگے روانہ کیں اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہولئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردار کو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تانتیا کی شکست کی خبر سُنکر وزیر معہ جاٹ و مرہٹون اور باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کے لشکر گاہ کے خندق کے قریب آپہونچا۔ مہراو و آپا سیندھیا و تانتیا کو قاسم باغ میں چھوڑکر خود آگے بڑھا اور سنگی رام پور میں پہونچا۔ یہہ ایک کھاٹ دریائے گنگا کا دریائے مذکور کے دہنے کنارے پر قریب بارہ میل فیگڈہ سے بڑھکر پرگنہ بھوج پور میں ہے یہاں اوسنے اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کراؤ جب نواب احمد خان نے یہہ خبر سُنی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کرو تا کہ وزیر پل نہ بنوانے پاوے اِس نوجوان نواب نے شام سنگھ برادر شمشیر جنگ چیلہ مرحوم کو اوسطرف بھیجا یہہ سردار معہ فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو ادھا پل تیار ہوگیا تھا اوسنے ایسے گولے اوپر برسانے شروع کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے اِس مرتبہ تو اونکو اس کوشش میں ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد کے واسطے لکھا علاوہ دوسروں کے اوسنے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان سردار روہیلہ کو بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہہ لکھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں منافقشہ ہے لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے لیکن یہہ ضرور نہیں ہے کہ غیر کے ہاتھ سے بھی ضرر روا رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج برائے مدد روانہ کرینگے تا کہ ہم اس غنیم پر جو ہم دونوں کا

دشمن ہے حملہ کرین حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہ عذر کیا کہ ابھی تم کو قایم خان کے خون کا
دعوی باقی ہے تا وقتیکہ تم ہو جاوے ہمکو اپنے آدمی تمہارے قابو میں کرنے سے خوف آتا ہے
نواب نے جوابدیا کہ ہم نے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوسکا دعوی ہم
نہ کرینگے بفور پہونچنے اِس حظ کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دوندے خان وملا
سردار خان وبہادر خان چیلہ وفتح خان کو طلب کیا رحمت خان بباعث اسکے کہ وزیر ہے اور
اوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا رہا اور دوسرے سردار بھی اوسکی خاموشی کی وجہہ سے کچھہ
نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھہ بولتے نہین تب حافظ رحمت خان
نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اوسنے جوابدیا جو سب سردارون کی راے ہوگی وہی میری راے
ہے حافظ رحمت خان نے جوابدیا کہ اِس لڑائی مین کسی جانب شریک نہ ہونا چاہئے بہادر خان
چونکہ شجاعت خان کے باعث سے سب روہیلون سردارون مین نمود رکھتا تھا بول اُٹھا پھر
کیا اے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کبھی
کسی پٹھان کے منہہ سے نہ نکلے ہونگے اور نواب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم
نہ ہوگا تو کل مین اپنی پلٹن لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور ابرو کا خیال
ہوگا اوسکو ساتھہ ہونیکا اختیار ہے یہہ کہکر ہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا
نواب سعد اللہ خان محل مین گیا اور جو حجت حافظ رحمت خان وبہادر خان مین ہوئی تھی نفس
لفظاً اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا
شریک ہون مان نے جوابدیا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے
جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری راے مین یہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری
کی وجہہ سے منع کرتا ہے اور بہادر خان اپنے عزت ونام کے واسطے یہہ عزم کرتا ہے یہہ گفتگو
اپنی مان سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سردارون کو طلب کیا
اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل مین

روانہ ہوگا جسکا دل چاہے میرے ساتھہ چلے اور دوسرون کو اختیار ہے تب اودنے بہادر خان
کو بلاکر یہہ حکم دیا کہ میری فوج مین یہہ حکم سنادو کہ جو جو اپنے تئیں میرا ملازم جانتے ہین
تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کردونگا بہادر خان نے یہہ حکم سنا دیا سوائے
حافظ رحمت خان دوندی خان کی فوج کے باقی بہرا ہی فتح خان خانسامان روانگی پر آمادہ
ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا - یہان کچھہ مذکور فتحگڑھہ کے لڑنے والون کا ہوتا ہے - ہر روز ملہرراؤ
اور آپا سندھیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قریب غروب
برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام کو افغان اپنی خندقون سے نکلکر توپ خانہ پر حملہ کرتے
تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگاکر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر
مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر
اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو ایک جا
دیکھکر اپنی ایک بڑی توپ اُنکی طرف رخ کرکے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم خان ولد شیر خان
شہید کے پہلو مین لگا یہہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھہ رہا تھا علاوہ ازین نواب شادی خان
محمد خان کے سولہوین بیٹے کا بازو اس سے اوڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہہ سب مرگئے
جب یہہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا
حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ انکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور
ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا ایک دستہ محاصرہ مین سے نکلا اور
مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیئے
جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر
نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُسنے
مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ

محصور بھی ہی تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھہ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین اور اونکی
سرنیزون پر لیجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری ڈاڑھی
پر تھوک دونگا - آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور اون دونون باتون
مین سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اون کے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو
و یا اپنی جان دو - یہہ شیر بچے اگر مرہٹون مین شریک ہوئے اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد
قاسم باغ کی طرف اوس جانب بڑھے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علیخان تیرھوین بیٹے نواب
محمد خان کے قایم تھا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی جب
تزلباش سوارون نے دیکھا کہ شیر بچے توپخانہ کے قریب پہونچے وے اپنے گھوڑے پر سے
اُتر پڑے اور اُنکی مدد کو پہونچے اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر تھے
پہلے ایک باڑہ توپون کی سر کی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اونپر جھپٹے اور
بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اُنہون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی
پٹھانون نے اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اونکو بھگا کر خود قابض ہوگئے داہنی طرف باغ کے
مشرق مین کچھہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہی یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تھی جب
مرہٹون نے دیکھا کہ وزیر کی فوج بھاگی اور پٹھان اپنا مورچہ چھوڑکر اونکے متعاقب باغ تک
بڑہ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکے توپخانہ کے درآئے
یہہ تمن زیر حکم تانتیا کے تھا جب شجاعان قوم افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا واپسی کا راستہ
روک دیا ہی باہم یہہ کہا یارو پہلے تیر گھوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور تلوارین بھی پہلے گھوڑون
ہی کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گر جاوین پھر اونکو قتل کر لینا باہم یہہ مجوزہ ٹھانکر اسی طور سے
مرہٹون پر حملہ کیا اور بہتون کو مار لیا آخر مرہٹے اوتر پڑے اور جنگ شروع ہوئی منصور علیخان
صاحبزادہ یہہ جنگ اپنے مورچہ سے دیکھہ رہا تھا یہہ دیکھکر اوسنے اپنی تلوار لی اور پیادہ
پا دشمن کی طرف چلا اوسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے ہوئے منجملہ اور ونکے حسام الدین

گوالیاری بھی ساتھ تھا اس حسام الدین کی کتاب سے ہم نے اس کتاب مین درج کیا ہے منصور علیخان نے اپنے ساتھیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایکہزار آدمیون کے تھے یہہ سب پڑھکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گھوس پڑے انہون نے دوسری جانب حملہ کیا اور اس موقع پر بائین یعنے مشرقی سمت سے دوسرے مورچہ کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے عبداللہ خان ورک زئی و ضابطہ خان خٹک انور خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اُٹھ گئے جب تانتیا نے دیکھا کہ میرے لوگ بھاگنے پر ہین کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور اوسوقت وہی آثار نمود ہوئے اور گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ مین پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکر اوسکو سوار کرا کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹون نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہو کر اون کے تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہان سے انہون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہونچے منصور علیخان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارہ کو داہنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کے باغ کے بائین گوشہ کی طرف آئے اور یہان مقیم ہوئے نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور تمنداردن سے کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آئندہ مرہٹے تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنی قیام گاہ کو واپس آیا جب فتحگڑھ کے محاصرہ کو ایک مہینے سے زاید عرصہ گذر گیا تب خبر مشہور ہوئی کہ سعداللہ خان قریب آپہونچا اس خبر سے وزیر و ملہرراؤ اور آپا سیندھیا کو نہایت تردد پیدا ہوا حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ ہرچند مین نے سعداللہ خان کو بہت روکا مگر اوس نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوا ہے لہذا میری صلاح یہہ ہے کہ جب

خوبی سے ممکن ہوا احمد خان سے صلح کرلو مثل ہے کہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے دوسرے روز وزیر ملہر راو و آپا سیندھیا کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلایا اور اونسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثنائے آپا سیندھیا کے جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں ہمارے پوچھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے ہمیں جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے اوسنے جوابدیا کہ عیان راجہ بیان چہ حاجا اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں یہہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ عاجز نہیں ہیں راو تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اوسکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی وزیر کے لشکر میں گو کہ چیدہ فوج ہے مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان دونوں کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہوجاویگا تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوویگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت اللہ خان لکھتا ہے کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوا ہے لہذا اس مذکور کے حافظ مسطور صلاح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کرلینا چاہئے اب تمہاری صلاح کیا ہے اونہوں نے جوابدیا ازین چہ بہتر اس سے دونوں جانب کی جانیں بچینگی اب یہہ پوچھنا کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تحریک ہوگی تو اوس سے ہماری کسرشان ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے میں نواب عزت خان اور ہمت خان کے بلانے سے یہہ حجت رفع ہوسکتی ہے۔ ملہر راو اور آپا سیندھیا معہ دیگر سرداران وہانسے اوٹھے اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے اور نواب عزت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا مرہٹوں نے اونسے کہا کہ ہم یہہ نہیں جانتے ہیں کہ احمد خان بالکل مٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جاوے یا میدان میں اپنی جان دیوے چونکہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح ہوجاوے

لہذا ہم اپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرایط تجویز کرین تب اون دونوں پٹھانون نے جو جو
ظلم وزیر کے ہاتھ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کئے اور مرہٹوں کو بھی ملامت کی
کہ تم مین اور غظفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم نے اٹھا دیا گئے مرہٹوں نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون
کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور اب تک ہم نے بالکل بے پرواہی سے جان توڑ کر
جنگ کی ہے تب غیرت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا جو ایسا سلوک
غظفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل وقال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے مرہٹون کہا اسوقت آپ تشریف لیجاوین ہم باہم سردارون سے مشورہ کرتے
ہیں جو کچھ طے پاویگا اوس سے آپ کو اطلاع دیجاویگی دونون پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیمون
کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور
خونبہا غظفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرے اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردیوے جب اُنہون نے اس شرایط کی اطلاع وزیر کو
کی اونسے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان اور ہمت خان کے خیمون کو گئے اور
اونسے شرایط مجوزہ بیان کئے انہون نے اون شرایط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اُنہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طی اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجنا چاہیے
نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کیواسطے منتخب کیا الف خان نے
نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ دس لاکھ روپیہ اور سانڈی پالی آپ کو
دینا تجویز ہوا ہے۔ جونہی یہہ بات احمد خان نے سُنی اونسے کہا کہ اگر وزیر دس کرور روپیہ
میرے بھائیون کے خونبہا مین دے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون
تب بھی مین راضی نہ ہونگا اونسے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا
اور مصرعہ پڑھا ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند ۔ دشمنونکو یہہ نہ تصور کرنا چاہیے

کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین کسیوقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون وزیر کو جو مین نے رکابی
ہے وہ ایک تمثیل ہوگئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھہ بھاگ
گیا انشاء اللہ تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذلیعزت اور نامور لوگ کسطرح مقابلہ کرتے ہین یہہ کہکر
اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آکر خبر
دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کریگا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود
خان و منور خان اوسکی پیشوائی کو جاوین طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار
نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیگر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی
اور تلوارین کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہین کہ یہہ بارہ ہزار جوان تھے - تمام افغان اور روہیلی
اور ہر طرف کے سپاہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے وہ اسقدر خوشی
سے ایسے پھولے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علیشاہ معہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے
پر بیٹھا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہا تھا جب شاہ صاحب ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی
ایک کیفیت انپر طاری ہوئی اور اُس حال کی حالت مین فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے
جب وہ کیفیت زایل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی وے دیکھینگے
کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے دوسرے یعنے بائین کنارے
پر استادہ کئے اور احمد خان نے اوسکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان و رکزئی
کے ہاتھہ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوتر آو
کیونکہ فوجون کا متفق ہونا پر ضرور ہے یہہ پیغام سعد اللہ خان کو پہونچا لیکن اوسنے
کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب
اوس نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا
پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے روبرو
بے ندرانہ جانا مناسب نہین ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئے کہ انشاء اللہ کلہہ

آپ کے ہواخواہ آپ کے دشمنون یعنے وزیر اور سرداران جاٹ و مرہٹہ کے سر
بطور نذر پیش کرینگے سعداللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھا اوسنے وہی پیغام بھیجدیا
احمد خان نے جوابدیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے
کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے منہہ موڑین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اپنے
سپاہیون کو اُن کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اوسجگہہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے روز دیگر سعداللہ خان
و منور خان و محمود خان امادۂ جنگ ہوے اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کی طرف
بڑھے وزیر سعداللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اوسنے ملہر راؤ اور آپا
سیندھیا و سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعداللہ خان
سے لڑنے کیواسطے بھیجدیجاوے قبل ازان کہ سعداللہ اور احمد خان متفق نہ ہونے پاوین سنگیر امرو
کا پل جو خراب ہو رہا تھا اوس کی مرمت کی گئی پھر کھانڈراو ولد ملہر راو و تانتیا گنگا دھر
بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ درنا بھیم سنگہ
زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہونچے اور روہیلیون پر حملہ
شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانکا سینہہ برسانا شروع کیا ازان بعد بندوقین
سر کین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندؤن پر حملہ آور
ہوئے اور ہندوؤن نے فی الفور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے
دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھے بہادر خان کے ساتھہ فقط دو یا تین ہزار
آدمی تھے یہہ بہی تک پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے۔ دشمن نے دیکھا
کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُن کے پیچھے کچھہ کمک بھی نہین مڑکر چاروں
طرف سے بہادر کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکے جوان بھی
تلوار کھینچ کر اوسکے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پس پا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندؤن نے اونکو

اِس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولی اُنپر برسانا شروع کی اُنھون نے
بھی تلوار اور دھوپ اور برچھی ونیزہ سے بعض کو زخمی قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ
سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر
جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اونہون نے
بھاگ کر جان بچائی اِس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اِس شکست
کی ابتداے جمادی الثانی ۱۱۶۴ ہجری سے ۱۶ اپریل سے لغایت ۱۸ مارچ ۱۷۵۱ ع جب
سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ
اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہوتے وقت
حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر
کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاوے اور اس صورت سے
اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہین احمد خان وزیر
پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اوسوقت
قایم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچھی اونسے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب
دیا کہ جوان مردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہہ مین چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ
احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولہ کو آویگا وہان جو کچھ
صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان
ومحمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ
وجواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر
کہ صاحبزادون کو روک سکین جواہر سنگھ نے چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا عظفر جنگ
کے خاندان کا خیر خواہ تھا ولیہ خان جو نواب عظفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اسطرح

جواہر سنگھ کو سد راہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحب زادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور سعد اللہ خان آنولہ کو واپس گیا تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہوکر توپخانہ کے قریب آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ سعد اللہ خان کی مدد پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے چاہا تو توپخانہ بڑہ سنگی نام پور کو جاکر وزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بلاکر کہا خوب ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کرکے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوسنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور گیارہ روز ہو چکے تھے پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہوگئی فوج کے جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہوکر بھاگے سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے - ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھکر نواب کے پاس جاکر سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اُنہون نے جواب دیا کہ دریا پار ہوکر بھاگ نکلنا چاہیئے پہلے تو اوسنے انکار کیا مگر بالآخر یہہ دیکھکر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہو وہ گریز پر راضی ہوا - اور اپنے بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان و شایستہ خان اور سردارون مین سے خاص خاص کو مثل رستم خان بنگش و عنایت علیخان و مہتاب خان و شاہ دل خان و منگل خان و سعادت خان و مستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب پچھم دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام شکارپور آپہونچے یہہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے اور یہان اوسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامے دریا پر نکلا رمضانی اوسکو ہانکتا تھا نکلتے وقت اشرفیون کا توڑا دریا کے جیتون کے نذر کیا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پر لے جانے کی کوشش مین ضائع ہوئے نواب امرتپور کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولہ مین داخل

اس عرصے مین نواب منصور علیخان صاحبزادہ وعبداللہ خان درکزئی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر نہ پہونچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائین جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہونچی منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین و رسول خان اوسکے ساتھ ہوئے اوس نے اپنے جمعداروں کو بولا کر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہی اور مین جاتا ہون دیکھون کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ کہکر وہ بھاگ گیا جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ میں سمجھتا ہون کہ نواب چلا گیا اور اوسنے ایک آدمی دریافت حال کیواسطے روانہ کیا یہہ بھی لوٹکر نہ آیا اس انتظار مین رات آخر ہوگئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہلے سب کے دلون پر خوف طاری ہوگیا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعضے تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعضون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے حسام الدین کہتا ہے کہ اوس دن کا ماجرا بیان نہیں ہوسکتا جو کچھہ مجھپر بیتی وہ مین بیان کرتا ہون جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان وعبداللہ خان درکزئی نے ارادہ کیا کہ ہم خوب لڑکر جان دینگے وے خود اپنے مورچہ سے نکلے اُنہون نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ سکے تھے یا دریا مین نہ ڈوبے تھے مرہٹے اونکے کپڑے اتار رہے ہیں چند مرہٹے حسام الدین کے قریب بھی آئے اور اونکو گھیر لیا اس جماعت مین صرف تین شخص گھوڑون پر تھے یعنے حسام الدین و رسول خان وعبداللہ خان درکزئی اپنے گھوڑون پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلون اپنے کپڑے اُتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچکر دشمن پر جھپٹا اور چند حملہ کرکے زخمی ہوکر گرا دشمنون نے اوسکو شناخت کرکے گرفتار کرلیا رسول خان وعبداللہ خان کا بھی یہی حال ہوا حسام الدین معہ چند اشخاص کے ایک طرف کھڑا رہا سرفراز خان ولازک دھولپور شکار بند کا رہنیوالا حسام الدین کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا یہہ سید دن کا بڑا خیر خواہ اور محافظ تھا حسام الدین نے اوس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسرونکا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہئے اوسنے جواب دیا کہ جب مین نے نوکری کی تو جسکا مین نوکر ہون اوسکے واسطے سر دینا بھی لازم ہے

اب ضرب سے بھاگنا اور ڈوکا کام ہے تب اپنے تینون بھائیون کو بلا کر چارون ملکر تلوارین کھینچ
کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سوارون نے حسام الدین کو گھیر لیا اور
کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو اوسنے جوابدیا کہ جان و سر گھوڑے کے
ساتھ ہے جب مین گر جاؤنگا اوسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اُنہون نے مرہٹی زبان مین کچھہ باہم
کہا جو اوسکے سمجھہ مین نہ آیا اس مین ایک مرہٹے نے داہنا ہاتھہ اُٹھا کر حسام الدین کے
بائین بازو اور پہلو کے درمیان مین لگا اوس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھہ سے مارا
دوسرا نیزہ داہنے پہلو مین لگا یہہ دونون ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل مقراض کے
پہلون کے چسپان ہوگئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی
نہ رہی اتنے مین ایک برچھی کی چھپڑ گر پڑی اور گھوڑی کی دُمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے
جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آرہا اور برچھی اوسوقت تک چھدی ہوئی
تھے تب چند بدذات اپنے گھوڑون سے اوترے اور اوسکو گرفتار کر لیا اور تلوار اوسکے داہنے
ہاتھہ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجا لایا کہ جزوی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے ابروئی
تو نہین ہوئی۔ حسام الدین نے پڑے پڑے گنگا کے طرف مُنہہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر پڑا تھا
اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن پٹھانون نے جان کے خوف سے اپنے گھوڑے
اُتار دئے تھے پانی مین دب کے بیٹھے ہوئے تھے اوس مین چند مرہٹے آئے اور اونکو پانی مین
ڈبو مارا بعضون نے دانتون مین اونگلی داب کر پناہ مانگی اونکو گرفتار کر کے اپنی لشکر گاہ
مین لے گئے اِس عرصہ مین اور سوار وہان پہونچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہان تنہا
کیون بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب مین کیا کر سکتا ہون اُنہون نے کہا ہمارے ساتھہ آؤ
اوسنے جواب دیا مین چل نہین سکتا ہون اونکے پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اوسپر اوسکو سوار
کرایا اور وہ سوار ہو کر اوسکے ساتھہ چلا سوار اونکو سیدھا ملہر راو کے پاس لیگئے وہ
اُسوقت اپنے ہمراہیون کے ساتھہ قاسم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہر راو نے اون سے

تلوار کے حملہ کا بیان

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتدائے شب مین عبور کیا یا زیادہ رات گئے۔ حسام الدین۔ مجھکو معلوم نہین۔ ملہرراو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر مین تھے اور تم کو یہہ بات معلوم نہین ہی۔ حسام الدین۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین اوسکے ساتھ کیون نہ جاتا۔ ملہرراو یہہ سچ ہی ملہرراو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور جسقدر آرام قیدی کو جایز ہو اوسکو دیو۔ جب کھانڈے راؤ کے پاس پہونچا اوسنے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی۔ دوسرے روز ملہرراو معہ اپنے خاص خاص سردارون کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات کو گیا محی الدین بھی اُسکے ساتھ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نرمال پور انہال راو گوالیاری کا تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ حسام الدین۔ حسام الدین۔ محی الدین۔ تمہارا وطن کہان ہے۔ حسام الدین۔ گوالیار۔ محی الدین۔ تم کس محلہ مین رہتے ہو۔ حسام الدین۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہین۔ محی الدین۔ حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہی۔ حسام الدین۔ میرے دادا مخدوم ابوالحسن قدس سرہٗ حضرت غوث الاسلام کے ہمشیرزادے اور داماد تھے یہہ سُنکر محی الدین اوسکو نواب منور خان ولد انور خان کے پاس لیگیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ لشکر عارف کا مرید تھا اور لشکر عارف میران حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیاری کے نام سے موسوم تھا نواب سے اِسنے کل حال تفصیل وار بیان کیا جب نواب نے یہہ حال سُنا اپنے انبوہ سے نکلکر بڑے ادب اور تعظیم سے حسام الدین کے روبرو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھئے اور بڑی عزت اور حرمت سے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے مکان کو لیگیا یہان اوسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا۔ ایک روز نواب نے اوس سے کہا کہ تم نوکری کرلو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا مین آپکا نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے گنگا پار پہونچا دیوین تاکہ مین نواب احمد خان سے جہان کہین وہ ہو جا ملون۔ آخر نواب نے حسام الدین کو زور کے کالدادہ دور کیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

ساتھہ دریا کے کنارے پر گیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حسام الدین بخیریت گنگا پار ہوگیا۔ عبداللہ خان جمعدار معہ ایک جماعت افغانون ور وہیلیون کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا حسام اونکے ساتھہ ہوکر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھہ سب نے بجز اوسکے عہدہ دارون کے اور جمعدارون کے چھوڑ دیا تب اوسنے دل مین خیال کیا کہ آنولہ کے حاکمون نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب سعداللہ خان کو مجھہ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے سپاہی مایوس ہوکر اوسکا ساتھہ چھوڑ دین اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی جسکے سبب سے مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہرصورت وہ گنگا اوترکر آنولہ کو آیا یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ مسٹر ہملٹن لکھتا ہے کہ حکمت عملی کی رو سے روہیلیون نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی کچھہ فوج کو احمد خان کے شریک کردیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی مسٹر ہملٹن نے بھی بیان کی جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تندمزاج نوجوان سعداللہ خان سے بخلاف رائے سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر یا مرہٹے سعداللہ خان کی عداوت اور دوسرون کی دوستی مین کچھہ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیون پر حملہ کیا جاتا احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کماون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہئے دوسرے روز احمد خان معہ روہیلہ سردارون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا اس عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ وزیر مرہٹون ملہرراؤ و آپا سیندیا کو سنگھی رام پوربین چھوڑ کر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلون نے احمد خان سے

کہا کہ مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولہ کو واپس چلیں چونکہ بارش قریب ہی ہم بے کھٹکے آرام کرینگے
اور اپنی ہم قوموں کو ہر طرف سے بلائینگے اور مرہٹوں سے جنگ کرینگے جب ۱۷۵۸ء کا موسم برسات ختم ہوا
جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئیں اور رام گنگا پر پل بنایا گیا یہہ ندی روہیل کھنڈ میں
بہتی ہوئی گنگا میں قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائیں جانب سے گنگا میں داخل
ہوئی ہے جب معلوم ہوا کہ دشمن معہ روہیلوں اور دوسرے افغانوں کے ساتھہ لئے حملہ کرنے کو بڑھا
ہے اونہوں نے کھانڈے راؤ ولد ملہر راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھہ اوس سے جنگ کرنے اور
بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا اب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہوئے
اور اپنے سپاہیوں کو نہیں سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا اوسی کے کنارے کنارے
چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہاں مرہٹوں نے احمد خان کو روکنے کے
ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر میں تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال
کیا کہ اب میں دریا کے کنارے کنارے نہیں بڑھ سکتا ہوں لہذا اوسنے کوچ موقوف کرکے
دریا کے گہماؤ کے دونوں گوشوں یعنے مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کردی جب کھانڈے راؤنے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
اور دیکھا کہ پٹھانوں نے سب طرف سے آمد رفت بند کردی ہے تو اوسنے احمد خان کے پاس
پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم حسب الحکم سلطان ہند کے
اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں مگر ہم ویسے وزیر کی طرف سے نہیں لڑتے ہیں محض دقت کا
نباہ کرتے ہیں اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پا جاوے ہم قسم
کھا کر اقرار کرتے ہیں جبکہ جنگ کماؤن شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہہ پیغام
احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹوں کی درخواست ظاہر کی
اور یہہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹوں میں سابق میں اتحاد بھی تھا بعد اسکے اوسنے رحمت خان سے
کہا کہ تم دوندے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹوں کی راہ جو اوسنے بند کردی ہے کھول دے حافظ

نے جواب دیا کہ لڑائی کیوقت دوندے خان کیسیکا حکم نہیں سنیگا ہان نواب خود اگر وہاں تک چلنے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانے۔ اور مین آپ کے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج ذیل کی ترتیب سے تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے فتح خان خانسامان تھا اور اُون کے بعد سعد اللہ خان و رحمت خان یہہ دونون ہاتھی پر سوار تھے یہہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندیخان کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اوسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہون نے اپنے اقرار پر قسم کھائی ہے اوسے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ درخواست مصالحت کی کرینگے کیونکہ اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حایل ہے اور چوتھی جانب مین نے راہ بند کردی ہے اب اونکا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بہ آسانی شکست فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب اسلام مین امان مانگنیوالے کو امان نہ دینا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جھوٹھی قسم کھائینگے خدا اونکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا اور اپنی پلٹنون کو حکم بھیجا کہ رستہ کھول دین سپاہی وہانسے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے رستہ کھول دیا نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کرواے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر پہونچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پل کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہان پہونچا اوسنے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا حایل ہے دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن مرہٹونکا نازک حالت مین رستہ کھولدیا گیا تھا وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حال عرض کی اوسنے پوچھا تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے اُسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سعد اللہ خان

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ مین تھوڑے عرصہ مین کمک کو پہونچتا ہوں وہ دریاے گنگا کے
دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے
چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیئے سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہے اور فرخ آباد سے بیس میل
اور سنگی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی
مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی اوتر کر نجیب خان سے جا ملینگے اور برسم یلغار ملہر راو کیطرف
بڑھینگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی سی فوج تھی لہذا اپل کی مرمت مین تضیع اوقات
کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ
اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد بہم پہونچا کر ہم پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ
شروع کر دینگے - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانون نے کوچ کیا جب وے
چلے سر ہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش
کا مذکور سنا بہ تعجیل تمام پیچھے ہٹ کر اور میدھی گھاٹ سے اوتر کر بتاریخ ۹ محرم ۱۱۶۵ھ مطابق
۱۷ نومبر ۱۷۵۱ء ملہر راو سے بمقام سنگی رام پور جا ملا میدھی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے
نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے جب وزیر وہان داخل ہوا کل توپین سلامی میں سر ہوئین -
اونکی آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی
آمد سنی سب نے مجتمع ہو کر صلاح کی آخر یہہ بات قرار پائی کہ سیدھے بنگدہ کی طرف کوچ کر چلین
بنگدہ پرگنہ بداؤں مین خاص بدایون سے دس میل ہے بازید خان حاکم تو پخانہ طلب ہوا اور اوسکو حکم
ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سر کرکے روانہ ہو جاوے بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا اس نئی
تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دیگئی جب توپخانہ روانہ ہو گیا کل فوج مین پریشانی پھیل گئی
ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے
محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہہ حال دیکھا متردد ہو کر کہنے لگے کہ ہم کو تو بے جنگ
شکست ہو گئی نواب [illegible] خان معہ فوج سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اور اوسکو

اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلیون کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد اللہ خان حافظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہونچے نواب اوسوقت سوتا تھا مستجاب خان و سرفراز خان نے جاکر اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہہ بھی کہا کہ سعد اللہ خان وغیرہ یہان موجود ہین - یہہ سُنکر نواب نے اپنے سرداروں رستم خان
بنگش و سعادت خان آفریدی و مگل خان و جمال خان و ضابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طوبہ و شمشیر خان و محمد شاہد خان غلزئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہد خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین سورجپور کھاٹ لیجاؤ
اور وہان پل طیار کرو مین آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہوکر تیار رہو جب وہ خود روہیلیون کی طرف چلا اور اوسکو ساتھہ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان مین مقام کیا روہیلیون نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ
توپخانہ کے روانہ ہوجانے انکے دلون مین ہراس پیدا ہوگیا ہی اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین
جب یہہ حال ہی تو ہم میدان مین کیسے جنگ کرسکتے ہین نواب نے کہا اونکے ارادے سے مجھے
پیشتر ہی سے اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب
بات ہے دنیا بھر مین کوئی اوسکو پسند نہ کریگا روہیلیون نے سر نیچا کرلیا اور کچھہ نہ بولے بعد ایک
لمحہ کے کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہوچکا تیر از کمان جستہ باز نہ آید بعد ازان بعد گفتگو و سوال جواب کے
اونہون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت مین بہتر ہے کہ آنولہ کو واپس جاوین اور
وہان اپنے خاندان کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین نواب
کو گو یہہ منظور نہ تھا مگر بضرورت بزنبا پڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب بسمت آنولہ کوچ
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین مقام کیا اور یہان ۹ گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا - دوسرے لوگ تمام رات
گھر کے کام مین مشغول رہے صبح کرنے مین اور روانہ کرنے مین اور یان اور توپخانہ کے کام مین

مشغول رہے پھر گھروں کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھروں میں آگ لگا دی پہر رات گئے رامپور پہونچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد کی نواح میں پہونچے اور یہاں چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے بیس میل شمال میں ہے اوسوقت ایک جاسوس آپا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا اس میں یہہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سُنا افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہیں اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر دو اور دو شے کوچ کرتے ہوئے دشمن کے متعاقب جاویں اور کہیں مقام نہ کریں ملہر راؤ تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین ہوئے ہیں وے پہونچنے ہی چاہتے ہیں لہذا تمکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر جاسے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر سرداران روہیلہ و احمد خان کو طلب کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیاں دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے اور دوسرے روز جنگل میں پہونچ گئے اس جنگل میں تین طرف سے دشوار گذار خارستان تھا اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانوں نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہہ مقام قلعہ دولت آباد دکھن کی طرح مستحکم و بے گذر ہوگیا اس جنگل کے وسط میں اپنا لشکر گاہ قایم کیا آنولہ کے سرداروں نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور کوہ میں قرینے سے نصب کرکے زنبورون سے کس دین باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا اور کھانا اونکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک اُنہون نے منشکر پرسر کی تین چار روز اس صورت سے گذر گئے اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا تب نواب احمد خان نے روہیلیوں سرداروں کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کرسکتے ہیں مگر غذا بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جواب دیا کہ الموڑہ کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید موصوف ہماری قوم کا بھی ہوا خواہ ہے اگر آپ سید کو کچھ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے درخواست

بہم رسانی غلہ کی کریں تو بہت مناسب ہوگا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان نواب سے
رخصت ہوکر سید حامد کے پاس گیا سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانہ مین تھا اور جو تجویز
کیا گیا تھا اوس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اوسکو خلعت و تحائف
دیئے اور الموڑا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کے راہ سے
راجہ الموڑا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے ہم تمہاری
دوستی سے امید رکھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہونچنے پاوے بہ عوض اسکے روہیلیون کا تمام ملک
تمہاری ریاست شامل کردیا جاویگا جب سید معہ تحائف وہان پہونچا اور نواب کا خط دیا
الموڑا کے راجہ نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
کہ جو تمہارے یہان آکر پناہ لے ہم اوسپر کھانا بند کرین اوسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا
کہ جو گانون والے نواب کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو بہت جلد اناج لاکر نواب کے لشکر
مین پہونچا دین اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہان پہونچنے ہی نہ پایا تھا کہ ہزارون
پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمودار ہوئے اور بیچنا شروع کیا افغانون نے اس غلہ کو نعمت
عظمیٰ تصور کیا اور بیچارے بھوکھون مر رہے تھے اوسکو بہت غنیمت جانا جتنا جس کو درکار تھا
خرید کیا اور شکر خدا بجا لائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوئے بعد ازان سید جواب خط
لیکر پہونچا اسکا مضمون سوائے خاص خاص لوگون کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر گنگا پار
ہوا اوسنے ملہرراؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون
بہ ایفاے اپنے قول کے توقف کیا اور یہہ عذر کیا کہ تانتیا گنگا دھر اور مغل افغانون کے تعاقب
مین گئے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین
جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اوسوقت کوچ بلغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے ہی عرصہ مین خبر مشہور
ہوئی کہ نواب احمد خان روہیلے دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا یہانتک
کہ نواب احمد خان کے قیام کے تین کوس قریب جا پہونچے یہان پر اونہون نے مقام کیا اور

اپنا لشکر موضع چکیا مین ڈالا ہر روز وزیر خود توپچے رہتا تھا اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اور اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لایا وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے توپخانے کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان مین جا کر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور ات نہین ہونے پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتا تھا دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھہ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر کی تدابیر مین ہارج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا ملہر راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر سب بے سود ہوئی - اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ درانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندہ کے کنارے مجتمع ہوکر میرے منتظر رہین خط مین یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں کو لیکر یہود ہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہہ بھی نہین معلوم ہوا ہے کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہونیکی کچھہ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھہ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر پر احمد خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے بادشاہ سلامت نے فرمایا یہہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہوہی جاتی ہے اسوقت تم کو یہہ نہین چاہئے

کہ مشورہ دینے سے انکار کرو تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شبقہ روانہ ہونا چاہیئے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہہ صلاح دی کہ علی قلیخان چھگا اس قاصدی پر بھیجا جاوے اور علی قلیخان شبقہ لیکر روانہ ہوا ہے +

راجہ اندر گیر کے اٹیٹون کا حملہ

وزیر نے اس خبر کو اپنے معتمدوں سے بھی مخفی رکھا دوسرے روز اودسنے ملہر راؤ و آپا سیندھیا و تانتیا گنگا دھر و سمدرج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول ہے تم ذرہ بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھہ مدد دی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں اور نہ خارستان و قلعہ و خندق کے اندر گھسیرتے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے نہ وہ قلعہ میں ہے نہ خندق میں فقط پانی سدراہ ہے دوگوشوں مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان و سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو اُسپر فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو اندر گھسیرتے کہا کل میں نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور بے مدد او سپر قبضہ کر لونگا ۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاونگا یا اوسکا سر نیزہ پر لاونگا سردار مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کریگا اور مجھے امید ہے کہ یا تو وہ مارا جاویگا یا شکست کھاویگا جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مغرب سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر بجمعیت پندرہ ہزار سوار و پیادہ تمامی از قوم انڈیٹہ و ناگا مسلح بابان و بندوق وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر محمد کو حکم ہو کہ اول دے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کریں تاکہ کل پٹھان اوسطرف مخاطب ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جاویں اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹھان اوسکا کوئی معاون نرہے

اوسوقت میں اوسپر حملہ کردنگا وزیر نے اوسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندگیر نے بڑھکر نشیب میں مقام کیا انتظار موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے سردار خان و دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں کیونکہ وہ سمجھتا تھا خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھکر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہونچا مگر قبل اوسکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے مورچہ کو جا چکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے توپخانہ کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم اٹیٹہ کے ہاتھہ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں ڈیڈھ گھنٹہ دن رہے اٹیٹوں کی فوج میدان میں آئی پٹھان تمندارون نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی نواب نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانون نے دونون ہاتھہ آسمان کی طرف اٹھائے اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان بڑھکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹیٹوں نے تاب نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندگیر کا چلہ اٹیٹون پر حکمران تھا جب اوسنے دیکھا کہ ناگاہ اور اٹیٹوں نے منہہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص ہمراہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی سے لڑنے بھڑے اُن میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہوگئے تب خود اٹیٹوں کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تھوڑی دیر لڑکر پٹھان نے اوسکو مار لیا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹیٹوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ اوس کے استقبال کو نکلا یہہ دونوں بڑے تپاک سے ہاتھہ مین ہاتھہ دئیے ہوئے راجہ کے خیمہ مین داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی مسند پر بٹھلایا اور کوہستانی اشیا نذر گذرانین مثلاً باز وجرّہ و دیگر طیور شکاری نافہائے مشک و جورو سونا سوگند۔ یہہ ایک خوشبو مثل عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ برنگ کے نایاب راس ٹانگن نذر کئے سوائے اسکے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے اونکو قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ مین خود مقرر ہوں کہ یہ چیزین محض بیقدر ہین لیکن اگر نواب توجہات سے قبول فرمادے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزین قبول کرلین دوسرے روز راجہ رخصت ہوکر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا۔

DEHRADUN LIBRARY

عہد و پیمان بتوسط علی قلیخان

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دنرات تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہہ شقہ بدستخط خاص تھا جس مین یہہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہئے یہہ شقہ وزیر کو حوالہ کرکے علی قلی نے بادشاہ کا زبانی پیغام یعنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر تمہاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کی طرف مایل کروں وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمہاری ملاقات کی کمال آرزو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان و دیگر سرداران روہیلہ کو طلب کیا اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان یکجا دوست ہے لہذا ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے استفسار کی کیا ضرورت ہے

کہ آپ کا ہی جب یہہ جواب باصواب پہونچا علی قلیخان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصور ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
میں سمجھتا ہون کہ تمہاری تو ہین عین بادشاہ کی اہانت ہی جب علی قلی خان نواب کے تو پخانہ کے
قریب پہونچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہان پہونچا دونون باہم
بغلگیر ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اوٹھہ کر فرش
استقبال کو آیا اور اوس سے بغلگیر ہوا ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے مسند تک گئے بہت دیر تک
باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمہ مین پہونچایا جو خاص اوسی کے آرام
کیواسطے استادہ ہوا تھا بعد ازان طعام تہیہ کا تیار کرکے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقہ کو سر پر رکھا تعظیم کی
خاطر اپنی جگہ سے اُٹھہ کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہہ کرکے آداب بجالایا بعد ازان شقہ کو کھولکر پڑھا
اسکا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شرائط صلح شروع ہونے سے
تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہوگیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شقہ شاہی کو
پڑھکر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدیو تاکہ دنیا کو معلوم ہوکہ وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین
کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
محمود خان اور خاص سردار کو نواب سعد اللہ خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا
اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے احمد خان نے جوابدیا کہ اس
امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھہ نہیں کہہ سکتا ہون احمد خان نے الغور سوار ہوکر
سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کرکے
امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اوس سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی

بساط ہی کیا ہی نواب نے پوچھا تمہارے اس سوال سے غرض کیا ہی ملہار نے جواب دیا کہ معاملا صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے اوسکا مطلب یہہ تھا کہ صلحنامہ ملہرراؤ و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہئے مگر کسی حال مین مجھے یہہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاوے حافظ رحمت خان کو اختیار ہی کہ چاہے جاوے یا نہ جاوے کیونکہ اوس مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ مین تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا بعدازان نواب اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہی مگر رد سیلہ سردار میرے بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا واللہ تمہارے سردار نہایت ذی ہوش اور دوراندیش ہین یہی میری خواہش تہی جو انہون نے صلاح دی میری مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہی کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف راغب کرنے کی تھی نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیانکیا اور کہا کہ مین نے احمد خان کو صلح پر تو راضی کرلیا ہے مگر شرط یہہ ہے صلحنامہ متوسط ملہرراؤ و آپا سیندھیا کے ہونا چاہئے لہذا کھانڈے راؤ محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا جاوے وزیر نے ملہرراؤ و آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سرداروں نے منظور کیا مگر یہہ کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے خصومت پیدا کرنا پڑے وزیر نے باوجود اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہیں ہی تب ملہرراؤ نے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر مین لانیکے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ ہمراہیون کے نواب کے

مورچہ کے قریب پہونچا اوسکے آنے کی خبر نواب کو پہونچی اوسنے اوسیوقت محمود خان کو طلب کیا اور کچھ اوسکے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکے ساتھہ کیا اونمین حسام الدین بھی تھا جسکی تصنیف سے ہم نے اس کتاب مین نقل کیا ہے اور سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا جب کھانڈے راے نے اِس نوجوان کو یعنے محمود خان کو آگے دیکھا اپنے ہاتھی سے اُتر پڑا اور اوس سے بغلگیر ہوا بعدازان جب پھر سوار ہو گئے کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہونچے ملہر راؤ و آپا سیندھیا تا نتیا اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے جب وہ سامہنے پہونچے اوتر پڑے اور صاحبزادے سے بغلگیر ہوئے بعدازان ملہر راؤ نے اوس خیمہ مین لیجاکر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار اسکے گرد بیٹھے تب دکھن کے تحایف نذر گذرانے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کین باقی گھوڑا و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کردین بعدازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے اور کہا سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلیخان کو جانے کا حکم ہوا سرداران اونکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف صف باندھکر کھڑے ہوئے اونکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و رحمت خان لشکر سے نکلے اونکو آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا اور اونسے بغلگیر ہوا تب یہہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ ٹھہر گیا ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے اجازت لیجئے کیونکہ مین یہہ چاہتا ہون میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے۔ اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون کو روک نہ سکے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے مین لیگئے یہان وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اِس سراچہ مین تین دالان تھے صاحبزادہ دوسرے سے گذرکر اپنے ہاتھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوا دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوتر اوترکر پالکی مین سوار ہوئے تیسرے دروازہ

پرصاحبزادے نے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہونچ گئے
اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہرراؤ آپا سندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا
اور اوسکے ساتھہ چلے صاحبزادہ لب قرمتی پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون
ہاتھہ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہہ رسم سلام مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات
جسکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہین اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہین وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب
کی مسند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادے نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھہ مین لیکر
نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی مگر صاحبزادہ نے اسرار کیا تب
اوسنے تبسم کرکے نذر قبول کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھہ لیکر اپنے سینے
سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا ادھر اودھر کی باتون کے بعد وزیر نے
کہا کہ پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
دیا کہ اوسکی وجہ یہہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادے نے
کہا کہ میرے والد کی ماں قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف
جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہوگیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ملہرراؤ
و آپا سندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت بابا
محمود خان سے رخصت ہوجئے یہہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گیا اور خاصہ طلب کیا بقا راللہ خان نے مہمانون
کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سرا پردہ
کی داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب خیمے کھڑے ہوچکے محمود خان و حافظ رحمت خان
وزیر سے رخصت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلون نے ان دونون
شخصون کے خیمون کو گھیر لیا جب نواب کے نوکرون نے یہہ حال دیکھا ہر ایک نے غل و فریاد جاکر کیا

مالکونسے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے لہذا نہایت متردد ہوکر اپنے سردارون کو جاکر خبر دی کھانڈے راو یہہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے بعجلت تمام فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے انکو منتشر کردو یہہ حکم سُنکر مغل بھاگ کھڑے ہوئے سرانجام پہونچکر کھانڈے رائو نے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ رحمت خان مسلح بارادہ مقابلہ کھڑے ہین کھانڈے رائو کو دیکھکر نواب محمود خان نے مسکراکر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مین کسیصورت سے وزیر تک پہونچ جاون اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کردو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دون کھانڈے رائو نے جواب دیا جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پاویگا اب تم کو لازم ہے کہ فوراً یہانسے نکل چلو وہ سب سوار ہوکر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائین جانب چھوڑکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوے جب وے احمد خان کے لشکر کے قریب پہونچ گئے کھانڈے رائو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے رائو کے واپس آنے سے قبل ملہر رائو وآپا سندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسیقدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جوابدیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلیخان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنیسے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے جب علی قلیخان وہان آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہونچا لہذا مین نے وزیر مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کردیا +

افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش

جب صلحنامہ کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمشیر آباد کا

رشنیوالا محبوب عالم نام بڑا ذیعلم اور عقیل تھا یہہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مین نے اِن افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اِس موقع پر راست آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون۔ سید نے جوابدیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہی و نیز اِس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آوے معرض عرض مین نہ لایا وزیر نے جوابدیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجکو تم پر اعتبار ہے جو کچھہ خیال تمہارے دل مین ہو بلا تکلف و بخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قلع قمع ملحوظ خاطر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہی مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہوئے ہین لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا اوسنے کہا اونکے مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جاوینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور یہہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اِسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانجات تیار کرے اور جب سب تیار ہوچکین سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم تب رخصت ہوکر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہوچکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمہ مین محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک شخص میر معز الدین نامی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری حسام الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسکی

وزیر کے لشکر مین حاضر تھا میر قدرتعلی اوسپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا
سبب اوسکا یہہ تھا کہ قدرت علی سید حسین دانشمند دائی پوری کی اولاد سے تھا اور یہہ سید حسین دانشمند
خلیفہ میران حمید الدین حضرت محمد غوث گوالیاری کا تھا اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمہ مین
آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہوگئی اسمین گفتگو
محبوب عالم کو یہہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی ہے محبوب عالم
نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی وہ تو
تھوڑی ہے عرصہ مین یا تو قتل ہوجاویگا یا گرفتار ہوگا لہذا مصلحت یہی ہے کہ تم فوراً وہانسے یہان
چلے آؤ اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑو یہان اور مہیا ہو رہیگا جسوقت تم یہان پہونچوگے اوسوقت
وزیر سے تمہاری ملاقات ہوجاویگی اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط
لکھکر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا مؤ و شمس آباد کے
تھے اون سب کے نام چٹھیان لکھین اونکا مضمون یہہ تھا کہ مینے وزیر سے تمہاری سب کی سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے
واسطے شقہ بہر وزیر لکھوالیا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب پروانے اور اپنے خطوط
اکٹھا رکھکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو
روانہ کئے صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان چیلہ کے پاس نوکر تھے اور یکجائی
کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم
نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدمتگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہونچا اور کل خطوط
و پروانجات اوسکے حوالہ کئے اور وہان حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پہونچکر معز الدین کا خط
حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھولکر اس خط کو پڑھا اور حسب ذیل جوابدیا آپ یہہ خیال فرماتے
ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہہ تصور آپ اپنے دل سے
دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھ جوان ہین اور یہہ سب کے سب بڑے بہادر

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین بلکہ جان سے ہاتھہ دھوئے بیٹھے ہین اور اسپر کمربستہ
ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین یا میدان مین مرین آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو
اوسکا مارنا آسان نہین ہے **قطعہ** ہر کہ دست خویشتن از جان بشست + خود بماند دشمن خود را بکشت
مردہ می یابد نجات از دست موت + زندہ ہا اورا نماید جملہ پشت + ویا بالفرض یہہ بھی تسلیم کیا جاوے
کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کریگا اب مین آپ سے پوچھتا ہون
کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھو نسے خوف مین ہوتا اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑکر ہماری طرف آکر
اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اسبات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر
آبرو خاک مین ملا دیتے مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھہ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی
بہ دیگرے مپسند مجھے آپ معاف رکھئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہہ جواب
بھائی خان کے حوالہ ہوا اور وہ لیکر صاحب داد خان کے خیمہ مین آیا اور اوسنے یہی جواب خط کا
دیا اور تحریر کیا کہ مین نے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کردئے جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد از ان
اطلاع دیجائیگی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس سے مین خود آفت مین پڑجاؤنگا لہذا قاصد کو
واپس بھیجتا ہون قاصد یہہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا روہیلہ چور دلوڑی جو سعد اللہ خان
و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے اب اُنہون نے یہہ اختیار
کیا تھا کہ توپخانے داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوتی تھی وزیر کے لشکر مین
جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے واوسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مجتمع ہوجاتے
تھے اتفاقاً یہہ قاصد اونکے قریب سے ہوکر گذرا اور اُنہون نے اوسکو گرفتار کرلیا اور نواب کے روبرو
لائے نواب نے قاصد کو سامنے بولاکر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان
کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان
خطوں کو دیکھا اوسنے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے
گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

مخاطب ہوکر پوچھا یہہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم کتابت رکھتے ہو اوسنے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوسنے کیا لکھا تھا اوسنے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے رستم خان بخشی و حاجی سردار خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے اونکی طرف متوجہہ ہوکر نواب نے کہا کہ یہہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اوس نے سچا حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اوسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط باآواز بلند پڑھکر سنایا اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف پھرکر کہا کہ جو کچھہ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشا اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے لیکر سلی بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوسکو فوراً قتل کرڈالو اور اوسکا اسباب ضبط کرلو اب پانچون رسالہ سردار رخصت ہوئے نواب نے حاجی سردار کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اوس حکم کی تعمیل ہوئی +

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہہ تھی کہ مغرب کے بعض راجگان نے ملہرراو آپاسندیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اوسنے دریاے سندہ کو عبور کیا ہے اور یہم مغلیہ بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے اور متفق الراے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اوسکو ملامت کرکے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اونہون نے یہہ بھی کہا کہ یہہ تو بخوبی معلوم ہوچکا کہ ہماری اور تمہاری دونون کی سپاہ نے ہم کی صعوبت دیکھکر بالکل دل ہار دیا ہے اور عاجز ہوگئی ہین سوائے اسکے پہاڑ کے پانی نے اوس مین ایسا اثر پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ

مگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اونہین بڑا خوف
پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
کرینگے اب وزیر کا کام یہہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دریائے
حیرت مین ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوسنے کہا کہ مین نے اسکا تصفیہ تمہاری رہے پر
چھوڑا جو تمہاری رائے مین آوے سو کرو مرہٹون نے کہا اب تلوار میان مین کرنا چاہیے اور نواب
علی قلیخان کو لشکر مین بھیجنا چاہیے وہ اوس سے جاکر کہین کہ وزیر بتعمیل حکم بادشاہ جنگ سے
دست بردار ہوا ہے لہذا تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کرلو احمد خان کو کل ملک موروثی اوسکو دیا جاتا ہے
بدین شرط کہ اوسکے عوض وہ بیس لاکھ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہہ روپیہ
ادا نہ ہو نصف ملک مکفول رہے یہہ شرایط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد
آدمی علی قلی خان کے ساتھہ ہو ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون
ایلچی روانہ ہوئے وزیر سے پوشیدہ ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہہ کہدیا کہ تم
احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرایط علی قلیخان پیش کرے تم
بلا رد و کد منظور کرلینا کیونکہ اسوقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہین
اور اپنے بیٹے کو ہماری زندگی پر وزیر کے لشکر مین بھیجدیو جب یہہ دونون احمد خان کے لشکر مین پہونچے
علی قلی خان نے کہا ہم دونون ایک ساتھہ ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرلو
مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ادھر ادھر کی باتون کے معاملہ کی گفتگو
شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرہٹون کا وکیل کل حاضر ہوگا تانتیا
دوسرے روز نواب کے روبرو حاضر ہوا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا صدر خان کی یہہ
رائے ہوئی کہ معاملہ ملہر راو و آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے اسپر نواب راضی ہوا علی قلیخان
و تانتیا کو بلا بھیجا امراء نے کہا ہم ملہر راو و آپا سیندھیا کو ضامن رکھینگے واسطے نصف
ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین بعد ازان نواب علی قلی خان کے خیمہ گیا اور

اوس سے کہا کہ فقط بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں اسکے بعد
اوسنے منشی کو طلب کیا اور خط مشتمر شرایط مجوزہ سرداران مرہٹہ تحریر کر دیا یہہ خط تانتیا کے
حوالہ کیا اور زبانی یہہ کہا کہ مین تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہون - ایک نقل اون ہی
کہ شرایط تانتیا کی پتر دن تانیہ پر کندہ کی گئی تھی جسکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل
کرلیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر مین قریب پہونچے ملہر راؤ
و آپا سیندھیا و ٹپل راؤ و اتما گیر دوسرے سردارون کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہر راؤ
و آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور تانتیا گنگاھر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خان سے
کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
کرو ہمارا عزم کوچ کا ہی دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے
کنارہ پر پہونچے اور یہان اوسنے ملہر راؤ و آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنو کی طرف روانہ ہوا اوسنے کہا کہ جب معاملہ
کی تکمیل ہوجاویگی مین تم کو رخصت کرونگا - بموجب حکم کے مرہٹون نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل نکل کر اوس مقام
پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی فوج قایم تھی وہان سے کوچ کیا اور فرخ آباد احمد نگر کو جا پہونچا
اوسکے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی ۱۲۱۸ھ ہوگی اس عرصہ مین وزیر لکھنو کو پہونچا چار پانچ روز
بعد اوسنے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ
عنایت کی بعد ازان اوسکے والد کا ملک بحال کر دیا اور اوسکو قایم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد ازان تانتیا کو مسند اسبات کی کہ تا ادائے نذرانہ شاہی
احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے یہہ ملک اوسکو بہ عوض اوس تقایا کے ملا جو وزیر سے اوسکو
یا فتنی تھا محمود خان و تانتیا رخصت ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اونولکی
طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا سب مرہٹے اوس سے ملنے کو آئے اور مہمانداری

کی تیاری کی دو روز مقام کرکے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہونچکر اوسنے اپنے باپ کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا بعد ازان وزیر لکھنؤ سے فرخ آیا اور وہان سے ملہر راؤ وسید صبا کو ہمراہ لیکر براہ اٹاوا دہلی کی طرف روانہ ہوا اوسکے تھوڑے روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل وعیال کے لانے کے واسطے دہلی کیطرف روانہ کیا دولہن بیگم فی الفور فرخ آباد کو واپس آئی اوسکے بعد نواب کے بھائی بھتیجے چیلے رعایا اور سب خود مختار آکر اپنے اپنے گھرون مین بسنے لگے صاحب بیگم ہوہ قایم خان بھی واپس آئی اور قلعہ امیٹھی مین رہنے لگی مالیہ بیگم فی بی صاحبہ نے بلند محل مین سکونت اختیار کی یہہ مکان سابق مین اوسکے بیٹے قایم خان کے قبضہ مین تھا +

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کاروبار درست ہوگیا تو وہ عیش مین مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے پیدا ہوئی اوسکے درباریون نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد شاہ جہانی مین بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑکر مفلسی مین مبتلا ہوگیا اتفاقاً اوسنے شمش آباد مین رہنا اختیار کیا بعد تھوڑے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ اور ایک بیٹی خیر النسا نام چھوڑکر رخصت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اِس لڑکی کو اپنی تبنیت مین لیا یہہ لڑکی اب تک دوشیزہ تھی اور خان مرحوم کے گھر مین رہتی تھی۔ یہہ حال سُنکر غائبا اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلاکر خاص محل مین داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے ساتھہ نکاح کیا اوسوقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر یہہ شعر اوسکی زبان پر رہتا تھا۔ دوسالہ محبوب چاردہ سالہ + ہمین بس است مرا صحبت صغیر وکبیر + بعد ایک زمانہ کے ۱۱۷۵ھ تا ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۱ء ہجری مین اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اِس خوشی سے

اوسنے غریبون اور مسکینون کو بہت کچھہ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن کھولا اوس مین حرف دال نکلا تب اوسنے نجومیون کو طلب کرکے کہا کہ لڑکے کا زائچہ کھینچو آخر اوسکا نام دلبر ہمت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو معہ تحائف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دھوم دھام رہی اور چھہ روز تک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دائی اوسکی رضاعت کے واسطے متعین ہوئے بادشاہ نے ماہی مراتب معہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے ایک گلال باڑی عیدگاہ مین قایم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلاکر بادشاہ کی عطیات لے آنے کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا تو مین سلامی سر ہوئین نوبتخانے بجتے ہوئے و روپئے اشرفیان لوٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو بسم اللہ پڑھائی اور مکتب کو بھیجا اوسکو ایک اتالیق کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے تھوڑے عرصے مین اوسنے علم حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو امور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمادالملک کی پہلی ملاقات

سنہ ۱۱۷۱ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۵۷ع بعایت ۵ ستمبر ۱۷۵۸ع احمد شاہ درانی نے پانچوین حملہ کے زمانے مین غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا و جمنا سے کچھہ زر بطریق نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل منشا یہہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب وزیر سے روپیہ جبراً وصول کرے دہلی کے شاہزادون ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادرزادہ شاہ مذکور و اعزالدین معہ افواج درانی زیر حکم جانباز خان ساتھہ لیکر غازی الدین فرخ آباد کی طرف بڑھا اور اپنی فوج بہ سرداری یحیی خان ولد زکریا خان روانہ کردی اس فوج نے تھوڑے عرصہ مین دریاے گنگا کو عبور کیا اور گرد و نواح ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہی جا پہونچے شجاع الدولہ لکھنو سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے رد کرنے کے ارادے سے ساندی پانی تک آیا

یہہ مقام لکھنو سے ۶۸ میل ہے مگر آخر کار سعد اللہ خان روہیلہ کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ دینے سے تصفیہ ہوگیا ۔ شوال سنہ ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۷۵۲ع غازالدین معہ ہر دو شاہزادگان فرخ آباد مین داخل ہوا اس عرصہ مین احمد شاہ دُرانی یکبیک متہرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عماد الملک کی شکایت اور نجیب خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے نجیب خان کو امیر الامرا کیا اور انتظام دارالخلافت اوسکے سپرد کیا عماد الملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اُسے کو عہدہ پر مامور کیا غازالدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچھہ احمد خان کی فوج اور مرہٹون کی مدد سے اوسنے فوراً نجیب خان کو دہلی سے نکالدیا اس ملاقات سے غازالدین خان اور احمد خان مین نہایت درجہ اتحاد ہوگیا یہانتک کہ وزارت سے معزولی کے زمانے مین نو سال تک اوسنے احمد خان کے پاس پناہ لی اب اونکی دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہوگا ۔

جنگ پانی پت مین احمد خان کی کارروائی

جب سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۷۵۹ع لغایت ۱۳ اگست سنہ ۱۷۶۰ع احمد شاہ درانی چھٹوین بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا احمد خان معہ سرداران روہیلہ اوسکی ملازمت کو گیا چہارم ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۶۰ع بمقام کویل اوس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتاجی سیندھیا کو شکست ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطیع ہوا ہوگا کیونکہ اوسنے بافراط رسد اوسکو اپنی فوج کے بدرقہ کے ساتھہ روانہ کی تھی ۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت اگرہ مین تھا اس بدرقہ کی خبر سُنکر دریاے جمنا کے پار ہوا بہت سی رسد چھین کر اور برباد کرکے پھر جمنا پار چلا گیا افغانون کی ایک جمعیت اوسپر بھیجی گئی جنہون نے پاشنہ کوب اوسکا تعاقب کرکے بڑی خونریزی کے ساتھہ اُسے شکست دی احمد شاہ نے جمنا پار آگے بڑہ کر انوپ شہر مین اپنی لشکر گاہ کا پڑاؤ ڈالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدولہ بھی اطاعت کی طرف مایل ہوا ایک مورخ اوس مقام پر لکھتا ہے کہ اسکا باعث حافظ رحمت خان احمد خان تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد سدا شیو بہاو ایک لشکر عظیم پر سرداری جنکوجی ولد راجہ سیندھیا و ابراہیم

گاردی ملہرراؤ و دیگر سرداران کو لیکر دکہن سے داتاجی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آیا
۲۵ اکتوبر ۱۷۶۱ء احمدشاہ ابوپر شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اوپر دریائے جمنا کو
عبور کیا احمدخان غالب جنگ بھی بجمعیت پانچہزار سوار حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر
اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمدشاہ اونکے مقابل خیمہ زن ہوا روز
چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین اس مین دو مہینے کے قریب گذر گئے
اور مرہٹون کی رسد بھی اختتام کو پہونچی تب اونکو بمجبوری جنگ عام کرنا پڑی ۔ نقل ہے کہ احمدشاہ
نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لائے اوسکو ایک روپیہ انعام ملے ہر روز دس بارہ
سوار گانون کو لوٹتے اور رسد کو روکنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے ان سوارون کو جو سانیس
یا گھاس کاٹنیوالا یا مزدور یا کوئی چھوٹا بنیا ملجاتا اوسکو پکڑکر اوسکا سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ
انعام لیتے جب یہہ خبر احمدخان کو معلوم ہوئی اوسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا
کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپئے لینے لگے آدھی رات کو اونکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہہ لوگ بھاؤ کے
لشکر مین پہونچے تھے تو احمدخان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اوسکی
خبر احمدشاہ درانی کو پہونچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناخوش ہوگیا نارضگی بڑھانے کی
غرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہہ بھی کہا کہ احمدخان باوجود امیرالامرا و شاہی بخشی ہونیکے
نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان
تیموریہ سے تھا احمدخان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اُٹھا اور اوسکو اپنے پاس
جگہہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا ای غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون
مین سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمدخان نے جنگبازخان بخشی کی
زبانی سب بڑائیان سنی تھین جو اوسکے بخشیون نے کہی تھین بجواب شاہ ولی خان وزیر کے سوال
کے کہنے لگا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون

کیونکہ گوبند راو پنڈت بوندیل کھنڈ سے تین ہزار جوان لیکر آیا ہی اور جمنا ن اوتر کر دریاے مذکور کے
کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاست و میرا مکان لوٹ
لیا جاتا درایں اثنا مین نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ کو سوریج مل و ہمت سنگھ
و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہی اور اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا
پاس کرکے اس قصد سے باز رہا شاہ دلے نے جوابدیا جو کچھہ تم نے اسوقت بیانکیا مین نے اسکی
خبر کامل سُنی تھی آخر نواب یہہ کہکر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان
کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گاردی کا توپخانہ تھا اوسکے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پیدل فوج تھی
واوسکی فوج قواعد دان ہونے کی وجہہ سے اوسکا لقب گاردی تھا یہہ انگریزی لفظ ہے ایک
رات تاریکی شب مین ابراہیم نے یہہ دیکھکر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہہ حکم دیا ہم اوسپر
شبخون مارینگے تھوڑی رات باقی رہے اوسنے احمد خان کے مورچہ پر یک بیک آپڑنے کی کوشش
کی مگر احمد خان کی سب توپین چڑھی ہوئی تھین اور بعض بعض پر چادرین بھی تھین چونکہ موسم جاڑے کا
تھا جابجا الاؤ لگے تھے اور اُنپر متعلقین لشکر تاپ رہے تھے اونہون نے گھوڑون کی ٹاپون کی
آہٹ سُنکر ایک دوسرے سے کہا کہ مرہٹے ہم پر آتے ہین یہہ کہکر اور پھوٹے ٹھیکرے مین الاؤ
مین سے آگ نکالکر توپون کی سوراخ کی راہ سے توپون پر ڈال دی اور سب توپین یکبارگی چل گئین
بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک متنفس کو بھی
صدمہ نہ پہونچا [redacted] ہوگیا مگر نواب کو جگایا بھی نہین صبحکو شاہ درانی میدان جنگ کے موائنہ
کو آیا احمد خان اوسکے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ جس بہادری کا مین نے مذکور سُنا تھا اپنی
آنکھون سے دیکھی اوسنے اپنا جیغہ اوسکو مارا اور نواب کو انعام دیا اسکے بعد نواب کے دشمن نادم و
شرمسار ہوئے ۔ ۱۷ جنوری ۱۷۵۱ء کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہہ حکم ہوا چونکہ تمہاری فوج کم ہے
لہذا تم عورتون کی حفاظت کرو نواب نے غصہ مین آکر جوابدیا کہ یہہ کام مخلیون کا ہے میرا کام
میدان مین لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اوسکو واپنے باندی کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

حملہ ہوا بعد تھوڑی لڑائی کے جس مین ابراہیم گاردی زخمی بھاگا ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہونچا شجاع الدولہ
اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت علیخان
ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کو کوئی ضرورت کمک کی نہین ہے
البتہ عنایت علیخان کو زیادہ کمک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جاکر نواب سے کہا کہ بادشاہ
نے کچھہ جواب نہین دیا اوسنے کہا کہ تم جاکر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستون کو جانیکا حکم ہوا اونکی پہونچنے
سے میمنہ کو قوت ہوگئی اور مرہٹے ہٹنے لگے بسواس مارا گیا سدا سیو بھاؤ بھاگا اور بڑا ہنگامہ برپا
ہوا اور قریب دو بجے دنکے میدان ہاتھہ آیا دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
خلعت کیواسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
میانسے کھینچا تو بالکل ہاڑھ اوس مین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا بادن ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین نواب نے جوابدیا
کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف ہین یعنے اوسنے وزیر کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا
تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
یہہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے نجیب خان نے کہا لوہا مفت
نہین لیتے ہین لہذا اوسنے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھہ اوسکو دونون
ہاتھون پر رکھہ کے نواب کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھالیا اور کہا تمہارا نذر دینا
جاسے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے ملازم تھے۔ اور یہہ بات سچ
تھی کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غفر جنگ کے پاس جمعدارون مین پانچروپیہ ماہواری
کی نوکری کی تھی اور بعد ازان غازی الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیون یعنے فخر الدولہ بخشی
و مہربان خان دیوان و دایم خان کو ساتھہ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بنگش خاندان

سے تھا اوسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ پیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر وہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا +

نواب کے آخر زمانے یعنی ۱۷۵۹ء سے لیکر ۱۸۰۱ء تک بہت سے ذی رتبہ لوگ وقتاً فوقتاً فرخ آباد مین آئے

بہت سے دہلی کے امرا نے وقت زوال شاہی و مرہٹون کے دلالسلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد مین پناہ لی جب عبدالصمد خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کرنیکی کوشش کی تب وہ بھاگکر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے دہیان پڑنے کے سبب سے اوسکا قصور معاف ہوا اور پرگنہ اوجہالے اوسکو گذارہ کے واسطے عطا ہوا۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پرگنہ شکوہ آباد و پھپھوند واٹاوا روہیلون کو مرحمت کئے تھے لہذا وہان جاتے وقت حافظ رحمت خان معہ اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہوکر گذرا ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء مین جنگ بکسر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دنکے واسطے فرخ آباد کو آیا اور ایک زمانہ مین نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اوسنے ایک ہی وقت دو مغرول وزیرون کو اپنے شہر مین پناہ دی تھی یعنے عماد الملک کو ایک چھاٹک پر ٹھہرایا تھا اب ذی رتبہ فرخ آباد کے رہنیوالون مین ایک نوغاز الدین عماد الملک تھا اور اوسکے رشتہ دار اور احباب تھے جنکو اوسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سبکا ہم تفصیل واربیان کرتے ہین۔

غازی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اوسکا غازی الدین خان فیروز جنگ پسر کلان نظام الملک آصف جاہ تھا اوسکی مان وزیر قمر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات ۱۷۵۸ء سے لیکر ۱۸۰۱ء تک بخوبی معلوم ہین مگر جب سے اوسکا اقتدار جاتا رہا اوسوقت سے سوای اسکے اور کچھہ حال اوسکا معلوم نہین کہ اوسنے سورج مل کے کسی قلعہ مین پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈرڈ کو مقام بندر سورت مین ۱۷۹۰ء مین ملا تھا اور بحکم سرکار عالیہ وہ مکہ کو پہونچا دیا گیا اور وہان سے وہ لوٹکر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہین کہ اس بیان کی صحت کہان تک ہے کتاب خزانہ امرا مین جو ۱۷۶۲ء سے ۱۷۶۳ء تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

صرف وہان تک مذکور ہے جب کہ بھر تپور مین پناہ گزین ہوا مگر اس مین شک نہین کہ اوسکے قرابت دار
اور احباب فرخ آباد کو بھیجدیئے گئے اور وہ خود بھی ۱۱۶۲ھ سے وہان آکر رہا وہ حصہ شہر کا جہان وہ رہتا
تھا یعنے فادری دروازہ اب تک غازی الدین کی چھاؤنی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
فرخ آباد مین رہا نواب احمد خان برگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپیہ ماہواری تھی اوسکو
دیتا رہا جب ۱۱۶۷ھ مین احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد سے اوسوقت
نکلجانا مناسب جانا اوسنے اپنے رشتہ دارون اور ملازمون کو وہین چھوڑا اور خود معہ چند معتمد نوکرون
کے وہانسے روانہ ہوا مجکو معلوم نہین ہے کہ اوس زمانے مین اوس کی کیسی گذری مگر کتاب ماثر الامرا
مین تحریر ہے کہ ۱۱۸۱ ہجری یعنے مارچ ۱۷۶۷ء سے مارچ ۱۷۶۸ء تک وہ مالوہ مین تھا اور وہان مرہٹون
نے اوسکے گذارے کے واسطے چند محال اوسکو دیئے تھے اور تاریخ مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
فروری ۱۷۶۸ء مین بمقام بندر سورت کنبل گاؤ کو ملا تھا اور وہان سے برائے حج بھیجدیا گیا اور
لوٹنے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار مین آیا اور وہان اوسنے وہان کے حاکم تیمور شاہ
ولد احمد شاہ درانی سے ملاقات کی ۔ اس زمانہ مین شاہ زادہ احسان بخت ولد شاہ عالم کہ ۱۷۸۸ء
سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اوسکے باپ کو اندھا کیا تھا دلی سے نکل بھاگا تھا
وہی خانخانان وہان راجپوتانہ مین بیکانیر وجی پور وملتان مین پھرتا پھراتا تیمور شاہ کے دربار مین پہونچا ملحوظ
اسکے کہ وہ تیمور اعظم کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہرصورت اس رتبہ کا مہمان تھا
کہ اوسکی خاطر ومدارات فرض تھی تیمور شاہ اوس سے بڑی توجہ سے پیش آیا اوسنے اپنی کچھ فوج
شاہزادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان تک کردی اور اقرار کیا کہ مین خود تھوڑے عرصے مین فتح ہند کے
واسطے لشکر کشی کرونگا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا زمان شاہ
اوسکا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نہ نکل سکا جب احسان بخت وعماد الملک
سندھ مین پہونچے کابلی فوج تیمور شاہ کی وفات کی خبر سنکر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

اور ناصر خان بلوچ بھاولپور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب اکثر نالایق اور کمینے لوگ تھے اس باعث سے عماد الملک مین اور شاہزادہ مین ناچاقی ہوگئی شاہزادہ ملتان مین رہا وہان اوسکو مالیخولیا ہوگیا وبقیہ عمر اوسکی اوسجگہہ دیوانگی مین بسر ہوئی اس عرصے مین عماد الملک کا گذر علی مرشہ ولد شمشیر بہادر کے پاس ہوا تھوڑی فوج اور کچہہ ملک بوندیل کھنڈ مین تھا۔ اسنے عماد الملک کو باون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باونے کے نام سے مشہور ہے اور ہر جانب سے پندرہ میل طول مین ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقعہ ہے۔ عماد الملک دہم ربیع الثانی ۱۲۱۵ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۸۰۰ء مین مقام کالپی مین فوت ہوا اوسوقت اوسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے بموجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی درگاہ مقام پاک پٹن مین مدفون ہوا جب ۱۸۰۳ء مین انگریزون نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اوسوقت اوسکی ریاست پر اوسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور جب منشائے چٹھی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۰۳ء وہ ریاست اوسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گرنٹ سے معلوم ہوسکتا ہے جس مین بادنی کی حالات کے ضمیمہ مین مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک ولد قمر الدین خان سے جو ۱۷۲۱ء سے ۱۷۴۹ء تک دہلی کا وزیر تھا اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان داغستانی سے جسکا تخلص والہ تھا اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی مین برف کھانے سے مرگیا ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بڑا گھرانا تھا اوسکا ایک بیٹا حیدرآباد کو پہونچا اور چونکہ وہانکے حاکم سے اور اوس سے قرابت تھی اس سبب سے وہان اوسکو عہدہ پنجہزاری بلقب حمید الدولہ عطا ہوا اور کچہہ زر نقد بھی مقرر کردیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھہ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلیخان شاعر کی بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی آگرہ سے ترسٹھہ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مقام نورآباد مین اسکی قبر ہے یہہ مقام گوالیار سے پندرہ میل جانب شمال ہے اسپر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون یہہ ہے واے۔ بنو بیگم ۱۲۱۸ ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۸۰۳ء لغایت مارچ ۱۸۰۳ء (۲)

نواب خادم حسین خان - اس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اوس مکان مین مدفون ہوا اوسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ۱۱۷۳ھ مین سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی وفات کے بعد اوسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اوسکو حاصل کرے وہ وہان کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اوسنے اپنے تئیں مشہور کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک کشمیری عورت سے تھا اوسکے باپ نے بعد ازان میر جعفر کی ہمشیرہ سے شادی کی۔

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر عمدۃ عبد اللہ خان صدر الصدور یہہ میر جملہ فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدر الصدور مقرر ہوا اور ۲۰ رجب ۱۱۵۸ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۷۴۵ء مین فوت ہوا و بتاریخ ۲ ربیع الثانی ۱۱۵۶ھ مطابق، دسمبر ۱۷۴۳ء عبد اللہ خان اوسکی جگہہ پر مامور ہوا جب یہہ نواب فرخ آباد مین پہونچا دے اللہ نے اوسکو دیکھا اور اوسکے علم کی بڑی تعریف کرتا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اوسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہین اور رہنے کو گیا اور وہین فوت ہوا اوسکو پانچ سو روپیہ ماہواری ملتے تھے۔

(۴) **نواب یحیی خان** یہہ خان بہادر ذکریا خان محتسب دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہہ فقیر ہوگیا اور اسکا لقب یحیی شاہ ہوا بعد وفات یحیی گنج مین مدفون ہوا یحیی گنج شیخپور کے پاس کانپور کی سڑک پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہین کہ کمال گنج مین ہے خواجہ داؤد خان یحیی خان کا بیٹا اعماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کے بیٹی سے تھا اوسکی ماعماد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد مین فوت ہوا شاہ واز خان یحیی خان کا چھوٹا بھائی لاہور مین مرا اوسکا بیٹا مرزا جان اور اوسکا دوست مولوی رحیم یار خان بخاری معہ دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہان رہے اور وہین مرے۔ میر مغل رحیم یار خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نایب ہوگیا اور بعد ازان جلاے وطن ہوا

(۵) **نواب سلیم خان** اسکا مکان شہر مین نکونہ تھانے کے پیچھے ہے اوس مکان مین بعد ازان فیض اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ۱۲۳۹ھ تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض تھے

(۶) **نواب بوعلیخان** یہہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ تھا یعنے نواب قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ کا چچازاد بھائی تھا ایک کٹرہ بوعلیخان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات کے اوسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۱۷۱ھ مین فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔

(۷) **چھوٹے صاحب**

(۸) **بڑے صاحب** بڑے صاحب وزیر قمرالدین خان کے بھتیجے اور چھوٹے صاحب اوسکی بیوہ تھی انکا مکان نواب عبدالمجید خان کے گڈھی مین تھا ان دونون کو بالاستراک پانچ سو روپیہ ماہوار ملتے تھے نواب احمد خان سال مین ایکدفعہ اونکی ملاقات کو جاتا تھا اور وے ایک طشت مین جواہرات نذر کرتی تھین میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اونکا خواجہ تھا وہ دونون فرخ آباد مین مرین اور اونکی قبرین پنڈت دیارام کے مکان کے پیچھے محلہ چھاونی مین احمد خان کے خانسامان شجاعت خان کے باغ مین ہین یہہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے۔ میان لال انکے پالتی مدفون ہے میر بہادر علی کہتا ہے کہ انکے نام چھوٹے و بڑے مین یائے معروف تانیث کی نہین انکے نام ہمیشہ یا سے بولے گئے

(۹) **حکیم سید امام الدین خان** ولد سید غریب اللہ ولد سید علام محی الدین ساکن نوتنی مانگرمئو موہانی کا حاکم تھا یہہ حکیم محلہ لوہائی مین رہتا تھا اور پانسو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔

(۱۰) **حکیم شفای خان** کہتے ہین کہ جان علیخان حیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوسسے پگڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جانے لگا اوس سے پوچھا کہ مجھے کوئی نسخہ بتلائے جس سے میری قوت مین نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابون عطر یا جوہر مین تمکو بتلاتا ہون کہ صبحکو پاو سیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد حسب معمول پکواکر کھایا کرو اور شام کو دھوئی ماش کی ڈال اور چھٹانک گھی جانعلیخان نے تمام عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی قوت مین کبھی نقصان نہ آیا۔

کے واقع ہے بطور نانکار کے عنایت کی تھی معہ اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ کے متعلق ہے یہہ زمین تھوڑے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے احمدی بیگم سنہ ۱۸۳۹ء تک تا حیات تھی اور چینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حیدر و مرزا محمد کے ساتھہ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین انتقال کیا ۱۰۰۰ ہین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا بھاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مدارئ حقہ و صفائی ہزارون روپیہ کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو مذکور ہم نے پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور مکن پور سے لوٹتے ہوئے آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے رنتھنبور کے میدان مین جہان سے یاقوت گنج سے شہر کی طرف راستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسیدم اوسکے ہاتھی نے اُسپہ حملہ کر کے اُسے ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکرون مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کر لیا۔ یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ اُنہون نے راجہ کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو ضرور اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگل کشور کا پوتا شتابو سنہ ۱۸۳۹ تک زندہ تھا اوسکا مکان محلہ نونہائی مین تھا اور ہولی مین جوگیون کے سوانگ مین وہ جوگی کا سوانگ کر کے ناچتا تھا۔

کے واقع ہے بطور نانکار کے عنایت کی تھی معہ اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ کے متعلق ہے یہہ زمین تھوڑے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے احمدی بیگم ۱۸۳۹ء تک تا حیات تھی اور چینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حیدر و مرزا محمد کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین انتقال کیا ۱۰۰۰ ہین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا بھاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مدارئ حقہ و صفالی ہزارون روپیہ کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو مذکور ہم نے پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قایم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور مکن پور سے لوٹتے ہوئے آتے تھے تینون کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے ننوا کے میدان مین جہان سے یاقوت گنج سے شہر کی طرف راستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسیدم اوسکے ہاتھی نے اُسپہ حملہ کر کے اُسے ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکرون مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کر لیا۔ یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ اُنہون نے راجہ کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو ضرور اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگل کشور کا پوتا شتابو ۱۸۳۹ تک زندہ تھا اوسکا مکان محلہ نونہائی مین تھا اور ہولی مین جوگیون کے سوانگ مین وہ جوگی کا سوانگ کر کے ناچتا تھا۔

(۱۷) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سلیمان اوسکا مکان محلہ بنت گنجا میں تھا یہہ عماد الملک کا بڑا دوست تھا کہتے ہین کہ اسی کے اغوا سے عماد الملک نے احمد شاہ کو نابینا کیا و عالمگیر ثانی و انتظام الدولہ خانخانان عافیت محمود خان کو قتل کروایا۔ اسکو چار سو روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے تربی کے ساتھہ فرخ آباد مین رہتا تھا۔

(۱۸) نواب رعایت خان یہہ ظہیر الدولہ عظیم اللہ خان صوبہ دار مالوہ کا بیٹا تھا جو بعد ازان وہان کا صدر مقرر ہوا یہہ عظیم اللہ خان رعایت خان برادر محمد امین خان کا بیٹا تہا رعایت خان کی مان نور النسا بیگم ہمشیرہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی تھی۔ رعایت خان نے قمر الدین کی بیٹی کے ساتھہ شادی کی نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۷۷۱ء مین وہ فرخ آباد سے چلا گیا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ اسکا ایک بھائی قطبی خان ۱۷۸۱ء مین فرخ آباد مین تھا

(۱۹) میر فخر الدین خان یہہ شخص نواب شاہ جگی لقب سے مشہور تھا یہہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کا بیٹا تھا اوسکو مظفر جان برادر صمصام الدولہ خان دوران خان کی بیٹی بیاہی تھی اسکو ایکہزار روپیہ ماہوار ملتے تھے احمد خان کی وفات کے بعد وہ دہلی کو واپس گیا اور وہین فوت ہوا۔

(۲۰) نواب احمد علیخان سید سعادت خان فرخ سیری کا بھانجا تھا جو صفدر جاہ کی وفات کے بعد تھوڑے زمانے تک امیر الامرا رہا تھا اوسوقت اوسکا لقب ذوالفقار جنگ تھا اور اوسکا بھانجا اوس زمانے مین احدیان کا بخشی مقرر ہوا احمد علیخان محلہ اسمعیل خان مین راجہ رانی گھر مین رہتا تھا اوسکا وظیفہ تین سو روپیہ ماہوار تھا فرخ آباد مین فوت ہوا۔

(۲۱) نواب عبد الباقی خان حمید الدین نبیرہ عالمگیری کا بیٹا تھا محلہ بنت گنجا میں کرایہ کے مکان مین سکونت رکھتا تھا وہ سید احمد علی ولد مفتی ولی اللہ کا بڑا دوست تھا اور ولی اللہ کو بھی بہت عزیز رکھتا تھا جب شاہ عالم دہلی کو واپس آیا تو نواب عبد الباقی خان بھی وہان گیا اور وہین سے ملک بقا کو راہی ہوا اوسکے فرزند بباعث ہم عمری ولی اللہ کے دوست تھے

ایک بیٹا مرزا مغل نام شاعر بھی تھا۔

(۲۲) **نواب داراب خان** تربیت خان امیر محمد شاہی کا بیٹا تھا فرخ آباد میں مرا اور مدفون ہوا۔

(۲۳) **سید حشمت علیخان** عہد محمد شاہ ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۴۶ھ تک نواب آصف جاہ نظام الملک کی طرف سے دربار شاہی میں وکیل تھا ولی اللہ نے کئی بار اوس سے ملاقات کی بخشی تمر الدولہ کے زمانے میں ۱۱۵۱ھ بغایت ۱۱۵۳ھ فرخ آباد سے نکالدیا گیا۔

(۲۴) **منور خان** نواب روشن الدولہ بہادر سرور کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ نواب روشن الدولہ کا ایک بیٹا انور خان نام ۱۱۵۳ھ میں فرخ آباد میں موجود تھا۔

(۲۵) **غیاث الدین خان** سعید الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے میں میر آتش تھا۔

(۲۶) **بہادر خان** اعظم خان کا بیٹا تھا۔

(۲۷) **غلام حسین خان** اس شخص کا نام تاریخ مظفری میں مندرج ہے یہہ معین الدین دلدار خان ناصر جنگ کا پوتا تھا اور معین الدولہ یحیی خان منصوری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) **حکیم شیخ فخر الدین عباسی** قمر الدین خان وزیر کے اطبا خانے کا داروغہ تھا اوسکو دیرینہ روپیہ ماہوار ملتے تھے

(۲۹) **حکیم روح علی خان**

(۳۰) **حکیم محمد علیخان**

(۱) اس زمانے میں بہت سے جاگیردار و پنشن خوار و ارباب نشاط دہلی سے بھاگ بھاگ کر فرخ آباد میں پناہ گزین ہوے علاوہ ازیں راجہ جے نگر و راجہ راٹھور و راجہ جودھپور و راجہ جاٹ یعنے سورج مل جو ڈیگ کمیر کا راجہ تھا و راجہ چترپت گوہد کا راجہ بوندیل کھنڈ یعنے پناہ دنیا و سونڈھا و چندیری و راجہ کوٹہ بوندی و شاہ آباد و راجہ بہہدا و جگما پور وغیرہم وکلا بھی غازالدین خان عماد الملک کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔

شجاع الدولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہو کر بنگال کی مہم سے پھرا تب شجاع الدولہ ضلع بنارس میں گرم نالہ کے قریب

سرائے سیدراجہ تک اوسکے استقبال کو گیا اور الہ آباد اور جہوسی کی راہ سے جا جمنو کو لے آیا
بعد موسم برسات ماہ ربیع ۱۱۷۵ھ ہجرے مطابق اکتوبر ۱۷۶۱ء شاہ عالم کالپی کی طرف روانہ
ہوا اور وہان سے جہانسی کو گیا۔ وہانسے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء
جولائی ۱۷۶۲ء ۱۲ جولائی ۱۷۶۳ء شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
نواب احمد خان پر فوج کشی کرے اور خود بھی ساتھ ہوا۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کے
واسطے تین وجوہ نکالی وجہہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنے
ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان
پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائے دیکھتا ہے کلال باڑی تیار کروای ہے اور بہت سے
مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع الدولہ نے یہہ حال سنکر مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور
یہہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہین بادشاہ کو احمد خان کا یہہ سب حال سنکر کمال
غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسرے وجہہ
جو غالبًا اصل وجہہ تھی یہہ تھی کہ بابتہ قبض ملک جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست واقع
جنوری ۱۷۶۱ء مین خالی کیا تھا تنازعہ واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب
احمد خان نے کل پرگنہ جات جو سابق مین اوسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لئے اور شاید
کچھہ زاید بھی جن پر اوسکو کچھہ حق بھی نہ ہو سکتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کا یہہ منشا تھا کہ احمد خان
صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوسکو بموجب صلحنامہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک
جو واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتا تھا۔ ایک اور بھی وجہہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراو گبر کو پناہ دی تھی۔ امراو گبر نواب کی طوائف یعنے اشتہار نام لکھنو سے
لے بھاگا تھا اور بارہ ہزار ناگا سپاہی لیکر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا وہ شہر کے متصل ایک باغ
مین خیمہ زن ہوا اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب کی حاصل کی نواب کے نمک خوارون

نے نواب کو صلاح دی کہ اوسکو پناہ نہ دیجے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو
مین ہرگز نہ بھگاونگا یہہ مجھہ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے - اور امراو گیر کو کاس گنج مین روشن خان
چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراو گیر
کے سپاہی ہمت بہادر نے امراو سنگھ کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑکر جس نے
تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہیں دسکتا ہی
امراو گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے مین نے یہان چند مہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اوس سے
تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہہ خط شجاعت علیخان پسر عرف میان عیسیٰ کو دیکھلایا اور
اوسنے شجاع الدولہ سے اوسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب امیرا حمد خان کو تحریر کیا
جس کا مضمون یہہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکال دو احمد خان نے جواب لکھا کہ یہہ
تمہارے کئے ہوسکے سو تم کرو مین امراگیر کو بولانے نہین گیا تھا وہ از خود میرے ملک مین پناہ گزین
ہوا ہے اور پناہ لینے والے کو مین کبھی دور نہین کرتا ہون شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھہ
رنج کیا مگر چند مہینے تک اوسکا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراگیر سے
کہا کہ تمہارا یہانسے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہوجاویگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراگیر
انکے لیئے خاندان بنگش کا تخریب کا باعث ہوا امراو گر نے اونکی بات مانکر وہانسے چلے جانے
کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نکال نہیں سکتے
ولیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پانون مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی سو امراگیر
آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی ہی دور یعنے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا - شجاع الدولہ کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار ہزار
سپاہ فوج ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جات پر تعینات ہے - اوسنے مشہور کیا کہ مین ملک گیری

پرجاتا ہون یعنے جن جن زمینداررون نے مالگذاری نہین دی ہے اونسے روپیہ وصول کرنے جاتا ہون کچھہ فوج دوآب کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین موسی نگر کو بجوڑ دیا ہے جہان پر واقع ہے لوٹ گیا خاص لشکر تھوڑے عرصہ تک خواجہ پل کی سرا مین قیام پذیر رہا شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستے آہستے اپنے ملک کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا رگینہ بلہور مین نانا مئو گھاٹ تک پہونچا لشکر او ترکر فوج کیطرف بڑھا مگر شاہ عالم و شجاع الدولہ مکن پور ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے یہہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ فوج و مکن پور کے آس پاس واقعہ تھے سب کے سب لوٹ لئے گئے ۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہہ خبر دی رکھی تھی کہ یہہ فوج فقط ملک گیری کے غرض سے روانہ ہوئی ہے ۔ جب شجاع الدولہ مکن پور کو پہونچ گیا اور اوسنے دریافت کیا کہ یہانسے فرخ آباد تک پہونچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اسکا حال کھلا احمد خان کے راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوسنے اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام مین اور کسی حال مین ہو تم اوسکو یہہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی دیوڑھی پر پہونچا اور شرف خان داروغہ دیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کھانا کھاکر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علیخان اندر گیا اور نواب کے پانون داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیئے بخشی بعجلت تمام طلب ہوا اونہون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ محرران کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جلدی کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اوسوقت فخر الدولہ مع فوج کثیر و نامزمیندار کو کمک سے جو مارہرا کی مغربست واقع ہے لڑ رہا تھا یہہ موضع پرگنہ سکندرراو ضلع علیگڈہ مین واقعہ ہے اور اس زمانہ مین وہان جنگل اسقدر گنجان تھا کہ باشہ وہان پکڑے جاتے تھے سالہا سال سے انسان کا گذر وہان نہین ہوا تھا پروانہ پہونچنے سے تھوڑے ہی عرصہ بعد بخشی مع فوج فرخ آباد مین آپہونچا مئو و شمس آباد و عطائی پور و تلہر و شاہجہانپور و بریلی و بدایون

وبسوے اوجہاں سے مدد طلب کی اسوقت حافظ رحمت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ بہرآباد
جواب ضلع شاہجہانپور مین ہی مقیم تھا نواب نے بخشی فخر الدولہ کو اُسکے پاس بھیجا اور افغانون کو
بیعزتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ رحمت خان نے بخوف اسکے کہ اگر احمد خان کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جو میان دوآب واقع ہی یعنے اٹاوہ اشکوہ آباد وبھیونڈ کو
نہایت ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین بسر گرمی تمام مستعد ہوگیا اوسنے جواب دیا
کہ مجھے اسکی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہوں مین سب طرح سے شرکت کے
واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہیں ملی ہی اگر روپیہ ملے تو مین سعد اللہ خان ومادھو داس
و دوندے خان وفتح خان و دوسرے سرداروں کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ بھی ہوسکیگا
تو مین اپنی فوج سے حاضر ہون جب بخشی نے آنکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیانکیا
اوسنے بخشی مذکور کے ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجدیئے اور کہلا بھیجا کہ تم یہہ اپنے صرف مین لاؤ
اور اقرار کیا کہ جب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا
اوسوقت حافظ رحمت خان نے سعد اللہ خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک
لمحہ کے اسطرف روانہ ہون اور اُس نے اپنے نایب مقیم اٹاوہ کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے پیچھے مقام کرینگے وہان سے واپس آکر جو کچھ
گذرا تھا بیان کیا اسکے بعد نواب نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا
روانہ کیا کہ اگر مدد دیجئے وزیر مذکور اوسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان
عماد الملک کے وکیل کے حوالہ کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہہ کہدیا تھا کہ اگر خدا
نہ خواستہ سورج مل کو اسکا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیون نہ طلب کیا تو اسکا جواب
یہہ دینا چاہئے کہ سابق مین تم نے حق ہمسایگی ادا نہین کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک
نہ ہوتے لہذا مناسب تو یہہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمہارے
مدد کی چنداں ضرورت نہین ہے جب خواجہ خانگی کہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے

فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہے راجہ نے پوچھا مجھے کسواسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظاً لفظاً نواب کا پیغام اوس سے کہدیا راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضی ما مضی اب میں بے مانگے مدد دیتا ہوں اور تین ہزار سوار چست چالاک روانہ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جاکر کول میں مقیم ہوں اگر شجاع الدولہ قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چلکر احمد خان کے شریک ہوجاویں۔ علاوہ ازیں میں چند ہزار سوار وزیر معزول کے ہمراہ روانہ کرونگا۔ یہہ سب روانہ ہوئے جب عماد الملک شہر کے قریب پہونچا احمد خان خود اوسکے استقبال کو آیا اور اسکو اوس خیمہ حیات باغ میں لیگیا۔ بجواب پروانہ جات فوجیں دور و نزدیک سے شہر میں آنا شروع ہوئیں۔ اور معہ افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد وغیرہ کے کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اوسکا خیمہ فتحگڑھ کے قلعہ میں استادہ ہوا۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیوں کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان معہ فوج اوسکے ذریعہ سے اُتر آئے توپخانہ باہر نکالا گیا درست کیا گیا بعد ازاں یاقوت گنج کے اوس پار گنگا ندی کے کنارہ پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ کے وینول رائے کی لوٹ سے ہاتھہ میں آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے اپنی فوج کو ساتھہ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہکر اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا روشن خان و امراو گر کو یہہ حکم ملا کہ چار ہزار جوان ساتھہ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کبیر سے جاکر شریک ہوں تھوڑے ہی عرصہ میں شجاع الدولہ مکن پور میں پہونچا اوسکا ایک خواجہ سرا فرخ آباد میں آیا اور لال سرا میں ٹھہرا یہہ محض اوس حصہ ملک کا دعوی کرنے کے واسطے آیا تھا جسپر حال میں نواب احمد خان نے قبضہ کرلیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج روہیلی کی جملہ سرداران پناہ گزین و ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا خواجہ سرا نے ایک فرمان شاہی نکالا جو نواب نے مہربان خان کے ہاتھہ میں دیا جسنے اوسکو باواز بلند پڑھا نواب نے اوسکا جواب شجاع الدولہ بڑے غیض و غضب سے لکھا دوسری مرتبہ وزیر کا

سالا سالار جنگ قاصد ہوکر آیا شجاع الدولہ کا قیاس یہہ تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہیں مگر جب اُسکے کہ روہیلے سالار جنگ کی بات سُنیں اُنہوں نے اُسکو قید رکھا عماد الملک نے اسوقت یہہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے مگر نواب نے پشیدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہی لوگ یہہ بھی کہینگے کہ اسنے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کورنک ہی لہذا مناسب وقت یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کو شکایت لکھہ بھیجیں دیکھیں کیا جواب آتا ہی جیسا کچھہ جواب اویگا ویسی کارروائی کیجاویگی - ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہی شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہی شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی میں سوار ہونے کی شکایت حضور میں کی ہی اُس سے اُن کل شکایتوں کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگ کو بھاگ جاوین اور وہان جاکر لڑین تو اس میں کسکا قصور ہی گلال باڑی کے نسبت عرض یہہ ہی کہ یہہ محض غلط فہمی ہی پٹھان چونکہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہیں ہین لہذا چند لکڑیان کھڑی کرتے ہین وہان انکو قطار سے کھڑا کرکے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہی اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلدمکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانہ میں کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہی کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم اکید کے مجبور تھے اسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب خان جو کہ سابق میں کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہی کہ دعوی ہمسر کا رکھتا ہی اور جونکہ کوئی اُسے ہمسر نظور نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہی اس عرصے میں احمد خان نے اون لوگون کی اُس سازش کا بھی تذکرہ کیا جو اُنہوں نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی - بعد ازان اُسنے انصاف چاہا تھا کہ سلطان خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرماویں اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف

نہضت فرماوین تاکہ ہم تخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو یہہ عرضداشت بصحبت مہتاب خان ارسال ہوئی یہہ مہتاب خان نہایت
لیئق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اُسکی جلو مین
جانے کے واسطے متعین کیئے گئے تھے اور نواب نے اوس سے یہہ بھی تاکید کردی تھی کہ
اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہانسے چلے آنا مہتاب خان وہان پہونچکر
خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بآواز بلند عرضداشت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھہ
جواب نہ دینا چاہیئے خاموشی بہتر جواب ہی مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھہ جواب نہ ملا
تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچکر کل حال سنایا دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیئے
اوسوقت یہہ خبر پہونچی کہ نجیب خان بنی گنج مین آپہونچا ہی بنی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیورہ
چھبرامئو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی نجیب خان جو کسی وجہہ سے دہلی مین تھا
براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہنے کو چلا تا ہوا اور موضعات مسمار کرتا ہوا بڑھا نجیب خان
شجاع الدولہ کا بگڑی بدل بھائی تھا - احمد خان اڑھائی سو خوان کھانے کے ایک پیچھے کہار ان
پر بھراہی شاہ محمد خان جمعدار و گلشیر خان سو سنٹیوالے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
کے خرچ کے واسطے ہی اور ملک اوسکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہی کیونکہ بھائیون مین تکلف
نہین ہوا کرتا ہی نجیب خان نے غضب مین آکر کہا کہ کھانا یہان سے اُٹھاؤ اور اسپر اپنے نواب کا
فاتحہ پڑھو کہتے ہین کہ مقام بنی گنج مین چھہ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کے خلعت دی اور روزانہ کھانا مقرر کردیا دوسرے
روز نجیب خان نے وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر در اجہ امراو گیر
در روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے

ملاقات کرنا چاہتا ہون اُوسنے جوابدیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
کے مدد کو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
وہاں سے روانہ ہوا اور فتوح میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا اور
تدابیر کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری
کا مل گیا اور اُسنے فوج مجمع کرلی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین میدان جاؤنگا
مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اسواسطے میری تجویز عہد و پیمان
کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھا یہہ سُنکر شیخ کبیر
نے اُسے پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل مین تمہاری کمہدارات کرونگا الاہون نجیب خان نے جوابدیا
کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون شیخ کبیر نے جوابدیا
کہ اس صورت مین تم کو اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑکر آگے بڑھا اور کالی ندی
اُتر کر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا
اُسنے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی
نجیب خان انکو دیکھتا گذر گیا اوسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اوسکی
فوج کی نسبت زاید سردار فیل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
نہ دیا پھر نجیب خان کشتیوں کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوا اور سعد اللہ خان اور فتح خان و ملا
سردار خان و حافظ رحمت خان دوندے خان سے ملازمت حاصل کی ۔ اوسکے خسر دوندے خان
نے نجیب خان کو ملامت کی کہ بخلاف قوم پٹھان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسنے
یہہ جوابدیا کہ جب مرہٹون نے سکرتال میں مجھہ پر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے
نازک حال میں میری مدد کی تھی تمام رات تو شورہ مین گذری نجیب خان نے کہا کہ اگر روہیلے
احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو نگیش کا ایک ثلث ملک رحمت ہوگا مگر
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا آخر تصفیہ

اسپر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیئے حافظ رحمت خاں نے اقرار کیا کہ مین کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس خبر خوشی کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہہ مبارک باد کیسی ہی۔ حافظ رحمت خاں نے جواب دیا کہ ہمیں بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو سعد اللہ خاں کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ پھیر تمہاری راے ہوگی مین تو اُسپر رضامند ہون مگر اسباب مین عماد الملک مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غلام الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کامیابی کی نہ دیکھکر مائل بہ صلح ہوئے ہین مگر یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی نزدیک نقص عہد کوئی بات نہین ہی حافظ رحمت خاں نے کہا یہہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُسکو جیسی اسوقت سزا دی جاسکتی ہی اُسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب خاں کو دی۔ اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کی موجودہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین وگرنہ اونکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی۔ تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ نی الفور پٹھانون کی حدود سے چلا جاوے نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہون نجیب خان نے کہا تم نے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خاں نے کہا برادر دوسرے بھی اسی صورت سے ملازم ہین سعد اللہ خان اور اُسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خریدی ہی اور اُنکے کل اخراجات اپنے خزانہ سے ادا کیئے ہین اور آجکی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ رحمت خان و نجیب روانہ ہوئے خان گنج پہونچکر شیخ کبیر کو اپنے ساتھہ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

حاضر ہوئے بعد ازان شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کوڑہ مین پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان دہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت مین بہ غرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبد اللہ خان و دیگر سواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام واکرام و خلعت عطا کرکے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کے فرخ آباد مین پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۵ء کو جنگ بکسر مین شکست کھاکر پہلے روہیلون کے پاس بریلی مین مدد مانگنے گیا اور اپنے اہل و عیال کو جو زیورات و جواہرات وہان پناہ لینے کے واسطے بھیجا مگر روہیلون نے انگریزون کا مخالف بنکر اوسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان احمد خان کے پاس فرخ آباد مین آئے جب کوئی پٹھان اوسکے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ وہان سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد مین ۱۷۶۵ء مین شکست کھائی اور پھر فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان اور احمد خان نے اُسے صلح کی ترغیب دی اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۷۶۵ء مین مقام الہ آباد ایک صلحنامہ تیار ہوکر دستخط ہوا جو فقط طویل تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھہ مصالحت کرنے اور اونسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے یہان چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین آنے کی مذکور ہوئی ہین شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تھا بعد ازان فتحگڑھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہہ تجویز کی کہ اُسے قتل کر ڈالین کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ نواب نے یہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کام نہین کہ دغا کرین اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہی تو میدان مین مارا ہی ایکبار شجاع الدولہ

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علیخاں نے مصنف لوح سے کہا کہ میں بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا شجاع الدولہ کی عمر اوسوقت میں بیس سال کی تھی نواب احمد خاں نے کچھہ اسلحہ اپنے سلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعدازاں جواہرات طلب کئے ایک موتیوں کا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی تحسین کی احمد خان نے وزیر کی گردن میں ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگیا اور اُس ہار کو اُتار کر دیر تک ہاتھہ میں لئے رہا اور ہر ایک دانہ کو گھوما گھوما کر دیکھا بعدازاں ہار کو تکیہ پر رکھہ کر اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا میں رخصت ہوتا ہوں نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اُٹھہ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ فتحگڑھہ کو روانہ ہوا اور آکر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہاں تک زیادتی کی کہ مجھے ہار موتیوں کا بطور خلعت کے دیئے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم دایم خان چیلا احمد خاں کے گود میں تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا میں بھی پیونگا اوسوقت میاں الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعدازاں خود شجاع الدولہ نے پیا اوسوقت سے الماس علیخان دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور ۱۱۷۳ھ نہایت ۱۷۵۹ء میں آصف الدولہ سے دایم خان بکماون واقعہ پرگنہ شاہ پور اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی ۔

مظفر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے مظفر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے اُسنے قابلہ خانم مظفر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اوس سے پوچھا کہ ہمارے بھائیوں میں کس کس کی بیٹیاں ہیں اور کہاں ہیں اپنے بیٹے مظفر جنگ کی شادی کردوں قابلہ خانم نے جواب دیا کہ تین لڑکیاں مرتضی خان کی ہیں اور تین ہی لڑکیاں خدابندہ خان کی ہیں نواب نے کہا مرتضی بدمزاج آدمی ہے اگر عذر کریگا تو رنجش پیدا ہوگی خدابندہ خان البتہ نیک مزاج اور سپاہی آدمی ہے

تم اُوسکے یہان مظفرخان کی شادی کا پیغام لیجاو وہ عورت وہاں گئی اور اِدھر اُدھر کی باتین کرکے پیغام کا مذکور درمیان مین لائی نواب نے کچھہ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے کہا اے خدابندہ خان کیون نہین بولتے ہو فوراً منظور کیون نہین کرتے نواب خدابندہ خان نے جواب دیا کہ نورالنسا کو اسد علیشاہ نے گود لیا ہی اس سبب سے مین لاچار ہون اب منظور کرنا نہ کرنا اوس بزرگ کے اختیار مین ہی اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہین ہی خانم نے کہا آپ شاہ صاحب کے پاس جاکر اس پیغام کا مذکور کیجیے وہ البتہ منظور کرینگے نواب خدابندہ خان نے کہا مین آج شام کو جاؤنگا خدابندہ خان وہان گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہی نواب نے کہا مین نے تمہاری مرضی پر محول کیا ہی سید نے دیکھا کہ نامنظوری مین قباحت ہی لہذا اُسنے کہا مجھے بدل منظور ہی نواب خدابندہ خان نے قابلہ خانم سے آکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو منظور کیا یہہ خبر سنکر نواب احمد خان نے بی بی صاحبہ یعنے بیوہ محمد خان کے پاس گیا اور اوس سے اپنا منشا ظاہر کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدابندہ خان کے یہان رسم چڑھاوا کی واسطے تشریف لیجاوینگی اوسنے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدابندہ خان کے یہان پہونچگئے اور رسوم معمولی ادا کین دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستورات کچھہ نوشہ کو لیکر آئین اور رسوم بجا لائین بعد ازان نواب احمد خان نے نواب خدابندہ خان کو طلب کیا اور بڑے تپاک سے اوس سے بغلگیر ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی فخرالدولہ کو طلب کیا اور کہا کہ قصبہ سکراوان کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدابندہ خان کے نام کردو منشی سے کہو کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب منشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ معافی نامہ تیار ہوکر آیا نواب نے خدابندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیرون کے علاوہ ہے اسکے بعد خدابندہ خان رخصت ہوا اب تیاریان شادی کی ہونے لگین و مہربان خان کو حکم ہوا کہ پہلے روز سے تا روز نکاح برابر طعام انواع و اقسام کا سب مسلمانون کو جایا کرے ہندؤن کو شیرینی و بادام کا مربا بھیجا جاوے خانسامان تا بدار خان کو حکم ملا کہ امرائے دہلی کو واسطے

قلعہ مین خیمہ استادہ ہون تاکہ ہر ایک کا جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو۔ طوالیفین دور نزدیک سے جمع کیگئی گئی
تاکہ ہر خیمہ مین ایک ہی وقت مین ناچ ہوتا رہے رات کو اُمرا طلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواسطے دو دو چیلے مامور ہوئے تاکہ اونکی ضروریات کو پورا کرین نواب احمد خان
اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان مہرول صوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدینخان
وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے پھوپھی کا بیٹا و نواب منور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر
بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے ناچ و رنگ و نقل و گانے میں گذری روشنی کے واسطے راستہ
دو رویہ جس کی ٹٹیان قلعہ کے دروازہ سے خدابندہ خان کے یہانتک لگائی گئیں یہہ ٹٹیان
ابرک سے آراستہ تھیں اور اُنپر کنول چڑھے تھے اور تخت روان جنپر زربفت کے فرش اور ریشمی چادرین
پڑی ہوئی تھیں اسواسطے تیاری ہوئی تھی کہ طوالیفیں اُنپر ناچتی ہوئی چلیں اور اسکا انصرام حاجی سردار خان
و نامدار خان کلان کے سپرد ہوا تھا آتشبازی کا انتظام ناصر خان کے حوالہ تھا شفیع خان داروغہ فیلخانہ
کو حکم ہوا کہ ہودے و بنگلے و عماریان چاندی سونے کے کام کی طیار کرادی ہاتھی قلعہ کے دروازہ پر
طیار رہین بخشی فخر الدولہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہ اپنے ہاتھی یعنی میگذ مر پر سوار ہو
اُسوقت امراے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین تمندار و جمعدار سجے سجائے اپنے اپنے مرتبے
کے لایق ہمراہ تھے جسوقت بارات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے اور
نواب خدابندہ خان کے یہانتک ایک شعلہ آتشین نظر آتا تھا راستہ پر دو رویہ ابرک کے کنول
اور قمقمی روشن تھے سامنے پانچ پانچ چھ چھ شاخوں کے جھاڑ بھی جو تعداد مین پچاس ساٹھ ہزار کے
قریب ہونگے۔ طوالیفین تخت روان پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھیں غرض بڑی شان و شوکت و دھوم دھام
سے برات قدم بقدم روانہ ہوئی آگے جا بجا آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ہر دو جانب سے سونے
چاندی کے پھول نوشہ پر لوٹاے جاتے تھے آخر امر دولہن کے دروازہ پر پہونچی نواب و نوشہ
و امراء داخل مکان ہوے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم
رہا علی الصباح نوشہ بغرض ادای رسوم معمولی محل میں گیا جب نوشہ وہانسے باہر آیا دولہن کو چنڈول پر

چڑھایا اور برات اُسی دھوم دھام تزک و احتشام سے واپس چلی خدا بندہ خان کے پاس جسقدر اسباب وظروف تھے سب اپنی بیٹی کو جہیز مین دیئے قلعہ مین پہونچکر تمام امرا و سردار و مہاجن و حراف نواب کو مبارکباد دینے لگے اور نذرین گذرانین دوسرے روز نقالون وطوائفون و بھانڈون کو بہت کچھ انعام واکرام دیا ہر امیر و نواب کے بھائی بھتیجون و خاندان بنگش کے جملہ سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

۱۷۵۴ء تا ۱۷۶۱ء جو کسیقدر الجھاؤ کا بندوبست ۱۷۵۳ء کے صلح میں ہوا تھا اُسکا ذکر ہم کر چکے ہین صفدر جنگ مرہٹون کا بیس لاکھ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھ کا اور یہہ قرضہ بابت اوس نوکری کے تھا جو اُنہون نے اوس زمانہ مین کی تھی۔ بار اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے ادا کی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۲ محال کے ملک فرخ آباد سے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضہ مین کرائے گئے مرہٹے بدستور تو اس سے خود کل منتفع ہوتے تھے اور صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھہ حاصل نہوا کہتے ہین کہ کسیوقت مین ریاست فرخ آباد مین چوالیس محال تھے اُنمین سے گیارہ محال نکالدینا محال ہے کیونکہ اُنکے نام تک نہین معلوم ہین منجملہ ۳۲ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضہ مین اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ مین اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہہ تھا کہ تا زمانیکہ خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی تفصیل ۳۲ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمش آباد واقع ضلع فرخ آباد یہہ تین حصون مین منقسم ہے شمش آباد پچھم جسمین تحصیل قایم گنج اور شمش آباد نواب و پرگنہ محمد آباد جو صدر تحصیل ہے نواب کے زمانہ مین اسمین پٹہ اعظم نگر بھی شامل تھا جو اب ضلع اٹاوہ مین ہے

۲ بروز قدیم یہہ ہی نام قدیم پرگنہ بیور ضلع مین پوری مین واقعہ ہے۔
۳ بہونگام اسکو بھون گانون بھی کہتے ہین ضلع مین پوری مین ہی اوس زمانہ مین اس مین پرگنہ مین پوری اور کشتی بنی گنج بھی شامل تھی۔
۴ کمپل۔ اسکو اب کمپل قائمگنج کہتے ہین تحصیل قائمگنج ضلع فرخ آباد مین ہی۔
۵ پتیالی۔ ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے۔
۶ سہاور۔ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔
۷ سکیٹ۔ اب ایٹہ سکیٹ کہلاتا ہی ضلع ایٹہ مین ہے۔
۸ مارہرا۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ مین ہی زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور زمان فرخ سیر مین ۱۱۲۷ھ مین جاگیر مین ملا تھا ایک سو ستر موضع و شہر کے بیلگران بیٹے نواب فرخ آباد کے نام سے باقی اور ساٹھ موضعات و بہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھکہ لکھدیا اور ۱۱۴۳ھ مین زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور کا ٹھکہ لکھدیا تھا اور ۱۱۵۲ھ مین دیہات اول الذکر جو بنام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کرلیا۔
۹ سوروں بدریا واقع ضلع ایٹہ۔
۱۰ اوسیت گنگا پار ضلع بدایون مین واقع ہے۔
۱۱ مذہ پور۔ جسے میاو بھی کہتے ہین ضلع ایٹہ میں ہے۔
۱۲ مزبا سونہار۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔
۱۳ کوراولی۔ ضلع مین پوری مین ہی۔
۱۴ سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔
۱۵ کرسانہ۔ اب شامل سہاور ہے اور ضلع ایٹہ مین ہی۔
۱۶ کھاکھٹ مئو دھلیا۔ گنگا پار تحصیل جلیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہی۔
۱۷ مہرآباد۔ گنگا پار ضلع شاہجہانپور کے جنوب مین ہی سابق مین پرگنہ شمس آباد مین شامل تھا۔

۱۸ امرت پور۔ گنگا پار تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۱۹ چھبرامئو۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۰ سکندر پور۔ اب چھبرامئو مین شامل ہوگیا ہے ضلع فرخ آباد مین۔
۲۱ سورکھ۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۲ سکرادا۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۳ سکت پور۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۴ اوریا پھوند۔ ضلع اٹاوا مین ہے۔
۲۵ سوج۔ پرگنہ کرہل ضلع مین پوری مین ہے اور مین پوری سے ۲۴ میل ہے پرگنہ قدیم منقسم ہوکر ۲۵ موضع مین پوری مین شامل ہوئے اور ۱۰ موضع کرہل مین۔
۲۶ اٹاوا۔ واقع ضلع اٹاوا سابق مین اسمیں کرہل و برنامل شامل تھا۔
۲۷ بھوجپور۔ صدر تحصیل فرخ آباد مین ہے اس مین پرگنہ پہاڑہ شامل تھا۔
۲۸ تالگرام۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہے اسی زمانہ مین اس مین تعلقہ ٹھٹھیا تروا شامل تھا۔
۲۹ قنوج۔ تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۳۰ بلہور۔ ضلع کانپور مین ہے یہہ پرگنہ قنوج کے مشرق ہے۔
۳۱ شاہ پور اکبرپور۔ ضلع کانپور کے مغربی حصہ مین ہے۔
۳۲ شیوراجپور۔ ضلع کانپور مین بلہور کے قریب سمت مشرق ہے۔
۳۳ موسیٰ نگر بھوگنی ضلع کانپور سے جنوب دریاے جمنا کے بائین کنارے پر واقع ہے اور اور لوح تاریخ مین عبارت پرگنہ جات بنگش کی حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

شمس آد بورد کمیل پتیالی سہاور مارہرا نصف ندہ پور تریا سونہار کورا ولی کرسانہ کھاکھٹ مئو دہلیا چھبرامئو سکندر پور سکرادہ سوج بھوجپور شکوہ پور

یہہ معلوم نہین ہے کہ ان مین سے کوسارے سولہ محال مرہٹون کے حوالہ ہوے تھے انتظام کل کا

احمد خان کے سپرد تھا مگر اسمین شک ہے کہ آیا کل محال کا انتظام اُسکے اختیار مین تھا یا فقط ساڑھے سولہ محال کا لیکن ہم نے سُنا ہے کہ بعد نہائی اخراجات انتظام و تحواالوں کو جو کچھ باقی بچتا تھا وہ ملہرراؤ کے حوالہ کیا جاتا تھا مرہٹون کی جانب سے دو صراف جنکو وہ کہتے ہین متعین تھے ایک فتوح مین رہتا تھا اور دوسرا علیگنج پرگنہ اعظم نگر مین جو بقایا مرہٹون کو واجب ہوتا تھا اُنہیں صرافون کو دیا جاتا تھا اور یہہ ملہرراؤ کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید نواب کے پاس بھیجدی جاتی تھی اس صورت سے چند سال برابر روپیہ ادا ہوتا رہا جونہی ۱۷۶۱ء پانی پت کی لڑائی سے روپیہ دینا موقوف ہوا مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکھن کو چلے گئے چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اسمین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان جو مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بندیل کھنڈ مین جہانسی تک بڑھگیا اور نواب احمد خان نے اسیطور کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ مین اُنکے باپ کے قبضہ مین تھے لے لئے اور پھر کبھی مرہٹون کو چوتھے یعنی چہارم حصہ دیا مگر اُنا وا اور پھپھوند و شکوہ آباد جو احمد شاہ درانے نے حافظ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے نکل گئے آٹھ سال زائد تک مرہٹے شمالی ہندوستان مین نظر نہ آئے فقط ۱۷۶۴ء مین تھوڑے عرصہ کے واسطے دہلی مین با ۱۷۶۵ء مین جنگ کوڑہ مین تو البتہ مرہٹے معلوم ہوتے تھے مگر ۱۷۶۶ء مین مہادجی سندیہہ فوج تعدادی پچاس ہزار دریائے چنبل پار ہوئی یہہ فوج زیر حکم دیسا جی کشن رام چندر گنیش و جی سندیہہ وٹھل جی ہولکر کے تھی اس فوج نے پہلے راجگان راجپوتانہ سے بقایا زر چہارم وصول کیا بعد ازان بھرت پور کے قریب اودنسے اور جاٹ راجاؤں سے ایک جنگ ہوئی جسمیں مرہٹون نے منتیاب ہوکر ۷۰ لاکھ روپیہ ان جاٹون سے بھی وصول کئے نجیب خان نے مرہٹون سے صلح کرلی اور یہہ تجویز کیا کہ ہم دونوں کی افواج متفق ہوکر فرخ آباد مین کوچ کریں - ابتدای ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۲۷ اپریل ۱۷۷۰ء عنایت ۱۴ اپریل ۱۷۷۰ء مین خان دہلی سے روانہ ہوا حافظ رحمت خان نے

یہہ دیکھکر کہ میرے بیٹے کی جاگیر واقع اٹاوہ پر حملہ کا خوف ہی قادرچوک کی طرف جو دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہے کوچ کیا۔ یہان اوسے خبر معلوم ہوئی کہ نجبت خان علیل ہوکر کویل سے نجیب آباد کی طرف روانہ ہوا رستہ پر ضلع میرٹھہ مین ہاپڑ کے قریب نجیب خان نے اکتوبر ۱۷۷۰ء مین اس جہان سے رحلت کی اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان مرہٹوں کے ساتھہ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ رحمت خان نے پندرہ ہزار سوار و پیادے احمد خان کی مدد کو بھیجے جب کہ یہہ خبر پہونچی کہ مرہٹے پٹیالی تک آپہونچے ہیں جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہی حافظ رحمت خان خود فرخ آباد کو آیا اور دریاے گنگا کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن ہوا حافظ رحمت خان و احمد خان مین مشورہ ہوکر ایک پل کشتونکا دریاے گنگا پر تعمیر ہوا اور بیس ہزار سپاہ سوار و پیادہ دریاے گنگا کے پار ہوئی اور فتحگڑھہ اور فرخ آباد کے درمیان مین مقیم ہوئی اس عرصہ مین صابطہ خان نے لکھہ بھیجا کہ مین مرہٹون کے ہاتھہ مین اسیر ہوگیا ہون اُنکے چھوڑانے اور مرہٹوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرہٹوں نے اٹاوہ و شکوہ آباد مانگا یہہ دونون مقام قبل ازان کہ حافظ رحمت خان کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے مرہٹوں کے قبضہ مین تھے اس زمانہ مین نجبت خان کی فوج غوث گڈھ نجیب آباد سے آئی ضابطہ خان موقع پاکر مرہٹوں کی فوج سے نکل بھاگا اور اپنے فوج مین آکر اپنے گھر کی راہ لی۔ اب صرف مرہٹے جنگ کرتے رہے چند لڑائیون مین اُنہون نے افغانون کو جو اسوقت اچھی طرح سے مقابلہ نہین کرسکی شکست دی آخرکار قریب تھا کہ روہیلے گنگا پار ہوکر بھاگ جاویں کہ مرہٹے وہان سے اٹاوی کی طرف روانہ ہوگئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان سے کہا کہ اٹاوہ کی جاگیر چھوڑ دی اُسنے انکار کیا اور آزردہ ہوکر بریلی مین گوشہ نشین ہوا دوندے خان نے شکوہ آباد کو چھوڑ دیا شیخ کبیر کو حکم پہونچا کہ اٹاوہ کا قلعہ مرہٹون کو خالی کردے شیخ کبیر نے اس عرصہ مین چند بار مرہٹون کو زک دی تھی لہذا معتمد شرایط اوسنے اُنسے حاصل کئے اور فرخ آباد مین حافظ رحمت خان سے آملا اور روہیلے بعد غیر حاضری آٹھہ مہینے کے یعنی اکتوبر ۱۷۷۱ء بعنایت می ۱۷۷۱ء پھر بریلی مین پہونچے اسوقت سید سیانواب کے ملک مین داخل ہوا اور بنی گنج کے قریب یہہ زن ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے

بیس میل جنوب مین ہی بخشی فخر الدولہ نے چاہا کہ چالیس ہزار فوج مجتمع کرکے اوسے مقابلہ کرے لیکن نواب احمد خان چونکہ اب پیر ضعیف و نابینا ہو چکا تھا کہنے لگا کہ یہہ تو مجھے بخوبی معلوم ہی کہ تم آخر تک لڑوگے مگر بخشی مجھہ پیر نابینا کا عصا ہی اگر خدانخواستہ عصا ٹوٹا تو مجھہ نابینا کی پوری خرابی ہی اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہی کہ نواب احمد خان ایک پاؤن سے کسیقدر لنگڑا تھا لہذا میری راے یہہ ہی کہ کسی صورت سے صلح کرلینا چاہئے بخشی فخر الدولہ غازی الدین خان عماد الملک کو ہمراہ لیکر مرہٹون کے لشکر مین گیا اور اوسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹون نے ساڑھے سولہ محال طلب کئے جو عہدنامہ سابق مین اُنہین ملے تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے قبضہ مین رکھینگے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھہ مین انتظام تھا سالہا سال گذرے مگر کچھہ روپیہ وصول نہوا بجالب مجبوری ساڑھے سولہ محال حوالہ کئے گئے نواب نے کہا گو ملک نصف رہگیا ہی مگر فوج کم نہ ہوتی سال مین میری آنکھین اچھی ہو جاوینگی اسوقت مرہٹون سے انتظام لے لونگا مگر چونکہ آمدنی کم رہیگی اور اخراجات بدستور بنے رہے لہذا جو روپیہ خزانہ مین تھا وہ بھی خرچ ہوگیا

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

انتقال سے دو ایک سال قبل احمد خان کو اشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زایل ہوگئی بسبب رہے کمال نے اوسکا معالجہ کیا مگر کچھہ سودمند نہ ہوا اول اُسکی آنکھون مین درد شروع ہوا اور تھوڑے عرصہ مین ضعف بصارت مین ہو چلا دو ایک سال اسی حال مین گذری مگر روز بروز اُسکی بینائی گھٹتی گئی اوسنے اس عیب کو جہان تک اوسکے امکان مین تھا مخفی رکھا وہ اپنے مقام معمولی مین بیٹھا کرتا تھا اور سلام اور مجرا سب کا لیا کرتا تھا درباریون نے اُسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھہ کر معلوم کیا کہ اُسکی بصارت مین نقصان ہی مگر کچھہ نہ کہا اخر الامر نقص چھپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم نور خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو عوارض چشم کے علاج مین دستگاہ کامل ہی نواب نے حکیم مذکور کو بلوایا دو تین مہینے اُسنے معالجہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا ایک روز نواب کے دل مین

یہہ خیال آیا کہ فقرا کو کھلانے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی برآوے لہذا اوسنے بخشی فخرالدولہ و مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خیمہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کرا کر فقیروں و مسکینوں کو کھلاویں۔ ایسا ہی کیا گیا فقیروں نے اُسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طور سے کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی تمثیلیں بیان کی جن مین دعا بزرگوں کی مستجاب ہوئی ہے مگر کہتا ہی کہ خاص اس امر مین دعا قبول نہ ہونے کا یہہ باعث ہی کہ اونمیں کوئی ولی نہیں ہی تھوڑے عرصہ کے بعد ایک چالاک بدمعاش پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت مین بتوسط رحمت خان ولد جہان خان کے حاضر کیا گیا اُسنے اقرار کیا کہ جوشی مانع بصارت ہی مین اُسے صاف کر دونگا اُسنے تھوڑا پانی چلو مین لیا اور اُسپر کچھہ پڑھکر نواب کی آنکھون مین لگایا اسیطرح کئی روز کیا آخر خیرات کرنے کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھہ روپیہ و اشرفیان اُسے ملین وہ دو تین روز کی رخصت لیکر گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اوسنے ایک جعلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے اس مضمون کا خان علی کے نام بھیجا کہ مین نے سُنا ہی نواب احمد خان کی بینائی جاتی رہی ہی اور بجز دعا اولیا اور سب طرف سے اوسے بالکل مایوسی ہو گئی تھی نظر براین ہیں تم کو اطلاع دیتا ہون کہ اس زمانہ مین فرخ آباد میں ایک درویش کامل تشریف رکھتے ہین کہ حکم اگر سرو گردہ اولیاے عصر کہیئے تو بجا ہے نام نامی اُوس بزرگ کا سید باقر ہے اگر اوس سے رجوع کیجاوے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے نواب کی مراد دلی برآنا ممکن ہی اور وہ بزرگ نواب کو بینائی دیسکتا ہی۔ جانعلی خان یہہ خط لیکر نواب کے پاس آیا بخشی فخرالدولہ و جانعلیخان اس بیکار کے پاس گئے اور بڑی عزت و حرمت سے نواب کے پاس لائے فقیر نے کہا محتاجون مسکینون کو طعام تقسیم ہوا ور مین چلہ کھینچتا ہون اسکے واسطے کوئی تنہا مقام مجھے بتلایا جاوے نواب نے جان علیخان کو حکم دیا کہ اپنے باغ مین درویش کو جگہہ دین تب درویش بیکار نے نواب سے اقرار کیا کہ بروز عید الفطر تم کو بینائی حاصل ہوگی۔ جان علی خان اپنے باغ مین درویش کو لیگیا اور اپنے نوکر اُنکی نگرانی کیواسطے معین کئے جب وقت مقررہ قریب پہونچا ایک رات رمضان کے آخر مین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار پر سے کود کر بھاگ گیا بروز

معین جان عاجان مدد وش کو بلانے کیواسطے بھیجا گیا تب وہ باغ میں گیا اور سب طرف پوکارا لیکن کچھ جواب نہ پایا اوسنے سب جگہہ باغ مین تلاش کیا مگر کہین اوسکا نشان نہ پایا ہاتھہ ملتا ہوا باغی باغ سے نکلا اور اپنے پھاٹک پر جا بیٹھا شرم کے باعث نواب کے روبرو نہ جاسکا نواب نے غرض دریافت حال آدمی بھیجا فعلی خان کے پاس بھیجا تب یہ مجبوری خان علی خان کو نواب کے پاس جانا پڑا اُسنے نواب سے اس مکر و فریب کا حال مذکور کیا اُسوقت سے نواب نے تسکوہ و شکایت ترک کیا اور خدا پر بھروسہ کیا اور کہا کہ مرضی مولی از ہمہ اولی بالآخر ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُسی روز علی گوہر شاہ عالم الہ باد سے دہلی کو جاتے ہوئے مقام خدر گنج مین پہونچا مرتضی خان کے فساد برپا کرنے کے باعث تھوڑی دیر توقف ہوا بعد ازان بہشت باغ مین ایک مقبرہ مین جو نواب نے اپنے حین حیات اپنے واسطے تیار رکھا تھا مدفون ہوا تاریخ اُسکے وفات کی یہہ ہے ۵ کنند گریہ خلایق بہ نالہ و افغان + ملایک آہ کشند از وفات احمد خان + ۱۱۸۵ بعد تخرجہ عدد آہ یعنے ۶ کے کم کرنے سے ہوتے ہین اور پورے الفاظ - ۱۱۹۱ ہوتے ہیں - دیگر - ہے ہے حاتم طائی ثانی نماند ——

۱۱۸۵ ہجری

دوسرے روز بادشاہ معہ پانچ ہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ و دوسرے سرداروں کے روانہ ہوکر موضع سریا پرگنہ پہاڑہ میں پہونچا یہہ موضع شہر کے باہر گوشہ جنوب مغرب مین واقع ہے بخشی فخر الدولہ نے نواب کے بیٹے مظفر جنگ کو ہاتھی پر بٹھاکر حضور سلطانی نذر گذرانے کیواسطے لیگیا اس ملازمت مین فرزند بہادر کا لقب مظفر جنگ کو عنایت ہوا بعد ازان یہی لقب مہر پر کندہ ہوا چونکہ خزانہ مین بالکل روپیہ نتھا لہذا فخر الدولہ نے سونے چاندی کا مہودہ اور دوسرے نقرئی و طلائی ظروف گلا کر تین لاکھہ روپیہ کو فروخت کئے یہہ سب روپیہ اور سات ہاتھی اور گیارہ گھوڑے بادشاہ کو نذر دے اور رسول خان نے تصفیہ کرنے کے عوض مین ایک لاکھہ روپیہ لیا بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بنی گنج کی طرف روانہ ہوا اور یہان مہاجی سندیہہ کے دہلی سے آنے تک تین مہینہ مقیم رہا۔

حکایات درباب احمد خان کے خلق و عادات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسب ذیل تھا یہہ توپ ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق اگست ۱۸۵۹ء نہایت اگست ۱۸۶۰ء مین ڈھالی گئی تھی اور ۱۸۶۳ء تک موجود تھی نجم الملک امیر الامرا مظفر الدولہ محمد احمد خان بہادر مظفر جنگ سردار الملک ظفر اقتدار شیر ہند بہادر غالب جنگ اور تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۷۳ھ ہجری مین قیام الدولہ کا لقب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد خان بالطبع حوصلہ مند نہ تھا اصل تو یہہ ہے کہ وہ اون اشخاص مین سے تھا جنہون نے خود حصول جاہ و عظمت کیواسطے کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اوپر ٹوٹ پڑا اوسکے حالات کے مذکور مین ہمنے خیال کیا ہے کہ اپنے بزدلی اور بیحد پیش بینی کے سبب سے تھوڑی سی فتحمندی پر اکتفا کر کے گھر بیٹھ رہا رام چیہونی کی جنگ کے بعد ایسا زلزل اور پریشانی خاص دار السلطنت مین پھیل رہی تھی اور وہان ایسی بے سروسامانی تھی کہ اگر احمد خان چکنی چپڑی باتون مین آکر واپس نہ جاتا بلکہ بخلاف اسکے دہلی کیطرف بڑھ جاتا تو بہ آسانی بادشاہ دہلی کو اسیر کر لیتا پھر جو تدابیر یکے بعد دیگرے غازالدین خان نجیب خان و نجف خان مرحومون نے کی تھیں۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدابیر عمل مین لاتا تو اُسے سوای کامیابی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ جب اسلام خان چیلہ کانگنج کا عامل تھا اوسنے میان دوآب کے اوپر کے حصے مین ایسے ایسے یورشین سنے کہ اگر اوسکو اچھی طرح مدد دیجاتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود بادشاہ کو اُسکے اختیار مین کر دیتا۔ ایک نقل یہان مذکور ہوتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو احمد خان بڑا نیک مزاج تھا یا بڑا سادہ لوح۔ نواب کو صاف صاف اور نئے روپیہ کا کمال شوق تھا چنانچہ یہہ اوسکی عادت تھی کہ وہ روپیون کے تھیلون دھوپ مین پھیلاتا تھا تاکہ وہ سیاہ نہ ہو جاوین اور ایک چھوٹی مونڈھے پر بیٹھکر خود اوسکی نگرانی کرتا تھا جب وہ پانی خواہ پان خواہ حقہ منگواتا چیلے اپنے پیروؤن مین موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے پانچ چھ گھنٹے کے عرصہ مین وہ کئی سو روپئے لے آتے جب روپیہ شمار ہو کر رکھا جاتا بعض تھیلی خالی رہجاتی تب نواب متعجب ہو کر کہتا نہین معلوم یہہ کیا بات ہے کہ

مینے خود اسکی حفاظت کی مگر یہہ روپیہ کم کیونکر ہو گئے شاید یہہ دھوپ مین دیر تک رہے اور زیادہ سوکھ گئے خیر توڑے لیجاکر خزانہ مین رکھو۔ نواب کی عادت یہہ تھی کہ ہر روز دو بار شہر کو جایا کرتا تھا کبھی ہاتھی پر سوار ہوکر اور کبھی پالکی مین اور کبھی شہر سے باہر جاکر ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا تھا جب وہ رستہ سے گذرتا تھا اوسکے نوکر خیرات کیواسطے روپیہ کی تھیلی لئے اوسکے ہمراہ رہتے تھے حکم یہہ تھا کہ محتاج و مسکین نابینا بیمار لنگڑے لولے سب کو پاس آنے دو ہر ایسے آدمی کو روپیہ دیا جاتا تھا ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا تھا نواب کی خاص نظر توجہہ گھوپے والوں کی جانب تھی غالباً اوسکے سبب یہہ نہین کہ جو فقیر زمین کھود کر گھر بناے اُنکے لئے سو گھر تھے اور قلعہ سے موکے پھاٹک تک رستہ پر اور قلعہ کے نیچے سے قدم شریف تالاب کے کنارے تک بستے تھے یہ سب قوم کے لوگ تھے اور قحط سالی مین دہلی سے نواب کے ساتھہ آے تھے جب نواب دہلی مین تھا تب اوسنے قحط کے زمانہ مین اونکو پانچہزار روپیہ خوراک مین دئے تھے اور یہہ گھوپے والے اس سبب سے کہلاتے تھے کہ وہ مٹی کے خام گھر بنا کر رہتے تھے اتنی مقدرت اُنکو نہ تھی کہ مکان معمولی بناوین نواب اُنکو اکثر روپیہ بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ چونکہ گھر چھوڑکر یہہ میرے ساتھہ آئے ہین لہذا یہہ مناسب نہین ہے کہ یہہ غریب فاقوں رہین جب نواب کی سواری نکلتی تھی تو اُسکے ہمراہ سلاہ بردار و برچھی بردار و بھالا بردار و چوبدار و نقیب و بادفروش و ڈکا کا گوا اور گانیوالے چلتے تھے سواری کے آگے نقیب نواب کا لقب مدح پکارتا جاتا تھا سواری سے تھوڑی دور آگے چند لوگ بانس کی چھڑیان رنگ برنگ کی کچھہ سنہری کچھہ لال کچھہ سادی کچھہ پھولدار لئے ہوئے رہتے تھے اور یہہ چھڑیاں اوپر سے دو ہاتھہ چیری یعنی شگاف ہوتی اگر کوئی سواری کے آگے آجاتا تھا خواہ غریب ہو خواہ امیر ہو اوسکو ان چھڑی سے مارتے تھے اور جو شخص نواب کے عتاب مین مبتلا ہوتا تھا اوسپر بھی یہی چھڑی پڑتی تھین ان چھڑیوں کی ضرب کی آواز بہت زبردست ہوتی تھی کہ پاوکوس تک جاتی تھی لیکن اوس سے کوئی زخم نہین ہوتا تھا جس کسی پر مار پڑتی تھی گویا اوسکا ستارہ اوج پر ہوتا تھا کیونکہ نواب اوسے ضرور طلب کرتا تھا اور اوس سے کہتا تھا کہ تمہارے چوٹ نہین لگی وہ

شخص جواب دیتا تھا کہ حضور میری ہڈی ہڈی میں درد ہوتا ہی بالکل چور ہوگیا ہون تب اوسکو
حسب حیثیت نقد وجنس انعام ملتا تھا نواب بھاگ کے راگ کا از حد شایق تھا نواب کی سالگرہ کے
روز ڈوم و میراثی نہایت ہر جگہہ سے آکر مجتمع ہوتے تھے قریب پہر رات گئے نواب بیش بہا
زیور و جواہر پہنکر اور جھالردار فتح نصیب نام پالکی مین سوار ہوکر دیوان خانے مین ہمیشہ
آتا تھا پالکی کا نام فتح نصیب اسوجہہ سے تھا کہ جب اوسنے عبدالمنصور صفدر جنگ کو شکست
فاش دی اسے مین سوار تھا پالکی کے اردگرد پٹھان سردار و نواب کے بھائی بھتیجے ساتھہ چلتے تھے
اوس شب کو بڑی روشنی ہوتی تھی اور خوب آتشبازی چھوٹتی تھی اوسوقت سوائے بھاگ کے اور
کوئی دوسرا راگ گانے نہ پاتا تھا نواب کو آراستگی مکان کا بھی بڑا شوق تھا اور جہان وہ رہتا تھا
خود اُسکے اور اُسکے احباب کی تصویرون سے دیوارین آراستہ رہتی تھین اپنے عمر مین اوسنے چھ محل
تعمیر کروائے اول خاص محل جس مین ۱۸۳۹ء مین بی بی اچپل بیوہ مظفر جنگ رہتی تھی اور کہتے ہین کہ
اوسکے کوار راجہ ہرگوپال کے قلعہ مقام جھونسی سے نقل کروئے گئے تھے ۔ دوم مبارک محل ۔ سوم
صلاحیت محل یہہ مکان موتی مسجد کی پشت پر واقع تھا ابتدا مین دروازے اور چھت ملمع کار تھے لیکن
۱۸۳۹ء کے قبل اسکا رنگ اُڑ گیا تھا کیونکہ سونا لینے کی غرض سے لوگون نے اوسکو چھیل ڈالا تھا
چہارم دیوان خانہ یہہ مبارک محل مین تھا اور ۱۸۳۹ء اس مین ولایتی بیگم بیوہ نواب ناصر جنگ سکونت
رکھتی تھی پنجم قلعہ کا کہانیا پھاٹک ۱۸۵۶ء یا ۱۸۵۹ء مین ایک پتھر اس میں سے اُکھاڑکر صدر تحصیل
مین رکھا گیا ہی یہہ بصورت اوس پتھر کے جو حاشیہ سڑک پر واسطے رہنمائی کے کاڑا جاتا ہی اور اُسپر
اوبھرے ہوئے حرفون میں یہہ عبارت لکھی ہی زہے باب دولت برافراشتند + بنا لیش چو قطب فلک
ساختند + برو نور ریزد ز چرخ برین + چو باران رحمت بروی زمین + متین محکم و استوار آمدہ + چو
افتادہ فلکے قرار آمدہ + مہ و سال آن ہاتف دلنواز + بگفتہ درنیض دیدیم باز +
سنہ ۱۱۷۲ ہجری

دیگر نواب این دروازہ را تعمیر چون فرمودہ است + یکہزار و یکصد و ہفتاد انشا پودہ است ۱۱۷۲ھ

ششم بعض اور مکانات تعمیر کروائے اور مُور شید آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جواب بالکل نابود
ہین نواب قلعہ و شہر پناہ کی مرمت و حیات باغ کو از سر نو بنوانے کی طرف متوجہ ہوا تھا باغ مین نواب
کا باپ محمد خان اور اوسکا برادر قایم خان مدفون ہین دیوان خانے کے پھاٹک اور قلعہ کی دیوار کے درمیان
مین جو جگہہ ہے وہان گلال بارا استادہ کیا یہان سردار و فوجدار و تمندار آکر کھڑے ہوتے تھے اور
اداب و مجرا بجالاتے تھے اُنکی حاضری لینے کے بعد نواب اجلاس فرماتا تھا بہشت باغ جو مُو
سرے کے جنوب شہر پناہ کے پاس ہے احمد خان نے لگوایا ہے۔ شہر کے سب مساجد سے یہہ مسجد
نہایت خوشنما اور بہت بڑی ہے اسکے ایک طرف حمام گرم کے نشانات باقی ہین جو محلہ کہ اسکے جنوب
کی طرف ہے احمد گنج کھانڈیا کے نام سے مشہور ہے اسمین کاچمی رہتے ہین مسجد کے علاوہ وہان احاطہ
کے اندر ۹ بڑے بڑے گنبد دار مقبرے ہین مقبرہ نمبر ایک مین اشخاص مفصلہ ذیل کی قبرین ہین جنمین
دل دلیر خان و بناسی نواب اُسکا بیٹا و ظہور علیخان ولد بناسی نواب و امداد حسین خان ولد دل
دلیر خان برآمدہ مین ہمت علیخان ولد دل دلیر خان و تین خورد سال بیٹیان احمد خان کی و نواب ہمت بہادر
احمد خان کا پوتا نواب چھوٹے خان ولد نواب قایم جنگ۔ مقبرہ نمبر ۲ مین اشخاص ذیل مدفون ہین نواب
محمود خان احمد خان کا پسر کلان و اُسکا ایک بچہ و اوسکی بیگم۔ مقبرہ نمبر ۳ مین بیگمات دفن ہین بی بی
صاحبہ بیوہ نواب محمد خان ظفر جنگ و دو اور بیگمین اور برآمدہ مین ستارہ بیگم دختر احمد خان و فیروز
جنگ کی ماں یعنی زوجہ نواب بلاقی و بی بی اچھل زوجہ مظفر جنگ اور پانچ اور بیگمین جنکے نام نامعلوم ہین
مقبرہ نمبر ۴ مین قابلہ خانم کی قبر ہے مقبرہ نمبر ۵ مین شوکت جنگ کی معشوقہ مدفون ہے مقبرہ نمبر ۶ مین
قبرین ہین نام نامعلوم مقبرہ نمبر ۷ مین رانی صاحبہ کی قبر ہے جسکو احمد خان مشرق سے لایا تھا مقبرہ
نمبر ۸ مین احمد خان کے چیلون طالع و رخان و روشن خان کی قبرین ہین۔ مقبرہ نمبر ۹ مین بخشی
فخر الدولہ کی قبر ہے جو ۱۲۷۲ھ۔ ۱۸۵۵ء مین قتل ہوا لوح تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تنیس ۳۵ محال کی
آمدنی علاوہ معافی و جاگیر وغیرہ کے اسی لاکھ روپیہ سالانہ تھی حسام الدین نے لکھا ہے کہ نواب کی آمدنی
ساٹھہ لاکھہ سالانہ تھی اور خرچ حسب تفصیل ذیل تھا۔

تین لاکھ روپیہ ماہواری سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیجاتی تھی اور ایک لاکھ روپیہ ماہواری میں بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جواہرات و زیورات خرید ہوتے تھے اور محتاجون کو کھانا دیا جاتا تھا ایک لاکھ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور توپخانہ مین صرف ہوتا تھا۔ چھوٹی بڑی پانچسو توپین ہر وقت تیار رہتی تھین اور کارخانہ گولہ بارود سازی ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھ روپیہ ماہواری کا خرچ تھا اور اگر کبھی کچھ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر مین بخشی فخر الدولہ کو اوسکی ریاست مین بڑا اقتدار حاصل تھا کل ملک اوس کے اختیار مین تھا اوسکی یہہ بڑی تعریف تھی کہ اُسنے تمام شورہ پشت لوگون کو زیر کیا کبھی کبھی میانصاحب میان روشن خان کی طرف بغرض انتظام جایا کرتا تھا یہ میانصاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز مصاحب کو ملتا تھا بہت سے اشخاص مابہی باری سے اس خطاب سے ملقب ہوئے سب سے پہلے سعادمند خان نے یہ لقب پایا یہہ بدسنگہ نام ایک لڑکا تھا اور روشن خان جب شہر پور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہان سے اسکو گرفتار کرلایا تھا جب احمد خان نے اُسے دیکھا تو اُسکی نظر توجہہ اُسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور سعادت مند خان نام رکھا ایک برس بعد اُسنے اُسے بڑے مرتبہ پر پہونچایا اور امیرزادہ اسکو خطاب دیا اور بخشی فخر الدولہ کو حکم دیا کہ جو کام امیرزادہ سعادت مند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمین کوئی مداخلت نہ کرے اوسکا والد منڈل سنگہ قنوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو میانصاحب کا لقب ملا یہہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علیخان (۳) میر جانعلیخان (۴) روشن خان فقط سعادت خان برادر محمود خان بخشی قایم جنگ کا تھا اوسکو یہہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ مین ۱۸۰۱ء مین ملا ایک روز نواب نے اُسے سید نور علیخان کے بازار مین دیکھا اور بلوا بھیجا ایک روز نواب کتاب دیکھ رہا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب راست بیٹھا مورچھل سے مکھیان جھل رہا تھا مکھیان ہانکتے ہانکتے اوسنے ایک مورچھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر ماری جو اوسکے پاس بیٹھا ہوا تھا نواب نے یہہ دیکھکر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کی ذات کو ہے اور یہہ شعر پڑھا ؎

بچشم حقارت مبین سوی کس + کہ او منتقم ہست فریادرس + سعادت خان کی یہہ عادت تھی

گہ پانچوین چھٹوین روز اسٹھی مین اپنے گھر کو ایک رات کے واسطے جایا کرتا تھا اور صبح کو واپس آتا تھا
بعد اس حرکت کے جو ابھی مذکور ہوئی سعادت خان رخصت لیکر اپنے گھر کو گیا اُس رات نے نواب نے نور علیخان
کو سعادت خان سے دوچند دولت و مرتبہ عطا کیا سعادت خان واپس آکر کیا دیکھتا ہے کہ میاں
نور علی خان زیورات سے آراستہ نواب کی مسند کے گوشہ پر داہنی جانب بیٹھا ہی یہہ دیکھکر وہ نہایت
حیران ہوا جب وہ قریب آیا تو نواب نے اوس سے کہا اوس مسبب الاسباب کی کارسازی دیکھو اور
کل کی بات یاد کرو **نظم** چنان ہست آن خالق بے نظیر ٭ بیک لحظہ سازد گدارا امیر ٭ مکن بہی
کس از حقارت نگاہ ٭ کہ از تنگ بہشہان رانفتیر ٭ یہہ سُنکر سعادت علی نے شرم سے سر نیچا کر لیا تھوڑی
روز بعد وہ ایک تمن قعدادی دو ہزار پر حاکم مقرر ہوا نور علی کو میاں صاحب کا لقب عنایت ہوا اور سب
درباریون سے دولت و عزت اوسکو زیادہ نصیب ہوئی بعد ازان اوس جگہہ پر میر جان علی مقرر ہوا اور وہ
تبدیل ہوکر دیرہ پورگل پور کے محال پر بھیجا گیا یہ دونون مقام کانپور کے ضلع میں واقع ہین جان علی کے
والد کو میر فتح اللہ نے متبنی کیا تھا جب نواب نے جان علی کو دیکھا نہایت پسند کیا اور اپنے دربار
مین رکھا اوسکا خطاب میاں صاحب جان علیخان تھا خاص بازار سے نکلکر قلعہ مین تحصیل کو جاتے وقت
بائین جانب جو مسجد ہی اوسکی تعمیر کروائی ہوئی ہی تھوڑے زمانہ بعد نواب کی نظر عنایت اوس سے منتقل
ہوکر محمد روشن کی جانب ہوئی جو فوج کا رسالدار تھا میاں صاحب کا لقب پاکر اُسنے بھی بہت سی
دولت مثل شائستین حاصل کی اوسکو میاں صاحب روشن خان بہادر کے خطاب سے ملقب کرتے تھے

از بیگمات نواب احمد خان

نواب کی چار بیبیان تھیں — اول دولہن بیگم — سحر خان پٹھان زمیندار رودابن پرگنہ کمپل کی بیٹی تھی
دوم رانی صاحبہ اسکو نواب مشرقی سے بوقت محاصرہ قلعہ الہ آباد سے لایا تھا — سوم بی بی فخر النسا
کرم خان کی ہمشیر تھی — چہارم بی بی خیر النسا مظفر جنگ اول دلیر خان کی ماں تھی — علاوہ اسکے
بہت سی حرم تھین جو بسبب اس کہ مذکور ہوئین ہمین سے نہین معلوم ہوتا ہے کہ شیر زمان خان دلاز اکبر پوری

کی بیٹی کون ہی جسکی نسبت بلونت نامہ مین مذکور ہے کہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین نواب کی بیگمات مین تھی اوس کتاب مین یہہ بھی لکھا ہی کہ کرم زمان خان شیر زمان خان کا بھتیجہ تھا لہذا ممکن ہی کہ جس کرم خان کا مذکور فرخ آباد کی کتابون مین ہی وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہو بلکہ چچازاد بھائی ہو اس صورت مین فخر النسا جو نیوری بیگم ہوسکتی ہے ۔

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی اول محمود خان یہہ اپنے باپ کے سامہنے فوت ہوا اور بہشت باغ مین دفن ہے محمود گنج واقعہ قصبہ چھبرامئو اوسکا بسایا ہی اوسنے ایک بیٹا چھوڑا جسکا نام مہت بہادر تھا جسنے عمدہ بیگم دختر مظفر جنگ کے ساتھہ شادی کی اور سنہ ۱۲۴۰ ہجری مطابق ماہ اگست سنہ ۱۸۲۵ع اپنا بیٹا اگست سنہ ۱۸۲۵ع مین فوت ہوا وہ ایک لڑکی ریاضت النسا نام چھوڑ گیا جسکے دو نکاح پہلا امداد حسین خان ولد دل دلیر خان سے اور نکاح ثانی ہمت علیخان شوہر اول کے برادر خورد سے ۔ ۲ ۔ دلیر خان مظفر جنگ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا مذکور آیندہ ہوگا ۔ ۳ ۔ دل دلیر خان وہ سنہ ۱۸۳۶ع مین بنارس چلا گیا اور کہتے ہین کہ اوسنے وہان جنوری سنہ ۱۸۹۹ع مین وزیر علیخان کے بغاوت کے زمانہ مین خودکشی کی اسکا بیان جلد ثانی مین آویگا ۔ اجنٹی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ۱۹ شعبان سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین فوت ہوا جو مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۰۰ع کے ہی اور یہہ واقعہ ٹھیک علیخان کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور تین بیٹیان چھوڑین اسکے بیانات و تعلقات و اولاد اوس نقشہ سے معلوم ہونگی جو اس کتاب کے آخر مین منسلک ہی ۔ ۴ ۔ ستارہ بیگم ۔ محمد زمان خان ولد مرتضی خان بڑے بیٹے نواب محمد خان کے پسر چہارم کے ساتھہ منسوب تھی جب مری تو قاسم باغ مین اپنے پھوپھی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دفن ہوئی کہتے ہین کہ اوسکے اور اسکی پھوپھی کے نام سے بھوت و جن بھاگتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ اوس کی قبر بہشت باغ مین ہی ۔

نواب احمد خان کے جیلون کا بیان

حسب رواج اپنے خاندان کے نواب احمد خان نے تین چار سو طفال ہنود کو مسلمان کیا ان مین سے جو لائق

مواضعات دمحال وغیرہ پر متعین ہوئے اُنہون نے بہت روپیہ کمایا مگر جسکو فقط تنخواہ وعطا ملتی رہی اُنہین کچھ حاصل نہین ہوا یہہ سب غالب بچہ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذوالفقارخان احمدخان کے عہد مین تین نوابون کے دروازہ پر نوبت بجانے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمدخان جسکو بڑے نواب کہتے ہین۔ دوسرے ذوالفقارخان جسکو منجھلے نواب کہتے ہین تیسرے دایم خان جنکو چھوٹے نواب کہتے ہین۔ ذوالفقارخان کا لقب یہہ تھا شرف الدولہ ذوالفقارخان بہادر شمشیر جنگ اوسکی مہر پر یہہ شعر کندہ تھا شعر آنکہ دربازوے پاکش قوت خیبری درست + ازعطای احمدی خوش ذوالفقار حیدر است + وہ پرگنہ شمس آباد کا عامل تھا اور اوسکا لشکر علیگنج پٹنہ اعظم نگر مین رہتا تھا جو اب ضلع اٹیہ مین ہی ۱۸۳۵ء تک ایک عمدہ عمارت وباغ ومحلسرا وہان موجود تھی اوسنے شہر پناہ وقلعہ تعمیر کردہ یاقوت خان کی جہان جہان سے مسمار ہوگئی تھی مرمت کروائی۔ (۲) دایم خان اسلام خان چیلہ شمشیر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اوسکے دو بیٹے تھے روشن خان ودایم خان روشن خان نواب احمد خان کے دربارون مین سے تھا جب دایم خان چیلہ سات برس کا تھا ایک روز روشن خان کو اوسنے اپنی پالکی مین بٹھلا کر نواب کے حضور مین لیگیا نواب نے پوچھا کہ یہہ کسکا بیٹا ہی روشن خان نے جواب دیا کہ یہہ میرا چھوٹا بھائی ہی نواب نے اوسکا نام پوچھا کہا دایم نواب نے کہا مین اسی مہتبی کرتا ہون اور اسکا لقب اعظم جنگ محمد دایم خان بہادر مقرر کرتا ہون مگر یہہ علی العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ سن شعور کو پہونچا تو اوسکی شادی بڑے دہوم سے منی بی بی دختر بخشی فخرالدولہ کے ساتھہ ہوئی اوسکے بچپن مین احمد شاہ بادشاہ نے اُسے گود مین لیا تھا اور اپنے ہاتھہ سے اوسکو کھلایا تھا اور اوسکے کندھے پر نقارہ اور ڈھلو کے رکھے تھے گویا اوسے اس صورت سے نوبت عطا کی ۱۸۳۹ء مین اس چیلہ کی تعمیر کروائی ہوئی عمارتین موجود تھین (۱) اسکا بنایا ہوا ایک پختہ پل وسط شہر مین جو باوجود کثرت سے آمدرفت تجارت کے ستر اسی برس تک باقی رہا اور نام اوسکا پل پختہ مشہور ہے (۲) ایک باؤلی معہ زینہ کے واقعہ مورد دروازہ کے پٹھانپور اوسکا بنوایا ہوا ہی اور اگرچہ بے مرمت ہی مگر ہنوز موجود ہی (۳) ایک مکان قلعہ کے اندر امام باڑہ کے

شمال کی طرف ہی اس مین احمد یار خان نایب رہتا تھا جو ۹ دسمبر ۱۸۳۹ء مین فوت ہوا اور ۱۸۴۰ء مین یہہ مکان بہت بہادر کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۴) دایم خان کی محلسرا قلعہ کی ایک جانب نشیب مین تھی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خانہ باغ تھا اوس کی اولاد نے کھود کھود کر اس مکان کی اینٹ لکڑی سب فروخت کر ڈالی اور زمین کاشتکاروں کے حوالہ کردی (۵) اوسنے مئو کے چھاؤنی پر ایک باغ چار باغ نام لگایا تھا جو نواب زمیر کے قبضہ مین تھا (۶) اوسنے ایک باغ مدار دروازہ کے پاس لگایا اور اوسمین پختہ کنوان بنوایا اسمین چار لاٹ تھے اسکے نشانات ۱۸۳۹ء تک باقی تھے ۔ (۷) چھبرامئو کے پاس دایم گنج نام ایک موضع ہی جو اوسنے اپنے نام سے بسایا ہی جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے نواب کے قبضہ مین تھا تب تک دایم خان پرگنہ ساہور اکبرپور کا براے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور مین واقعہ ہی جاگیر کچھیرایان واقع پرگنہ مذکور پٹھان الماس علیخان عامل اودھ نے اسکے قبضہ مین رہنے دی یہہ جاگیر اوسکی اولاد کے قبضہ مین ۱۸۴۵ء تک رہی کہ اوس سن مین یہہ جاگیر ڈگری دیوانی نیلام ہوگے اور مثل جنٹی مقدمہ نمبر ۱۸۵۰ء کے دیکھنے سے واضح ہی کہ جمیر والد دلیر علیخان پسر دایم خان شامل ہی کہ بعد وفات دایم خان جاگیر ضبط ہوکر مذریعہ چٹھی ۲۶ جنوری ۱۸۵۰ء وثیقہ سو روپیہ ماہواری منظور ہوا دایم خان اپنے کام کیطرف توجہ نہین کرتا تھا اور کام اپنے کارندون کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب کسب کرتے تھے اسوقت نواب دایم خان اپنی جیب خاص سے مالگذاری ادا کرتا تھا یا احمد خان سے التجا کرنی پڑتی تھی اوسکو شب و روز اپنے کام سے فرصت نہین ملتی تھی اوقات شبانہ روزی شکار مین یا باز و جرہ و بہری کے شکار مین تیتر و چیتے کے شکار مین کشتی بازی و ورزش میں اور گانا سنے اور ناچ دیکھنے مین بسر ہوتی تھی نواب احمد خان نے اسکو لاکھون روپیہ نقد و جنس مین دیا تھا مگر سب اُسے عیش و عشرت مین اڑا دیا منی بی بی سے اوسکے تین بیٹے پیدا ہوئے اول دلیر علیخان جسکا لقب فتح جنگ تھا دوم رستم علیخان سوم احمد علیخان ۔ دلیر علیخان کے مدار خان نام ایک بیٹا تھا جو فقیر ہوگیا اور تب

اوسکا لقب مہدی شاہ ہوا۔ رستم علیخان لاولد رہا لیکن ایک زوجہ پیاری بیگم نامے چھوڑی۔
احمد علیخان کی فقط ایک بیٹی مسمات مبارک النسا بیگم تھی جسکی شادی کوئل کے متصل ایک گانون کے پٹھان کے ساتھ ہوئی تھی۔ دایم خان کے بہت سے حالات ہمکو نہیں ملتے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتاب لبح تاریخ کی تصنیف مین شریک تھا مجتمع کئے ہین اوسکا دادا سید غلام حسین چالیس برس تک دایم خان کا نوکر رہا اور فرخ آباد مین دایم خان کے پھاٹک پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین مذکور نے ۱۲۲۶ ہجری مطابق ۱۸۱۱ تا ۱۸۱۲ء مین جہان سے انتقال کیا (۳) فخر الدولہ یہہ شخص نواب محمد خان کا چیلہ تھا یہہ نواب احمد خان کا بخشی اول تھا نواب احمد خان کے آخر عمر مین اور مظفر جنگ کے ابتدائے عہد مین زمانہ اس سے بہت مساعد رہا ۱۸۳۳ء لغایت ۱۸۳۵ء مین قتل ہوا بہشت باغ مین مدفون ہوا (۴) رحمت خان یہہ نواب محمد خان کے چیلہ جہان خان کا بیٹا تھا یہہ دوسرا بخشی مقرر ہوا تھا یہ اہل علم کا دوست تھا تمام عمر اپنی صوم وصلواۃ مین بسر کی یہہ شخص سخاوت وشجاعت مین شہرت رکھتا تھا۔
(۵) حاجی سرفراز خان یہہ شخص تیسرا بخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہہ تھا کہ ہر جملہ کے ساتھ بسم اللہ کہتا تھا۔ (۶) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون مین اسکا نمبر ۲۹ سی یہہ چوتھا بخشی تھا
(۷) مہربان خان یہہ نواب کا دیوان تھا اور یہہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جسکے پدر نے الہ آباد کے محاصرہ مین اسکو نواب کے نذر کیا یہہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا ہی نہایت فصیح وشستہ تھا ومفتی ولی اللہ نے کچھ اوسکی نظم سے منتخب کیا ہی۔ اوسوقت کے مشہور شعرا مرزا رفیع السودا و میر سوز عرصہ تک اوسکے ملازم رہے ہین (۸) اسلام خان کسی زمانہ مین یہہ میسر بخشی تھا قلعہ مین ملنیوالے کے قریب اسکا ایک مکان تھا جسمین ۱۸۳۹ء مین نواب تجمل حسین خان مظفر جنگ سکونت رکھتا تھا کہ نواب احمد خان نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے کئے بیٹے ہین اُس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے ہین امانا کرمنا بقوا رحمنا برہنا نواب نے اسکے بہت عیال دار ہونے پر ہمدردی کرکے اُسے کاسگنج کا فوجدار مقرر کردیا کاسگنج ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے اسلام خان حسب معمول نواب کے چند پیادے اور دو ضرب توپ لیکر اوسطرف روانہ ہوا جب صراف اور زمیندار فوجدار کو نظر دینے آئے اوسنے

اوسنے دربار عام مین سب سے کہا مین فقط روپیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہون لہذا آٹھہ روز کے عرصہ
مین جتنے مالدار ہین سب ملکر ایک لاکھہ روپیہ مہیا کردین اور تمہارے نام لکھہ دونگا کہ زر مذکور مالگذاری
سے ادا ہوتا رہیگا سب نے عذر کرنا شروع کیا تب اوسنے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آبرو
کی ڈر سے دوسرون نے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہین سب نے متفق ہوکر ایک لاکھہ کی فکر کردی اور
اسلام خان نے اُنکو تسک لکھدیا تب اوسنے مئو شمش آباد و قایم گنج کے پٹھانون کو لکھہ بھیجا کہ
جو لوگ نوکری کرنا چاہین انکو میرے پاس بھیجدو اور بارہ سال کی عمر سے ساٹھہ برس کی عمر تک جسکو
نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اُسپر لعنت ہے ایک مہینہ مین اوسکے پاس
پانچ ہزار آدمی جمع ہوگئے تب اوسنے کاسگنج سے ماہر ا کیطرف کوچ کیا اور ہاتھرس اور مرسان کے
راجاؤن کے موضعات لوٹنے شروع کئے یہہ دونون مقام اب ضلع علیگڈہ مین واقع ہین لوگون نے
کہنا شروع کیا کہ یہہ کس قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجاے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبرگیری کرے یہہ
فوج جمع کرکے لڑنے گیا ہے۔ نواب احمد خان کو خبر پہونچی کہ اسلام خان نے کاسگنج کے مہاجنون کو دھمکا کر
اُنسے ایک لاکھہ روپیہ وصول کرکے ایک فوج جمع کی اور مرسان کے جاٹون کے گانون لوٹ لئے
اور کہتے ہین کہ وہ فیروز آباد کو پہونچ گیا ہے اور اپنے سوارون سے اوسکا محاصرہ کرلیا ہے اور جب تک
بیس ہزار روپیہ نہین لے لئے وہان سے نہین ہٹا۔ نواب احمد خان نے شتر سوار کے ہاتھہ ایک
پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ مین نے تم کو اسواسطے مقرر کیا کہ تمہاری اوقات بسری اچھی طرح سے
ہو تم نے یہہ کیا کر رکھا ہے غیرون کے ملک کو سب طرف سے لوٹ کر تم نے ہمین بدنام کر رکھا ہے
اسلام خان نے جوابدیا کہ آپ کی نارضامندی کی کوئی وجہہ نہین ہے دو مہینے کے عرصہ مین آپکو
مین دہلی کے تخت پر بٹھلا دونگا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہوگئے ہین ہاتھرس
کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھہ بھیجے کہ ہمارے ملک پر پٹھانون نے حملہ کیا ہے نواب نے جوابدیا
کہ ایک چیلہ یعنی ہوگیا ہے تم اوسکو سزا دو تب ہاتھرس کے راجہ نے بہرتپور کے راجہ سے کہ وہ بھی
جات تھا اور اوس سے رشتہ رکھتا تھا مدد مانگی اور اوسنے ایک ہزار آدمی بھیجے کئی لڑائیان

ہوئین اور دونو جانب سے بہت سے آدمی کام آئے آخرالامر اسلام خان کی فوج نے شکست
کھائی اور اسکا سب روپیہ صرف روپیہ صرف ہوگیا تب اسلام خان اپنے ایرانی گھوڑے پر سوار ہوکر
ایک روز مین مُرسان سے فرخ آباد پہونچا اوسکے آنے کی خبر سُنکر نواب نے اسکو طلب کیا
اور اُس سے کہا کہ تمنے یہہ کیا بدذاتی کا کام کیا کہ ملک کو لوٹنا شروع کیا اوسنے جواب دیا کہ مین
نے یہہ مصوبہ کیا تھا کہ دہلی کو فتح کرکے نواب کو تخت شاہی پر بٹھالون مگر کیا کیا جاوے کہ
قسمت مین ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بعد مدت دراز پر اوسکو نجبتی کا عہدہ ملا اوسکی کل فوج بے سردار
ہوکر منتشر ہوگی کہتے ہین کہ یہہ چیلہ قوم کا کلار تھا اسکے پانچون بیٹے شیعہ ہوگئے اور دوان مین سے
فرخ آباد کی کربلا مین محرم مین قتل ہوئے اُونکے نام یہہ ہین ابراہیم خان رحمن خان
ایک بیٹا رحمت خان سوار لوالی کے دروازہ پر خانہ جنگی مین مارا گیا چوتھا بیٹا اپنی موت سے مرا
پانچوان بیٹا امان خان نام ۱۲۳۹ھ تک یعنے جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی ہے زندہ موجود تھا
اسلام خان بارہ لڑائیون مین کیا تھا اور بہت سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شراب پیتا تھا
مگر مظفر جنگ کے زمانہ مین فرخ آباد مین شراب پینا معیوب نہ تھا اگر کوئی دوست اوس سے
اوسکا مذہب پوچھتا تو وہ کہتا کہ اللہ کے سوائے مین کسی کو نہین جانتا میرا کلمہ یہہ ہے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَحْمَدُ خَانٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کیونکہ اوسنے مجھے ہندو سے
مسلمان کیا ہے وہ شراب کا اسقدر عادی تھا کہ مرتے وقت تک اوسکے پاس صراحی و پیالہ
موجود تھا اور وہ گھنٹہ دو گھنٹہ قبل از موت اپنے بیٹون سے مانگ مانگ کر پیتا جاتا تھا
اوسوقت ایک بیٹے نے کہا خانصاحب یہہ آپ کی موت کا وقت ہے آپ شراب سے توبہ کیجئے
خدا غفور الرحیم ہے آپ کو معاف کریگا اوسنے جواب دیا بیٹا حالت صحت مین مین نے توبہ نہ کی تو
اب کیا کرون جام لاؤ اور لب تک بھر دو اوسنے اوس جام کو پیا اور زندہ دیر مین مرگیا چونکہ وہ
آزاد منش آدمی تھا ایک مرتبہ اُسنے مومن کو توال مقرر کرکے بھیجا اور وہان اوسنے بخوبی انتظام
کرلیا ایک روز ایک پٹھان سنے اوسکے ایک چھڑی ماری وہ وہان سے چلا آیا اور نواب سے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنے پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو چیونٹی کہتے ہین باعث اسکے زود رنج ہونے کے معلوم نہین کہ یہہ وہی دلاور علی خان ہی جسکا مذکور کالی راے کی کتاب مین ہی کہ وہ اعظم نگر کا عامل تھا وہ شخص قوم کا ٹھاکر وہان سنگہ کا بیٹا تھا اور تیج سنگہ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروغہ اشتران (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع الدولہ بھی کہتے ہین خانسامان کے عہدہ پر متعین تھا (۱۲) شرف خان میر ترک یہہ محمد خان کی رعیت کا چیلہ تھا (۱۳) جواہر خان عرض بیگی (۱۴) بخت بلند خان ظاہر مین یہہ یار بہادر کا بیٹا معلوم ہوتا ہی جسکا مذکور کالی راے نے کیا ہی (۱۵) مبارک خان (۱۶) باریدخان خانسامان (۱۷) صوفی خان اصل مین یہہ دولت آباد پرگنہ سکراوہ کا ٹھاکر گوہر سنگہ نام تھا پرگنہ سکراوہ مین مجھہ پور اوسکے جاگیر مین تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) ظرافت خان امراوزادہ فرخ آباد اور قنوج کے راستے پر اوسنے ایک گانون بسایا ہی لیکن ۱۸۳۹ء مین بجز ایک پختہ پھاٹک کے اور کچھہ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طالعور خان (۲۴) شمشیر خان (۲۵) بارا خان مسجد والے (۲۶) مہتاب خان (۲۷) پہاڑ خان (۲۸) شادل خان (۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیکنام خان (۳۲) مظفر دل خان (۳۳) منور خان (۳۴) کالیخان عرض بیگی (۳۵) محمد یار خان رائی پوری علاوہ انکے سیکڑون غلام تھے کوئی طلائی عصا بردار تھے اور کوئی رنگین بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سر پر فرلباشی کلاہ رہتی تھی بہتیرے تو اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کاموں پر مامور تھے کوئی آبدار تھے کوئی مہتمم حمام تھے کوئی وضو کرانیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی مگس ران کوئی پان بنانیوالے کوئی جوتا لینے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خوابگاہ پر ایک معتمد خادم شاہ بیگ خان بیگ مقرر تھا اور اندرونی و بیرونی دیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و نجف خان چیلے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد تھی ۔

حالات نواب مظفر جنگ

جب نواب مظفر جنگ اپنے باپ کا جانشین ہوا اوسوقت اوسکی عمر صرف ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی لیکن اختیار حکومت کو چند عرصہ تک بخشی فخر الدولہ نے دیانتداری سے انجام کیا جسکا پہلا کام یہہ تھا کہ اوس ہنگامی کو کہ جسکو مرتضی خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اُٹھایا تھا فرو کرے اوس زمانہ مین اوسکی حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اثنناء راہ مین قنوج مین تھے جبکہ اُنہون نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ اوسکی خاص مشیر کار حسام الدین خان نے بارادہ لینے ملک فرخ آباد کے ایک ضروری پیغام بغیر اعانت مہداجی سیندہیا کے بھیجا جو کہ اوسوقت دوآب کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ دفعتاً خدا گنج کی راہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد کو روانہ ہوئے اور عین مقام موضع سرپا مین خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے فخر الدولہ نے پٹھانون کی ایک بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سامان کیا اوسوقت اوسنے بادشاہ کو بغرض مصالحت ہو جانے کے عاجزی سے تحریر کیا۔ حسام الدین خان نے بامید اسکے کہ مرہٹون کے پہونچنے پر مین اپنے خاص طور سے اس معاملات کے طے کرنے کے قابو رکھونگا ہر قسم کی عداوت برپائی اوسوقت فخر الدولہ نے نواب نجف خانسے اسکی گفتگو شروع کیا جو سلطان کے جلو مین تھا اور چند لاکھ روپیہ بادشاہ اور دیگر لوگ نواب نجف خان کو دیکر نواب مظفر جنگ نے جانشین کرانے مین کامیابی حاصل کیا نواب مظفر جنگ بہمراہی اپنے ۶۳ بھائیون اور خاص خاص آدمیون کے بادشاہ کے لشکر مین بحفاظت تین ہزار فوج کے داخل ہوا۔ نواب اور اوسکے بھائی دلیر خان حاضر ہوئے اور معمولی خلعت اُنکو عنایت ہوئے اوسوقت سلطان شاہ عالم نے گنج کو جو کہ ضلع مین پوربی مین ہے روانہ ہوا جہان کہ وہ تین مہینے تک مقیم رہا وہان مہداجی سیندہیا بھی بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہونچا اور شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹا اپنے آنے سے پہلے اوس معاملہ کے طے ہو جانے اور اس امر کے دیکھنے سے کہ میری دوسری تدبیرین فرخ آباد سے انتقام لینے مین رک گئی نہایت رنجیدہ ہوا

اب مرتضی خان اور عبد المجید خاں نے اور زیادہ تر ہنگامے برپا کئے نواب قایم جنگ کی بیوہ عورت کو اپنے ساتھہ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسنے آفریدیون کو بھرتی کیا اور امیٹھی مین جوکہ عین حوالیہ شہر مین ہی اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا - فخر الدولہ نے اپنی فوج سے اوس مقام پر پہونچکر حملہ کیا - مرتضی خان زخمی ہوا اور قید کر لیا گیا - بعد ازان وہ قید خانہ مین مرگیا اُسکے تھوڑے عرصہ کے بعد فخر الدولہ کو نامدار خان چیلہ نے جوکہ مرتضی خان کا رفیق تھا قتل کیا بخشی کو بھیلہ ایک ضروری پیغام کے شب کو اُسکے مکان سے بولایا اور اوسکے باہر آنیکے ساتھہ ہی اُسکا سر کاٹ لیا بعد ازان قاتل اوسکا دربار عام مین مرتضی خان کے مکان پر قتل کیا گیا اوسوقت تین ۱۷۷۲ء و ۱۷۷۳ء بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئے اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار پاساڑھے چار لاکھہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا بعد چند ایک جزو اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپنیوں کی تنخواہ کیلئے تعین کیا گیا چونکہ فوج فتحگڈھ مین مقیم تھی حسن رضا خان جو فخر الدولہ کے بعد مقرر ہوا کچھہ فرخ آباد سے لشکر لیکر اکتوبر ۱۷۷۳ء مین سراج الدولہ کے اٹاوہ فتح کرنے مین شریک ہوا - نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اُسکے ساتھہ تعظیم و تکریم سے پیش آیا - اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈھ مین نور یا گنج و ہردوا گنج کو روانہ ہوا - اوس سال مین محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جوکہ شیعون کی بستی ہی انجام دیئے گئے حکایت یہہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنہ جات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام و ترواہ ٹھٹھیا اور سکت پورا و رسیقدر حصہ سارنح سے مرہٹونکو بیدخل کر دیا جو ٹکڑہ زمین کہ اسطرح سے اودھ مین حاصل کی گئی تھی وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگئی ماسوائے چھبرامئو و سکراوان کے اور شاید بہت سے حصہ سارنح کے اون دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تھوڑے عرصہ کے الماس عہ خواجہ سرا جو اوس زمانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہہ تھا کہ اوسنے اپنے ماتحتون کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمین کو جنکی وہ قدیم مالک ہین چھین لیویں

راجہ تروا وٹھٹھیا و نیز چودھری شیونگڈھ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا۔ کالی ندی کے جانب شمال مین جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے پایا فی الحقیقت کہ سلطنت مین تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف رعیت کی حالتون مین پیدا ہوا اسمین شبہہ نہین کہ اوس دریا کے اوتر کنارہ کے رہنیوالونکی نسبت دکھن کنارہ کے رہنیوالون پر نظام حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا۔ اس فتح سے واپس آتے ہوے نواب شجاع الدولہ مئو ہوتے ہوئے طرف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے گیا جہان وہ انگریزی فوج تھی جا ملا جو کہ حمت خان اور روہیلون کے مقابلہ کو جاتی تھی اور لڑائی موضع کٹرا مین جو ضلع شاہجہانپور مین واقع ہی جہان حافظ رحمت خان مارا گیا۔ نواب مظفر جنگ موجود تھا اور سردران روہیلہ کی بہت سے سرشتہ ۱۷۷۴ء مین بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لائے گئے اور یہہ واقعہ ۱۷۷۴ء مین وقوع مین آیا بوقت واپسی فرخ آباد کے نواب مظفر جنگ اپنے ساتھ قواعد دان فوج لکھنو کی لایا جسکی اعانت سے اوسنے بنگش کے سپاہیون کو جو کہ اوسکی دارالسلطنت کے محلہ بنگش پورہ مین آباد تھے سخت سزا دی اور قریب قریب سب کو خارج کر دیا۔ چونکہ اس دھمہ سے کہ قوم مذکور بر وقت شامل ہونے مہم اٹاوہ کے اُنہون نے نہایت بدطریق سے برتاو کیا وہ باغی ہوگئی اسوجہہ سے کہ اونکی تنخواہ باقیات ادا نہین کی گئی اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھ کر یہہ اشتہار دیتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کرینگے لشکر مین دھوم دھام مچائی اس زمانہ مین انگریزون کا تعلق اوس ضلع کے ساتھ ہونا شروع ہوگیا اور فتحگڈھ کے بازار کی بنیاد اور چھاونی کی تعمیر بھی ہونے لگی۔ بذریعہ عہدنامہ فیض آباد کے جسپر شروع ۱۷۷۵ء مین اودھ کے نواب صف الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ اقرار کیا گیا کہ اودھ کے ملکون مین کمپنی کی ایک قواعد دان فوج مقیم رہنا چاہیے۔ نواب صف الدولہ نے پھر دوسری فوج کے واسطے درخواست کی جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹن سپاہیون کی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سوارون کا شامل رہے جو لشکر کہ اس طور سے تیار ہوئے وہ ۱۷۷۵ء مین کمپنی کے لشکر مین شامل ہوے اور فتحگڈھ مین تعینات ہوئے یہہ چندروزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سالانہ خرچ نواب اودھ کا اس مین ۲۲ لاکھ روپیہ پڑتا تھا ۱۸۵۸ء مین نواب اودھ نے اس کمپونی
خرچ سے سبکدوشی پانے کی التجا کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی بعدازان اس فوج نے راجہ
چیت سنگھ بنارس کے معاملہ مین بھی اچھی کارگذاری کی - ۱۹ ستمبر ۱۸۸۱ء اقرارنامہ کے بموجب
وہ چنیدروزہ کمپونی بہادر کے ملک مین واپس آنیوالا تھا مسٹر ہنسٹنگ نواب گورنر جنرل نے اوس
شرط کو پورا نہین کیا لیکن انہون نے ۱۸۸۴ء کو لکھنو مین جاکر عہدنامہ کی تجدید کی - جو حکم کہ
اس معاملہ مین ہوا تھا اوسکو انہون نے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا - کلکتہ مین پہونچکر صاحب ممدوح کو
دریافت ہوا کہ اوسکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی - پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
غرض کیواسطے کلکتہ مین تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور مین دوبارہ استدعا کی گئی
لیکن نتیجہ اوسکا ویسا ہی بے سود ہوا - نواب مظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت مین یہہ بات خاص
کرکے مشہور تھی کہ نایب یعنی وزراے اعظم یکی بادیگرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے - ان نائبون
مین سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہین بہت سے پھانسی دیئے گئے اور دیگر جلاے وطن کئے
گئے - بلکہ نواب کے سسر غضنفر خان اور اونکے سالے امین الدولہ بھی تھوڑی مدت تک
اوس کام کے لایق انجام کرنیکے نہ تھے - منجملہ اور ظلمون کے ایک یہہ ظلم تھا کہ نواب نے تمام وظیفہ اور
جاگیرین جو کہ اونکے چچیرے بھائیون یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھین ضبط کرلیا - اونہون نے
بارہ برس تک اپنی کوئی دادرسی نہین پائی اور نہایت مفلس ہوگئی - یہہ صرف انگریزون ہی کے ذریعہ
سے ہوا کہ اونہون نے اپنے حقوق کو واپس پایا - تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھ روپیہ خراج کا جو
انگریزون کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا - ایک انگریزی رزیڈنٹ ۲۲ مئی ۱۸۰۸ء کے بعد فرخ آباد
مین مقرر کیا گیا اور کسیوقت مین سٹرسی صاحب بھی اوس عہدہ پر تھے - بعدازان مسٹر جان ولس صاحب
مقرر ہوکر ۲۵ فروری ۱۸۰۸ء کو فرخ آباد مین پہونچے اور پھر وہ سولہ ماہ کے بعد واپس کئے گئے
جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر ہوئے امین الدولہ اونکی عہد وراثت مین وزیر لکھنؤ کے ساتھہ کلکتہ روانہ
ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ رزیڈنٹ یعنی سزاول جیسا کہ اوسوقت ہندوستان اوسکو کہتے تھے

بولایا گیا تو نواب نے اپنی بہ نسبت یہہ مشہور کیا کہ ہماری کوشش سے یہہ ہوا ہی لیکن زیادہ یہہ سمجھنا چاہیئے کہ حکام کلکتہ کی رای سے زیادہ تر یہہ تبدیلی ہوئی اور اس زمانے مین معلوم ہوتا ہے کہ نواب کا چھوٹا بھائی دل دلیر خان مخفی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ کے مخالف چند معاملون مین ہوئے اوسکا وظیفہ بند کر دیا گیا اور جبکہ انگریزی رزیڈنٹ چلا گیا تو اُنہون نے بھی فرخ آباد کو چھوڑ کر بنارس مین قیام اختیار کیا۔ اوسکو ایک معقول وظیفہ فرخ آباد سے ملنے لگا اور وے اوسوقت تک بنارس مین مقیم رہے جبکہ اُنہون نے جنوری ۱۸۱۰ء مین خودکشی کی فرخ آباد کے معاملات والا ن ہیسٹنگ صاحب کے الزام کا پانچوان دفعہ قایم ہوا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس الزام کے قایم ہونے کی بنیاد یہہ تھی کہ رزیڈنٹ کو مقرر کیا باوجود اسکے کہ اوسکو بولا لینے کا وعدہ کیا تھا یہہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کا جوان آدمی تھا۔ ملک کے نسبت یہہ مذکور ہے کہ الماس علیخان عامل اودھ نے قصبہ دھرہرہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مئو اور سوج ہمیشہ تاراج ہوتے رہے فتحگڑھ کے قریب کے گھاٹ اور ترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی لے لیا تھا اور اوسیوقت چار پرگنون کے زمینداروں نے اپنے اپنے قلعہ مین اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا۔ وہان پر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب وزیر اور اُوسکے نایب لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڑھ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور بینی ویوان یعنی صلاح کارون نے باری باری سے دست اندازی کی تھی اپنے عہد سلطنت کے اخیر حصہ مین نواب مظفر جنگ نے چار لاکھ روپیہ خراج کے تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود ایک مرتبہ وہان گئے لیکن اوسکی کوشش نے کچھ فائدہ نہین اُٹھایا وہ اوس شخص کے ہاتھ سے تھوڑا بچ گیا جسکو کہ وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر امادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی جس نے اس مشکل مین اُوسکی جان بچائی تھی اب تک ۱۸۲۳ء مین زندہ تھا اور مبلغ ایکہزار دوسو روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ ۱۷۹۴ء مین فرخ آباد کے کمپو نے تدبیر حکومت

سر رابرٹ اپر کومی کے دریاے گنگ کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے باغیون کو بریلی کے قصبہ
ہنتوڑہ مین شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد
بتاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لیڈن
صاحب بہادر رزیدنٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
مین آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علیخان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا جہان
وہ ۱۸۴۲ء کے بعد مرگیا اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۲۳ء مین جو کہ منجانب امین الدولہ
حسب فہمایش ایجنٹ بحضور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہے اوسوقت مین کہ جب رستم علیخان
فرخ آباد کو واپس آکر نواب شوکت جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعوی پیش کیا تھا لیکن اوسوقت
مین خونریزیان اوس ضلع مین عام ہوگئی تھین ۱۷۹۸ء مین رعایا کی شکایتین نسبت ڈاکون کی اور اونکی
بیشمار خونریزیون کی تحریر ہونے لگین۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولی امراو بیگم دختر خدا بندہ خان کی
تھی جو جاگیر دار قصبہ سکراوان اور بارھوین بیٹے نواب محمد خان کی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۶۰ء
مین اونسے شادی کی اور اونکے بطن سے پانچ لڑکیان اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
باپ کے حین حیات مین انتقال کرگئے۔ امراو بیگم جسنے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۱۰ء کو انتقال کیا اپنی کل
جایداد مذکور مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۸۱۰ء مشتمل اوپر ۴۰۸۰ ایکڑ اراضی واقع پرگنات
شمس آباد و بھوجپور و کمپل و محمد آباد و حاطہ سئو و پہاڑہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلاور جنگ
ولد حسین علیخان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیان تھین اول علی محل
مادر امداد حسین جو اوسکا جانشین ہوا دوئم بی بی کریما سوئم چنسرہ چہارم بی بی اچپال جو
۱۸۴۳ء تک زندہ تھی موجب دستور خاندان کے اوسکی لڑکیون نے اپنے چچازاد بھائیون سے شادی
کی۔ ساڑھے سولہ پرگنہ جات مشہورہ جو کہ فرخ آباد کے ملک مین شامل تھا احمد خان کے گذشتہ
سنوات سے لیکر ۱۸۰۳ء مین قایم رہا ہے سابق حالات مین مذکور ہوچکی ہین منجملہ ۳۲ محال سابق جو
مقبوضہ احمد خان کے تھے مفصلہ ذیل ضائع ہوگئے اول ۱۷۹۲ء مین اور بعدہ بطور دوامی ۱۸۰۳ء

مین قبضہ سے نکل گیا۔ اول بھون گانون[۱] سکیٹ[۲] سورون[۳] اوساخت[۴] تالگرام[۵] قنوج[۶] بلہور[۷] شاہ پور[۸] اکبر پور[۹] شیورا جپور[۱۰] موسی انگر[۱۱] بھوگنی[۱۲] لور[۱۳] ساران[۱۴] سکت[۱۵] لور[۱۶] ارمی[۱۷] پھپھوند[۱۸] اٹاوا[۱۹] مہرآباد[۲۰] امرت پور[۲۱] لیکن بحال دوا ور تین اور سترہ کے ضایع ہونے کے نسبت جو اس فہرست مین ہے شبہہ ہے اونکے جو موقع وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ وے علاقہ نواب بنگش بدستور شامل تھے۔ نواب مظفر جنگ کے زمانہ مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالگذاری ساڑھے سولہہ محال کے قریب پندرہ لاکھہ روپے کی تھی۔ نواب مظفر جنگ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ کو زہر دیا اور دوسرے لڑکے نواب نصیر جنگ نے اپنے موروثی ملک کو انگریزون کے سپرد کر دیا یہہ امر صاف صاف ذیل کے فارسی بیت مین جو اس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہی درج ہی ؎

قرنواب رشید دو پسر بد نہاد ۔ یکے زہر داد و یکے شہر داد ۔ یعنی یہہ کہ نواب کے دو اولاد تھین سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے شہر دیا۔ گدی کے دو دعویدار ہوئے۔ چیلہ کان پریل اور محمدی خان نے نواب سابق کے مجھلے لڑکے امداد حسین نصیر جنگ کو پیش کیا جو اوسوقت مین ۱۳ خواہ ۱۴ برس کا تھا۔ دوسری طرف سے امراؤ بیگم نواب مظفر جنگ کی پہلی روجہ نے مددگاری کی اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بڑے بڑے بھتیجے دلاور جنگ بیٹے امین الدولہ کو پیش کیا فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخرش وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب ناصر جنگ بنگرانی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہیے لیکن اور دوسرے معاملات مین امین الدولہ اختیار تام رکھین۔ لارڈ ولیسلی صاحب بہادر جو ماہ گست ۱۸۰۱ء مین فرخ آباد کو تشریف لیگئے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہین کہ امین الدولہ نے اپنی ذاتی کجی اور اوس خراب طریقہ اپنے بھتیجے کو فریب دیا تھا انگریزون مین ریجرڈ نسیوم کا خطاب حاصل کیا۔ ریجرڈ سیوم کا قصہ صفحہ ۲۹ مین علیحدہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی اوقات گوئون کے ساتھہ برباد کرتا اور خود بھی اونکے فن مین ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا گاتا تھا

جیسا کہ پیشہ ور گویا۔ شاعروں اور گوئیوں کا ایک ماہانہ جلسہ اوسکی یہاں ہوا کرتا تھا اور اوسکی مالیتہ اوقات پتنگ اور کبوتر اوڑانے مین بالکل صرف ہوتی تھی وہان یکے بادیگرے بہت سی عورتین تھین جو اسپر زنی آستہ یار تھین سب سے زیادہ مشہور بی بی شرفو اور بی بی عنمون تھین۔ نواب نے ایک مہر کندہ اور منقش بی بی عنمون کو عطا کی تھی۔ یہہ بات دیکھکر کہ نواب صاحب اس حضیف الجرکانی مین مبتلا تھے۔ امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ نانکار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا حکایت یون مشہور ہی کہ بہ سبب اس تخفیفی وظیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی ابتدا ظاہر ایک نازنگی بلا اجارت نواب امین الدولہ توڑ لینا بیان کیا جاتا ہے جس کے جہت سے ۱۸۰۱ء مین بریلی تک جانے کی نوبت پہونچی ہمان ازبیل ہنری ویلسلی صاحب اوسوقت نئے ملکون کے بندوبست کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا۔ بدریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۰۱ء کے صرف نواب وزیر کے پرگنہ جات واقع ضلع ہذا سپرد نہین کئے گئے۔ بلکہ اوس ساڑھی چار لاکھ روپیہ خراج کے ساتھہ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودھ کو ملتا تھا اب نواب امداد حسین بے یہہ قصد کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دینگے چنانچہ بتاریخ ۱۰ جون ۱۸۰۲ء مقام بریلی مین ایک عہدنامہ پر نواب کا دستخط ہوا جسکے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بعوض مبلغ ایک لاکھ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا سپرد کیا عبارت عہدنامہ بتفصیل ذیل ہے عہدنامہ درمیان ازبیل ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب امداد حسینخان کے واسطے سپرد کرنے ازبیل ایسٹ انڈیا کمپنی کو دایمی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اوس کے متعلقات کو بعوض خراج باداے مالگذاری نواب مذکور سے ازبیل کمپنی کو طے پایا ایک جانب بذریعہ ازبیل ہنری ویلسلی صاحب لفٹنٹ گورنر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ کے باختیار کامل جو اسکو دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اوس غرض کے لئے اور دوسرے جانب نواب امداد حسین خان بہادر نصیر جنگ بذات خود اور اوسکے ورثہ اور اوسکی جانشینون کے۔

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کیجاتی ہی کہ صوبہ فرخ آباد اور اوسکے متعلقات دایمی حکومت کے لئے انر بل اسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کیا جاوے من ابتداے سنہ ۱۲۱۲ فصلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو بہ اشتثنای ذیل کے کمپنی کو مستقل کرتے ہیں۔

شرط دویم

بنظر پرورش اور اقتدار نواب امداد حسین خانصاحب بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہی کہ اونکو نو ہزار روپیہ موازی یعنے ایک لاکھ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا جو کہ اونکے ورثہ اور جانشینون تک جاری رہیگا اور کسیوجہہ موجہہ سے اوسمین کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہہ بھی اقرار کیا جاتا ہی کہ نواب مذکور کے تمام مواقعہ بموجب اونکے درجہ کے اعزار و اکرام کا برتاو منجانب برٹس گورنمنٹ بطور ایک دوست کے کیا جاویگا۔

شرط سیوم

انر بل لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہین کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات امام باڑہ کے دیا جاویگا اور تین ہزار چھہ سو روپیہ سالانہ نواب مظفر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ مین جسکو کہ امراؤ بیگم اب تک دیتی آتی تھین نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاویگا جو کہ کمپنی کے سول افسر کو اوسکی رسید دیوینگے بشرطیکہ دیکھا جاے کہ یہہ وظیفہ امراؤ بیگم برابر ادا نہین کرتی تھین۔

شرط چہارم

نواب کی خواہش کے بموجب باغات جو کہ سابق مین اونکے باپ کی ملکیت تھی اور موضع سرمایت پور اور فرخ آباد کے قلعہ کے مکانات اور رانی صاحبہ کی جایداد ملکیت جداگانہ سمجھی جاوینگی بشرطیکہ کوئی دوسرا شخص اس ملکیت کا جایز طور پر مستحق نہ ہو۔

شرط پنجم

وہ تفصیل وار فہرست جسکو کہ نواب نے نامہ متعلقین اور مصاحبین خاندانی کیواسطے پنشن کے دیا۔ فہرست پیش کردہ خرومندان سے بہت امورات میں مختلف ہیں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے وہ شرط اُن اشخاص کے لئے کی گئی جنکے استحقاق پنشن کی پوری بنیاد اسکے ہو یہہ شرط کیجاتی ہے کہ حقوق مختلف دعویداروں کا بذریعہ اوس سول افسر کے تحقیقات کیجاوینگی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر کرے بشمول نواب کے اور اسناد بدستخط اور مہر مشترکہ منظور کیجاوینگی کہ جسکے اسناد کی رو سے پنشن یافتہ لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر موثر نہیں ہوسکتی لیکن اُنکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں کیجاتی اور بموجب منشاء برٹش گورنمنٹ کے بلا جانب داری حکومت انصاف فرخ آباد کے صوبہ کے درمیان جاری رہے اسلئے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعوی بنام متعلقین نواب کے پیش کیجاوے تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاویگا اور بحالت نہ ہونے دادرسی یعنی برناراضی فیصلہ نواب وہ دعوی عدالت دیوانی سے فیصل کیا جاویگا۔

شرط ہفتم

بموجب درخواست نواب اشخاص مذکورہ ذیل کو وظیفہ دیا جاویگا اور اوسوقت تک قایم رہیگا جب تک اونکی چال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان مسلح پانچہزار روپیہ سالانہ ہرمل خان اور محمد خان پانچہزار روپیہ سالانہ۔ حمار بخش نے وکیل منجانب جسکو کہ حاضری عدالت وغیرہ کے لئے فرخ آباد میں مقرر کیا چار ہزار روپیہ سالانہ۔ احمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

معافی اراضیات اور روزانہ اور سالانہ پنشن اور جاگیر بحال رہیگی اگر تحقیقات جائز سے یہ معلوم ہو
کہ وہ نواب مظفر جنگ کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط نہم

یہہ صلحنامہ مشتمل اوپر نو شرائط کے شہر ربلی مین ۴ جون ۱۸۰۳ء مین مطابق ۳ صفر ۱۲۱۸ھ
کے طے پایا ازبل ہنری ویلسلی لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپردشدہ صوبہ جات اودہ نے
نواب امداد حسین نصیر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی مین مصدق بہر دستخط
اپنے عنایت کیا اور نواب ممدوح نے ازبل ہنری ویلسلی لفٹنٹ گورنر بہادر سپردشدہ صوبجات
کو اسکی دوسری نقل بہ ثبت اپنے دستخط اور مہر کے عنایت کیا ازبل ہنری ویلسلی لفٹنٹ گورنر
بہادر اقرار کرتے ہین کہ تین روز کے عرصہ مین ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ ثبت مہر اور دستخط
حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوینگے۔ تصدیق اقرارنامہ منجانب گورنر جنرل بہادر ۲۴ جون
۱۸۰۳ء دست برداری کے اکیسال گذرنے سے پہلے جب ہنری ویلسلی صاحب
حاصل شدہ ضلع کے انتظام مین مصروف ہوئے نواب کے بھائی ارتھر صاحب دکھن مین
مرہٹہ کی سازش دور کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام
دکھن ہند مین جنرل لیک صاحب کے سپرد کیا گیا۔ ماہ اگست ۱۸۰۳ء مین اونسے کانپور سے
علیگڈھ کو کوچ کیا وسوقت جان بار فرانسیس مین سندھیا کی طرف سے مقابلہ کے مقرر ہوا تھا
اور قلعہ پر دھاوہ کرنیکے بعد مین پوری کے ضلع مین ایک دستہ فوج کا بعرض چھوڑا لینے شکوہ آباد
کے مرہٹہ رسالوں کے ہاتھوں سے بھیجا اس بات کے تصور سے جرات پاکر کہ برٹس کی فوج ہمہ تن مصروف
ہی چتر سال راجہ بھٹھیانے بغاوت کی۔ اوسکے قلعہ پر محاصرہ اور حملہ کیا گیا مگر کمانڈر انگ افسر اور محاصرہ
کرنے والے نقصان ہوئے۔ باغی کا ملک ضبط کر لیا گیا جبکہ وہ جمنا کے پار دکن جانب کو بھاگا خاص
گنگا سے فائدہ اوٹھاکر مہیواتیون نے ضلع کے پچھم مین تعنیف حملہ کیا تمام زمیندارون کو لوٹ لیا

جنہون نے اُنکی خواہش پوری کرنے مین انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع مین ایک نامشا
بعوض جانثاری کے ہوئی ماہ دسمبر مین جب دشمنون سے صلح ہوگئی اسمین بارہ پرگنے اودیشامل کردیئے
گئے جو کہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگڑہ مین منتقل کئے گئے - لڑائی ختم ہوجانے کے قبل کسی اور
جگہہ قحط شروع ہوا تھا اور معاً قحط بند ہوجانے کے دوآب مین مرہٹون نے ایک جدید لڑائی سے
اوس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہولکر تھا جسنے شاید یہہ خیال کیا کہ برٹس کی قوت
سیندھیا کے عاجز کرنے مین گم ہوگئی ہے - شرایط مذکور کے بعد جو نزاع سے پہلے ہوئی تھی اوس مین
اُٹاوا اور دوآب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے مین اوسنے گستاخی کی تھی ہے
جواب اوسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر ۱۸۰۴ء مین ہولکر نے دہلی کا بذات خاص محاصرہ کیا تھا - مگر
لیک صاحب کے پہونچنے پر اوسنے جلدی سے دریاے جمنا کو عبور کیا بارادہ اسکے کہ دوآب کو
آگ اور تلوار سے غارت کرے - لیک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
دونون فوجون نے اپنے اپنے پیدل سپاہیون کو پیچھے چھوڑ دیا اور کسی نے اون مین سے زیادہ
سامان لشکر نہین لیا تھا - یہان تک کہ اب یہہ دیکھا گیا کہ اُن دو عمدہ فوجون مین سے مرہٹے کی فوج
موافق اپنی شہرت زود روی کے بہت تیز کوچ کر رہی تھی - ملک کے پورب طرف ہولکر اون گانون کو
جو اوسکے رستہ مین پڑتے تھے جلاتا ہوا بھاگا - اوسکے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی اپنی چھپہ روزکی
خوراک لیکر آگے جلدی جلدی بڑھتے جاتے تھے جنکے پیچھے توپ خانہ اور سوار لیک صاحب کے تھے تعاقب
کرتے تھے اور سولہہ نومبر کی شام کو جب انگریزی فوج ضلع ایٹہ کی علیگنج مین پہونچی تو اوسنے دیکھا
کہ وہ قصبہ ابتک جل رہا ہے - مرہٹہ اوس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھہ رہے تھے کہ ایک
بڑی فوج فرخ آباد کے نزدیک ڈہلاول مین ۲۶ میل پر ہے اور لیک صاحب کے سوار ۲۰ میل اُن
روز آے تھے - باوجود اسکے اوسنے دشمنون پر رات کو چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا تو بجے شام کو
اوسنے بغیر خیمہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اوسکے سوار گھوڑے پر چڑھ رہے
تھے تو یہہ خوشخبری پہونچی کہ اونکی پیدل فوج نے ماتحت جنرل فریزر صاحب کے ہولکر کے پیدل

سپاہیوں کو مقام ڈک میں شکست دیا اس خبر نے اُنکے جوش کو مغرور مرہٹہ کے رسالہ پر حملہ کرنیمین دوچند کردیا۔ سیکفرش صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ماہتاب بلند تھا اور رات خوشنما معلوم ہوتی تھی جب وے لوگ سڑک پر چلے جارہے تھے وے لوگ اس خبر کے سننے سے بہت خوش تھے کہ دشمن اپنی لشکرگاہ مین بلاحس وحرکت اور ہمارے آنے سے بالکل ناواقف ہی، اتنے مین صبح کو اوسکی فوج کا سردار مرہٹہ کے لشکر کے دامن پر پہونچ گیا۔ مرہٹوں کے گھوڑے میخون مین بندھے تھے اونکی بغلون مین آدمی پڑے سورہے تھے۔ جب ہمارے سپاہیوں نے چندگراپ کی آواز سنی اور اونکی گولیان لشکر عظیم مین گرین تب اونکو لیک صاحب کی آمد کی خبر ہوئی۔ بندوق کی آوازون نے اُنہین جگادیا مگر اکثر کو دائمی خواب مین ڈالدیا۔ بادشاہ کے آٹھوین لائیٹ ڈریگون نے پہلے اونپر حملہ کیا اور ہر چہار طرف اُنکو کاٹ کر گرادیا۔ ہماری دوسری رجمنٹ نے بھی معاً آنے کے ویسا ہی کیا یہانتک کہ قلیل عرصہ مین تمام لشکر کو قتل اور زخمی کرڈالا خود ہولکر سب سے پہلے بھاگ گیا اور اوسکے پیچھے تھوڑے سے سوار جو کہ گھوڑے پر چڑھنے کے قابل تھے وہ بھی بھاگ گئے اور ہولکر نے جبتک کہ کالینی دریا کو عبور نہ کیا اپنے گھوڑے کی باگ کو نہ روکا جو کہ ۱۸ میل کے فاصلہ پر پایاب تھا۔ جب آتے مرتبہ اوسنے جمنا کو عبور کیا تھا تو اوسکے ساتھ ۶۰ ہزار سوار تھے اور پھر کالینی کے عبور کے بعد وہ دس ہزار فوج بھی کر سکا تین ہزار فوج اوس کی چھاپہ مین کام آئی اور باقی بھاگ گئی اور منتشر ہوگئی اور پھر ہرگز اوسکے شریک نہ ہوئی۔ بلاگان لیک صاحب نے اپنی کامیابی کے واسطے ہولکر کا ۱۰ میل تک تعاقب کیا۔ جب لیک صاحب نے ہولکر کو چھوڑ دیا تو اونہون نے دیکھا کہ مین نے ۲۴ گھنٹہ مین ۷۰ میل اور ۳۵ میل گذشتہ دو ہفتون مین طے کیا صرف دو انگریز اوسکے ساتھ کے مارے گئے تھے اور کوچ کی تکان اور اُنکے گھوڑون پر سخت ہوئے تھے منجملہ اُنکے پیچھے مرگئے خواہ بیکار ہوگئے اُنکے نقصان کا کم خیال ہوا کیونکہ اونہون نے اپنے بہتیرے گھوڑے کام کے لایق پیچھے چھوڑے تھے کرنل ڈلس کے پیدل فوج کے پہونچنے پر جسنے ایک جسیم کی الوسع جلدروی مین پیروی کی تھی سوار و پیدل شہر فوج آباد مین داخل ہوئے اونکی آمد پر

روز مبارک تھی کیونکہ سرکش پٹھان اوس قصبہ اور ضلع کے فتحگڑھ کے قلعہ کا محاصرہ کئے تھے جہاں انگریزی رزیڈنٹوں نے اور اونکی کمروز ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے پناہ لی تھی۔ اوس شہر کے پولیس کا خاص افسر دریاے گنگ کے پار بھاگ گیا تھا۔ نواب کے خاندان کے دو امرا و مرہٹوں کے شریک ہوگئے تھے منجملہ اونکے ایک سرمست خان جدید شکست مین قتل کیا گیا تھا خود نواب نے ہولکر کی ملاقات کی حکم کی متبعیت کی تھی۔ اور جب کہ جج مجسٹریٹ نواب سے بڑی توپ مانگنے آیا تو اوسکے جواب مین عذر پیش کیا گیا مسٹر بابٹ فتحگڑھ کو واپس آتے ہوئے چند مرہٹوں سے جنہوں نے اوسکا پیچھا کیا تھا بمشکل بچگئے۔ چھاونی مین رسالہ کا اصطبل اور قدیم برف خانہ اور انگریزی افسروں کے بنگلوں کو پھونک دیا۔ یہہ ضلع جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے اول ہی اول باغی ہوا۔ قلعہ کے محاصرہ کرنے کی غرض سے باغیوں نے لام باندھا تھا اور تین ضرب توپ کی سلامی واسطے اظہار فتحیابی جنرل فریزر صاحب کے کی گئی اور بعد ازان انگریزی فتحیابی کے لئے ایک صاحب نے ۲۰ نومبر کو ہولکر کا تعاقب کیا۔ اوسکا راستہ واپسی کا دہلی کی طرف سے تھا اور اگرچہ ۱۸۰۶ء تک صلح نہین ہوئی تھی تاہم اوسکی روانگی کے بعد اوس ضلع پر حملہ نہیں کیا گیا جنگ کی سابق تواریخون مین فتحگڑھ ایک مشہور توپخانہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور فرخ آباد کی مکسال ہونے کا ثبوت اس واقعہ کے ذریعہ سے دیا گیا ہے کہ بھرتپور کے راجہ پر دو لاکھ روپیہ سکہ بنانے کے لئے جرمانہ کیا گیا تھا ۱۸۱۱ء مین صاحب بورڈ نے نواب کے مکان آسائش کا خرچ ساٹھ ہزار روپیہ منظور کیا لیکن ۱۸۱۳ء مین نواب بصیر جنگ نے انتقال کیا۔ اگرچہ وہ صرف ۳۰ برس کی عمر کی تھی جب اونہوں نے انتقال کیا تاہم وہ بہت سے اپنی یادگاریان چھوڑ گئے۔ ایک مکان اندر قلعہ کے۔ یک نقارخانہ امام باڑہ کے اندر۔ ایک پائین باغ معہ ایک مکان عمدہ اور چہار دیواری کے ایک مکان شکار اندر رمنہ کے جو اب منہدم ہوگیا۔ چند اصطبل تارن دروازہ پر۔ بازار بنام نصیر گنج احاطہ جو نصیر گنج سے پائین باغ تک ہے۔ وہ اپنے گھرانہ کا آخر شاہزادہ تھا۔ اور سابق تواریخ مین اوسکے خاندان کا بہت ہی مختصر ذکر ہے۔ اونکا بیٹا نواب خادم حسین اونکی عزت و تعلقہ جات جانشین ہوا

جسکا لقب شوکت جنگ ہوا اور اوسوقت اوسکی عمر دس برس کی تھی - اس لڑکے کی بابت صرف
اتنا ہی بیان کرنا ضرور ہے کہ اوسنے نواب گورنر جنرل بہادر سے بلیسبہت مین ملاقات کی اور ۱۸۳۲ء
مین اوسنے دہلی مین وفات پائی جہان وہ بغیر اجازت جہٹ نواب گورنر جنرل بہادر کے گیا تھا اور حقیقت
اوسکی موت بوجہہ عارضہ چیچک کے ہوئی لیکن بہت سے واہیات وجوہات بیان کیجاتی ہیں بعض
کہتے ہین کہ اوسکو جن کا دخل ہوگیا جب کہ وہ اوس باغ مین جہان کہ جن رہتا تھا نشہ کی حالت مین
گیا دوسرے یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک ہندو جوگی نے خفا ہوکر بددعا دی جب کہ نواب نے ایک سانڈ
کو گولی مار دیا تھا - تیسرا قصہ یون ہے کہ کسی عورت نے اوسکے گہر زہر دیا - اوس کا لڑکا نواب تجمل حسین جو کہ
ایک برس کا بھی نہین تھا اوسکے جانشین ہوا لیکن پھر نواب تجمل حسین ۱۸۳۵ء مین ۲۴ برس کی عمر
مین لاولد مرگیا اور اوسکا چچازاد بھائی نواب تفضل حسین اوسکا جانشین ہوا - نواب تفضل حسین نواب
عنایت حسین نصرت جنگ کا لڑکا تھا جو کہ نواب شوکت جنگ کا چھوٹا بھائی تھا - نواب نے فروری ۱۸۵۳ء
مین برٹش گورنمنٹ سے بابے تبس کا خطاب حاصل کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کررہے تھے

ہم کو اب دوسرے قاتلون کی بابت بیان کرنا ہے

حالات رچرڈ سیوم

بعد بادشاہ ایڈورڈ پنجم کے رچارڈ سیوم جو کہ خاندان پلنجٹ کا آخر بادشاہ تھا تخت انگلستان کا مالک ہوا یہہ بادشاہ ۱۴۵۲ء مین پیدا ہوا تھا اور ۱۴۸۳ء مین تخت نشین ہوا اول بار معہ اپنی زوجہ کے شہر دلست منشر مین تخت پر بیٹھا۔ جو کہ اوسنے چند آدمیون کے مدارج دربار مین از حد بڑہا دیے اسلئے اور دن نے بوجہہ حسد کے اس سے بھی بغض رکھنا شروع کیا اور علاوہ اسکے یہہ اوس خزانہ کو جسے کہ شاہ ایڈورد نے بڑی جانفشانی سے جمع کیا تھا فضول و محض بیجا صرف کرنے لگا اسوجہہ سے اور بہت سے لوگ اس سے ناراض ہوئے آخر کو یہہ نتیجہ ہوا کہ سب نے باہم مشورہ کرکے اس سے بغاوت اختیار کیا مگر چونکہ یہہ بادشاہ نہایت ہوشیار تھا بطور ورہ کے ہر شہرون مین جہان کہ اوسکے خلاف سازش ہوتی تھی معہ سپاہ کے گیا اور یہہ اشتہار کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ کل کام ہماری عملداری مین انصاف کی رو سے ہو اور ہماری رعایا امن و چین سے بسر کرین اور اوسکے انجام کے لئے وہ دوبارہ شہر بارک مین تخت نشین ہوا قبل اسکے کہ یہہ بادشاہ بارک مین داخل ہو ایک سانحہ عظیم وقوع مین آیا جس سے رہے سہے لوگون کی کمر کو بھی اوسکے خلاف بغاوت سے چت باندھا یعنی جیمس ٹیرل داروغہ اصطبل شاہی داروک سے ایک شاہی نامہ بنام سر جان کری افسر قلعہ لندن کے اس مضمون کا لیگیا کہ مکتوب الیہ فوراً بمعائنہ حکم شاہی حامل نامہ کو قلعہ کی کنجی چوبیس گھنٹہ کے لئے دیدے اوس قلعہ مین ایڈوارد بادشاہ سابق معہ اپنے بھائیون کے نظر بند تھا ٹیرل نے چند بدمعاشون کو پہلے سے مقرر کر رکھا تھا اور کنجی لیکر اونکو قلعہ مین بھیجکر بیچارے قیدیون کو قتل کرایا اور اونکی لاشون کو زینے کے نیچے دفن کر دیا۔ اسکی سازش کا حال زبانی قاتلون کے معلوم ہوا مگر جب بادشاہ نے سنا اوسنے فضول علمی بیان کی اور بہت سے ثبوت اس امر کے پیش کئے کہ یہہ امر بالکل اوسکی بے اجازت ہوا اور اگرچہ اونکی کچھہ سازش نہ تھی گو کہ بادشاہ تو اوسوقت ظاہر بچ گیا مگر تاہم لوگون کے دلون مین شک نے گھر لیا کچھہ تو پہلے سے اوسکی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر تھے اب تو ظاہر بہت لوگ باغی ہو گئے اور یہہ سازش کرنے لگے کہ ہنری تیوڈر کو جو کہ رچمنڈ کا امیر تھا بادشاہ کرین۔ روز بروز

خطرہ ترقی پذیر تھا ایک بیک اون لوگون نے بھی جو کہ بادشاہ کے جانثار اور یار غار تھے اوس سے سرکشی کرنا شروع کیا اور تمام باغی جمع ہوکر ہنری کے پاس گئے اور اوسکو اپنا سردار بنا کر بادشاہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن بوجہ طوفان و سیلاب کے اوسکے جہاز کنارہ پر نہ آسکے اور اس باعث سے وہ لوگ ناکامیاب رہے لیکن جب کہ باغیوں نے یہہ امر چاہا کہ ہنری کی شادی شاہزادی الزبیتھ کے ساتھہ کرکے اوسکے حق کو اور مستحکم کردین اوسوقت بادشاہ نہایت گھبرایا اور مخوف ہوا کیونکہ اوسکا یہہ ارادہ تھا کہ اوس شاہزادی کی شادی اپنے بیٹے سے کرنا مگر قضا کا روہ لڑکا مرگیا اب اوسنے ارادہ کیا کہ اوسکی شادی وہ خود اپنے ساتھہ کرلے کیونکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ جب ہنری کی شادی الزبیتھ کے ساتھہ ہوجاویگی تو وہ ضرور مستحق تخت کا ہوجاویگا اس خبط مین پڑکر اوسنے اپنی زوجہ کو زہر دیکر مار ڈالا اور بندش کی کہ اپنی شادی الزبیتھ کے ساتھہ کرے مگر ان کو کچھہ اور ہی منظور تھا اودھر باغی دن پر دن خوب بگڑتے جاتے تھے یہان تک کہ بڑی فوج کے ساتھہ بادشاہ کے قتل پر امادہ ہوئے اور بادشاہ کی خاص خاص لوگ سب سرکش ہونے لگے بقول شخصے جب تقدیر بگڑتی ہے تو اپنا میٹھا ہی خون کا پیاسا ہوتا ہے جیکہ لارڈ اسٹنلی جو کہ بادشاہ کا ہمراز و دمساز تھا بادشاہ سے کچھہ سرکشی کرنے لگا اور بادشاہ کو بھی اوسکی جانب سے متنبہہ رہنے لگا اب بادشاہ کی بری حالت ہوئی اسطرف باغیون کا روزافزود ھر اپنی بی بی کو ایک خیال موہوم پر مار ڈالنا اور احباب کا ساتھہ چھوڑ دینا ان چند باتون نے بادشاہ کو بہت گھبرایا اوسپر خواب و خور حرام ہوگیا یہانتک کہ یہہ خبر سنی گئی کہ باغی لوگ معہ ہنری کے حملہ کرنے کو آتے ہین بادشاہ نے بھی بہت سے سوارون کو اونکے جاسوس و خبر رسانی کے لئے تعینات کیا دم بدم یہی خبر لاتے تھے کہ اب آئے تب آئے غرض یکم اگست ۱۴۸۵ء کو سب لوگ شہر مل فورڈ ہون معہ ہنری کے داخل ہوا۔ بعد پندرہ روز کے موسل ورد دھپر لڑائی شروع ہوئی اور یہی روز کے اخیر لڑائی تھی عین حالت لڑائی مین جو ہین رچاڈ نے رچمنڈ پر حملہ کرنا چاہا رچمنڈ نے خود ہی اوسپر حملہ کرکے کام تمام کیا اوسکا تاج کھاڑ مین پایا گیا اور لارڈ اسٹنلی نے اُسے بڑے دھوم دھام سے فاتح کے سر پر پہنایا اور رچاڈ کی لعش شہر

لائے سٹرمین کری فراریر کے گرجے مین دفن ہوئی اس بادشاہ کو تمام مورخین نے نہایت ظالم و غیاش
سفلہ طبیعت لکھا ہے اور اس سے بہت سے قصور از حد بیجا و ناحق ہوئے اور اسکے مزاج کی خلقی
خاصیت خبث اور دشمنی جانب مائل تھی ۔

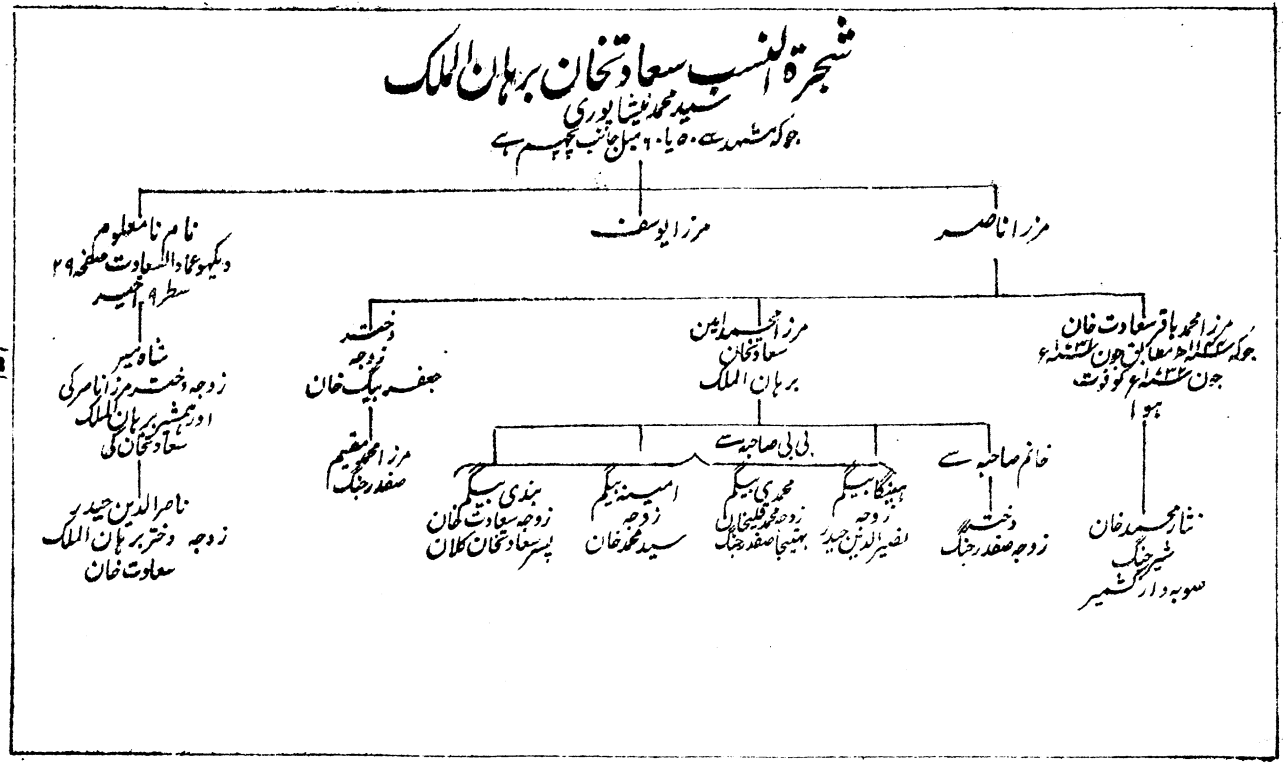
جدول نوابزادگان فرخ آباد جو ۱۲۱۳ھ سے ۱۸۵۸ء تک حکمران رہے

نمبر شمار	نام معہ ولدیت	مائکا نام	تاریخ پیدائش	تاریخ تخت نشینی	تاریخ وفات
۱	نواب محمد خان عظفر جنگ ولد ملک علی خان	نامعلوم	نامعلوم	سنہ ۱۱۲۵ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۷۱۳ء و جنوری سنہ ۱۷۱۴ء	۲ ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۹ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء
۲	قایم خان ولد نمبر ۱	مالیہ یا نوزف بیگم صاحبہ	ایضاً	ذیقعد سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۳ء	۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۳ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء
۳	امام خان ولد نمبر ۱	نامعلوم	مقام پیدائش محمد آباد تاریخ نامعلوم	۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۷ نومبر سنہ ۱۷۴۸ء	سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۷۴۹ء و نومبر سنہ ۱۷۵۰ء
۴	احمد خان خان عالم جنگ ولد نمبر ۱	ایضاً	ایضاً	شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق جون و جولائی سنہ ۱۷۵۰ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء
۵	دلیر ہمت خان مظفر جنگ ولد نمبر ۲	خیر النساء بیگم	سنہ ۱۱۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۹۹ء و سنہ ۱۷۰۰ء	۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء	۸ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء
۶	امداد حسین خان ناصر جنگ ولد نمبر ۵	نامعلوم	مقام فرخ آباد سنہ ۱۱۸۲ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۷۶۸ء و دسمبر سنہ ۱۷۶۹ء	۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری	۲۸ محرم سنہ ۱۲۲۵ ہجری مطابق یکم فروری سنہ ۱۸۱۰ء
۷	فدا حسین خان توکت جنگ ولد نمبر ۶	سرفراز محل	۲۰ رمضان سنہ ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۷۶۹ء	محرم سنہ ۱۲۲۵ ہجری مطابق فروری سنہ ۱۸۱۰ء	۲۹ شوال سنہ ۱۲۳۵ ہجری مقام دہلی مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء
۸	تجمل حسین خان ظفر جنگ ولد نمبر ۷	ممتاز محل	جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۱۰ء	ذیقعد سنہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۳ اگست سنہ ۱۸۲۰ء	۱۸ ذیقعد سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق ۹ نومبر سنہ ۱۸۴۶ء
۹	تفضل حسین خان ولد نصرت جنگ پوتہ نمبر ۶	سلطان عالیہ بیگم	۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مطابق ۲۶ فروری سنہ ۱۸۱۸ء	ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۶ء	اور سنہ ۱۸۵۹ء میں جلاوطن ہو کر مکہ معظمہ کو بھیجے گئے اور وہاں سنہ ۱۸۸۰ء میں فوت پائی

شجرۃ النسب سعادتخان برہان الملک

سید محمد نیشاپوری

جو کہ مشہد سے ۵۰ یا ۶۰ میل جانب مغرب ہے



پشت نامہ صفدر جنگ

یوسف خان
شاہجہان
بیداغ شاہ
حسن علی مرزا
منصور مرزا
جو کہ نیشاپور و تبریز سے بھیجا گیا
محمد قلی بیگ

محمد شفیع خان بیگ

جعفر خان بیگ
زوجہ ہمشیرہ برہان الملک
سعادت خان

مرزا امین عزت الدولہ
زوجہ ہمشیرہ نواب نجف خان
جو ربیع الاول ۱۱۷۶ھ
مین فوت ہوا

مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
زوجہ دختر سعادت خان
برہان الملک جو ۱۱۷۵ھ
مین فوت ہوا

محمد قلیخان
(نائب اکبر آباد ۱۱۷۶ھ
تا ۱۱۷۸ھ) زوجہ
دختر برہان الملک

فاطمہ بیگم
زوجہ
مرزا اسمٰعیل
برادر نجف خان

جلال الدین حیدر شجاع الدولہ
جو جنوری ۱۷۷۵ء مین
فوت ہوا

مرزا امانی
آصف الدولہ جو ۱۷۹۷ء مین
فوت ہوا

سعادت علیخان
جو ۱۸۱۴ء مین فوت ہوا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ تاریخ خاندان بنگش سابق والی فرخ آباد کی اختتام کو پہونچی۔ اس کتاب کو جناب مسٹر ولیم آروین صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ نے (جب ضلع ہذا مین رونق افروز تھے) بتلاش تمام کتب تواریخ قدیم و جدید بہم پہونچا کر دو جلد مین بزبان انگریزی تالیف اور انتخاب کیا ہی۔ اختصار مخل اور اطناب ممل سے ہر موقع پر اجتناب کیا ہی۔ بعدہ بنظر افادۂ خاص و عام حسب استدعاے خاکسار شیخ حسین بخش مہتمم مطبع حسنی کے زبان اردو مین بالفاظ سلیس و عبارت نفیس ترجمہ کیا اور ازراہ توجہ و عنایت خاص حق تالیف بھی مرحمت فرمایا۔ بندہ نے سر دست اوسکی اشاعت کو امر ضروری خیال کیا اور اوسکی طبع مین فی الجملہ استعجال کیا۔ بعد چندے انشاء اللہ تعالی یہہ کتاب لاجواب بکمال اہتمام و انتظام و صحت مالا کلام بار دگر معرض طبع مین آئیگی۔ اور لطف تازہ دکھائیگی۔ از انجا کہ علم تاریخ کی عظمت و وقعت علی العموم ظاہر ہی لہذا کچھ حاجت تعریف نہین۔ ضرورت توصیف نہین اسی قدر کافی ہے کہ ؎ خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست ؛ آب خدمت بابرکت مین شایقین علم تاریخ کے عموماً۔ اور رؤسای ضلع ہذا کی خصوصاً۔ یہہ التماس ہی کہ جلد اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین حظ وافر اوٹھائین۔ اور ضلع فرخ آباد کے واقعات گذشتہ سے کماحقہ واقف ہوجائین۔ اور احوال ماضی و حال کا مقابلہ کرکے عبرت حاصل کرین کہ ایک وقت مین اس خاندان بنگش کا کیا حال تھا۔ کیسا اولوالعزم اور صاحب اقبال تھا اور اب انقلاب زمانہ سے بالکل کیفیت اوسکی برعکس نظر آتی ہی۔ اور حالت موجودہ عبرت دلاتی ہی فی الواقع ؎ بیک گردش چرخ نیلوفری ؛ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ؛ فاعتبروا یا اولی الابصار ؛ تاریخ ختم مطبع نشر مین تحریر ہے۔ اور اوسکی پر خاتمۃ تقریر ہے

تاریخ

تالیف مسٹر ولیم آروین صاحب بہادر

۱۸۸۳ء

از نتایج افکار حاجی الحرمین الشریفین نواب محمد اصغر حسین خانصاحب بہادر حسینی قادری المتخلص بہ ناطق خلف حاجی الحرمین الشریفین جناب نواب محمد تفضل حسین خانصاحب بہادر مغفور والی سابق فرخ آباد شاگرد منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر سلمہ اللہ القدیر - قطعۂ تاریخ

ہے مشرح طور پر تالیف مسٹر آر وین ہاتف غیبی نے ناطق یہہ کہی تاریخ طبع		حال نوآئین منگش کا کیا ہی خوب صاف ترجمہ اردو زبان مین بھی لکھا ہی خوب صاف

قطعۂ تاریخ از نتایج افکار حاجی الحرمین الشریفین نواب محمد اقبال حسین خانصاحب بہادر حسینی قادری المتخلص بہ مضطرب برادر زادہ حقیقی جناب نواب صاحب بہادر مرحوم والی سابق فرخ آباد خلف نواب محمد سخاوت حسین خانصاحب بہادر مغفور شاگرد حضرت صفیر

ہے اصل انگریزی مین تالیف آر وین چھاپی حسین بخش نے سعی بلیغ سے با فرق طبع ہر یہی تاریخ مضطرب		ہر جزو جسکا بحر ہے حال صحیح کا دکھلا دیا کمال کلام صحیح کا بے مثل ترجمہ ہے کتاب فصیح کا

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا من تصنیف منشی نند لال صاحب حضور مخلص تحصیلدار حضور تحصیل فرخ آباد

فرخ آباد کی یہہ ہے تاریخ ڈبلیو آر ون نے کی تالیف ہے ضلع کا مفصلاً احوال فکر تاریخ کی تھی مجھکو حضور غیب سے یہہ مجھے ندا آئی	دیگر	اس مین مضمون ہے دلکی راحت کا ہے نتیجہ یہہ خاص ہمت کا اور آبادیون کی وسعت کا تھا مگر انتظار فرصت کا ہے یہہ اچھا چراغ برکت کا ۱۸۵۸ء

دیگر

طبع شد این عجب کتاب خرد
یعنی تاریخ انتخاب خرد

ہست تالیف آرون صاحب
گشت ترتیب ز آب و تاب خرد

گلشن حال فرخ آباد ست
تازه و تر ز فیض آب خرد

گر بخوانند در ہمین بارد
بر سر ناظران سحاب خرد

سال تاریخ جستم از ہاتف
او بمن گفت آفتاب خرد

۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار پنڈت شیو کشن لال صاحب متخلص بہ فدا

فدا تاریخ شہر فرخ آباد
عجب دلچسپ دلکش دلستان ہے

ہوئی اردو مین انگریزی زبان سے
خریدار اوسکا ہر پیر و جوان ہے

مؤلف اوسکے ہین وہ ولیم اردن
کہ جنکا مدح خوان ہر نکتہ دان ہے

صف آرائی کے ہین حالات آئین
سراسر تیغ رانی کا بیان ہے

وہ دی ہے داد حرب و ضرب شیر
کہ روح پاک بنگش مدح خوان ہے

چھپی ہی کیا ہی خاطر خواہ و مطبوع
نہین حاجت بیان کی خود عیان ہے

کوئی اسکا سواد خط تو دیکھے
سواد دیدۂ حور جنان ہے

لکھے یون مینے اوسکے عیسوی سن
یہہ تاریخ آج بے مثل جہان ہے

۱۸۸۶ع

قطعات تاریخ طبع تاریخ فرخ آباد من نتائج طبع منشی محمد صدیق حسین صاحب منت

چھپی فرخ آباد کی یہہ تواریخ
بطرز عجایب بستان غرائب

جو ہو فکر تاریخ ہجری کی منت
تو فی الفور لکھدو۔ غریب و عجایب

۱۳۰۸ھ

ایضاً

چھپی تاریخ شہر فرخ آباد
نہایت صاف بہتر خوب کیا خوب

برای طبع ای منت لکھو تم
سنین عیسوی۔ مرغوب کیا خوب

۱۸۸۶ع

صحت نامہ تاریخ فرخ آباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۰	جہبرامئو	چہبرامئو
۱۲	۴	۱۶۸۵ء	۱۶۸۶ء
۱۵	۱۰	جہاؤنی	چہاؤنی
۱۹	۱۶	سنے	کے
۲۰	۷	اورسر	اُدرمر
۲۰	۸	کاغدائی	کاغزئی
۲۱	۱۲	کاغائی	کاغزئی
۲۱	۱۳	ایضاً	ایضاً
۲۳	۱۴	ایضاً	ایضاً
۲۶	۱۷	مثواتر	متواتر
۲۶	۳	توخیر ورنہ	توخیر ورنہ
۲۷	۱	ڈہر	دہڑ
۳۰	۶	مئورشید آباد خیرپور	مئورشید آباد کبیرپور
۳۱	۱۱	کل کا کہیڑا	کال کا کیڑا
۳۳	۲	حاطہ	احاطہ
۳۵	۱۷	نلک سنگہ گور	تلک سنگہ گور
۳۷	۱۷	دلدارخان	دلدلیرخان
۳۸	۲	ملوہ	ملیہ
۴۱	۱۳	۲ر نومبر ۱۷۲۰ء	۲ر نومبر ۱۷۲۱ء
۴۴	۸	ماڑہوار	ماڑدار
۴۶	۲	ارج	اِرج
۴۹	۱۴	ماڑہوار	ماڑدار
۵۰	۴	بھاگنی پور	بھوگنی پور
۵۰	۹	آیا محل	آیامل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱۷	بہاگھل گھنڈ	بگھیل کھنڈ
۵۱	۱۰	ایضاً	ایضاً
۵۱	۱۱	سنگرات	سنکرات
۵۱	۱۶	کھانڈی رام نزدارے	کھانڈی رام نزداری
۵۲	۳	لوگ	لگ
۵۲	۴	پرسنگ پور	برسنگ پور
۵۴	۵	اَچونی یا اَچولی	اجونی یا اجولی
۵۵	۵	جنگلون	جنگلون
۵۵	۹	چنگل	جنگل
۵۵	۱۷	کھانڈی رائے نزداری	کھانڈے رای نزداری
۶۲	۱۱	محمد شاہ تہان حاکم راٹہ	محمد شاہ ملتانی حاکم راٹہ
۶۳	۹	اجہیتر	اجہنر
۶۶	۳	چاہزار	چار ہزار
۶۸	۴	گوٹا	کوٹہ
۶۸	۱۵	چیت پور	جیت پور
۷۷	۱	نسبت	بہ سبب
۷۸	۵	نایت	نایب
۷۹	۱۶	سیر سندی	سر سیندی
۸۰	۳	قصا	حصار
۸۰	۷	ماگذاری	مالگذاری
۸۰	۵	پچی	نیچی
۸۰	۱۳	اکبرآباد	اکراباد
۸۰	۱۷	سلخانہ	سلح خانہ
۸۲	۳	عبرت خان	غیرت خان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۹	سدھوڑی	سدھواڑی
۸۵	۱۳	تلوری	تلودری
۸۷	۲	سندیوی	سندلوئی
۸۸	۸	اطفاے	انطفاے
۸۸	۱۰	پہنچ	پہنچے
۸۸	۱۶	کنہیاجی	کنہیاجی ناظر
۸۹	۹	جمنا	چمنا
۸۹	۱۰	کھاٹی	کھائی
۹۱	۲	بداوانی	بداولی
۹۱	۷	نربورہ	نوربورہ
۹۲	۸	لکلا	اوکلا
۱۰۰	۱۳	کدرولا	کدولا
۱۰۱	۲	حسینہ	سہرجہ
۱۰۱	۹	فیصلہ	قبضہ
۱۰۵	۱۳	کھنڈلی	کندالی
۱۱۲	۱۱	داماد	سالا
۱۱۳	۳	الہ آباد	اکبرآباد
۱۱۴	۱	ایضاً	ایضا
۱۱۴	۵	بحالہا	بحال و
۱۲۱	۱۲	جملہ	حملہ
۱۲۷	۴	معین الدینخان	میرمعین الدینخان
۱۲۸	۱۰	امور کا تجربہ	امور کا محمد خاں نے تجربہ
۱۳۳	۱۵	پٹھا	پٹھان
۱۳۷	۱۱	کور	گوڑ
۱۳۹	۵	جونیس	چونتیس
۱۳۹	۹	اکبرآباد	اکراباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۰	۱۶	۱۷۳۸ء	۱۷۴۸ء
۱۴۱	۲	سفیل	فصیل
۱۴۱	۲	کنکر کی ہی یہہ مقبرہ	اینکر کی ہی اوسکی قبر کی پاک ایک ٹیلہ ہی جسکو لوگ کہتے ہین کہ اوسکا ہاتھی کی قبر کا
۱۴۱	۱۰	سابق مین بیان کرچکا ہین	
۱۴۳	۱۱	امرتپور	امرتپور واقع ضلع فرخ آباد
۱۴۴	۱۱	تیراغبار	تیرااعتبار
۱۴۵	۱	اسلام خان	امام خان
۱۴۵	۲	غریب خان	غیرت خان
۱۴۶	۲	دورے	دوری
۱۴۶	۵	چھوٹے	جنوبی
۱۵۶	۴	نام آور خان	متور خان
۱۵۷	۷	دوست خان	دوست محمد خان
۱۵۹	آخر	جب مظفر جنگ سے اورنگ آباد	مظفر جنگ کی ستہ عا
۱۶۰	شروع	سے صلح ہوگئی تو	
۱۶۰	۴	پوشش	پوشش تھی
۱۶۰	۸	خبرگیری کی	خبرگیری کی ہکا حال
			حصہ دوم مین درج ہے
۱۶۰	۱۰	منجرخان	سنجرخان
۱۶۰	۱۲	مقرر کرایا - ایک	مقرر کرایا ۱۷۶۹ء ایک سنہ
۱۶۱	۴	- ار ربیع الاول	۱۲- ربیع الاول
۱۶۱	۸	خدہ بندہ خان نے	خدا بندہ خان نے
۱۶۱	۸	بعد اوسنے کہا	وقت معلوم کیا
۱۶۱	۱۱	سمجھانے پر منور علیخان کے	کہنے پر منور علیخان کا
		لیے صرف ایک وظیفہ مقرر	وظیفہ بندکردیا
۱۶۱	۱۳	سے قاضی کے یہان	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۲	۱۴	عنایت علیخان	عنایت علیخان
۱۶۴	۳	۱۳ نامعلوم	۱۳ نام نامعلوم
//	۴ ۵	۱۴ نامعلوم	۱۴ نام نامعلوم
۱۶۶	۷	جسمین	جنے
۱۶۷	۳	خرق عادات	معجزات
۱۶۸	۱	سید حامد	سید حامد بخاری
۱۷۰	۲	گلاب سنگھ	راجہ جگت سنگھ
۱۷۰	۶	الہ ورد	الہ داد
۱۷۱	۲	چھوچھہ سنگھ	چھوجہر سنگھ
۱۷۲	۸	صوبہ کا	صوبہ برہانپور کا
۱۷۴	۳	۱۶۰۲ء	۱۶۰۳ء
۱۷۴	۱۰	مئی ۱۶۵۲ء	۱۸- مئی ۱۶۵۲ء
۱۷۴	۱۲	مارچ ۱۶۵۸ء	مارچ ۱۶۵۹ء
۱۷۴	۱۵	اللہ داد خان	الہ داد خان
۱۷۵	۴	منصب ہزاری	منصب سہ ہزاری
۱۷۵	۱۷	رام پور واقعہ گنجم	ندارد
۱۷۶	۱	کسی پور فرخ آباد سے	ایضاً ۱۰ میل کے فاصلہ پر جانب پورب واقع ہے
۱۷۶	۲	کھسے پور	کھمسے پور
۱۷۶	۲	قوم راٹھور سرزار	ندارد
۱۷۶	۳	مرہان خان	برہان خان
۱۷۷	۷	بی بی صاحبہ	بی بی ربیعہ
۱۷۷	۸	سید پور	سید پور
۱۷۷	۹	تعالیکن	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			[illegible]
۱۷۷	۱۴	کہلا	کہا
۱۷۸	۹	اول	ددم
۱۷۸	۱۰	ایک بسوہ	۱۲ بسوہ
۱۷۸	۱۵	بہی قریب	بردن مین
۱۷۹	۳	بندوبست	بندوبست بازدہ
۱۷۹	۶	سنوا	سناہی
۱۷۹	۱۷	چھہ	چودہ
۱۸۰	۱	پیروندا سے ہے	پیروندا سے شمال و مغرب ہے
۱۸۰	۱۰	واپس جاؤ اور کہا	واپس جاؤ دلیل خان نے اونکی صلاح نہ مانی اور کہا
۱۸۰	۱۵	بھونڈی	بھدوری
۱۸۱	۵	کور ٹھانان پر	کوٹھانان پر زور دیکر آدمی
۱۸۱	۱۳	قریب	قبر
۱۸۲	۶	مگالون	نباگاؤن
۱۸۴	۱۲	بیعرفی ہے	بیعرفی ہے یعنی اپنی اور اپنی قبیلی کرنیوالے جیر سالکی اضعاف اور موج دلیل خان جو شاکر محولا ہوری سے حاصل ہوئے دوہا
۱۹۰	۴	دوہا	
۱۹۲	۹	۱۷۴۳ء	دسمبر ۱۷۴۳ء
۱۹۲	۹	قائم خان	قائم خان ہڑاولہ کا
۱۹۲	۱۱	مرہٹون نے گھیر لیا	
۱۹۳	۱۱	مجھے	بخشے
۱۹۳	۱۴	اپنی گھوڑی پر	اپنی گھوڑی بری پر
۱۹۴	۱۵	یہہ نئی	یہہ نئی امیٹی
۱۹۴	۶	ہے	نئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	۷	سردار	سرفراز
۱۹۵	۸	کے بیٹے کو	کے چھوٹے بیٹے کو
۱۹۵	۱۰	فقسل	قفل یعنی اپنی دکو ڈوبن مین تالا لگانا
۱۹۶	۱	خضر خان	خضر خان بی
۱۹۷	۱۳	حکم	حاکم
۱۹۹	۱	احمد شاہ	احمد شاہ درانی
۱۹۹	۳	فدوی خاکسار	ندارد
۱۹۹	۴	رکھتا ہے	رکھنا چاہیے
۱۹۹	۸	[illegible]	ندارد
۱۹۹	۱۲	نواب	قاصد
۱۹۹	۱۳	اس نواب در	ندارد
۲۰۰		بخشے محمود خانی بہادر	
۲۰۰	۷	محمد خان	ندارد
۲۰۱	۵	باوجودیکہ	بوجہ اسکے کہ
۲۰۱	۷	اس یتیم	اس یتیم یعنی سعد رضا
۲۰۲	۱۱	جانے سکے	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۱۶	نومبر ۱۸۴۲ء	نومبر ۱۸۴۳ء
۲۰۲	۶	ہاتہہ	ہاتھی
۲۰۳	۶	پرڈالے	[illegible]
۲۰۴	۱۲	کو	تو
۲۰۴	۱۳	تڑپنے	بڑہنے
۲۰۵	۵	اور اس کہیت کی	اور اس خندق کی
۲۰۶	۴	نقل امام	فضل امام
۲۰۶	۱۰	ہاتی اوتر	ہاتھی سے اوتر
۲۰۶	۱۱	مان سنگہ	مان راے
۲۰۷	۱	ہوئے اور	ہوئے سوار اور
۲۰۷	۹	پدم تہا بی بی	[illegible]
۲۰۸		چہوڑا	پچھوڑا
حصہ دوم ۱	۱۱	احمد خان	امام خان
۲	۶	۱۲۶۳ ہجری	۱۱۶۳ ہجری
۲	۷	۱۸۴۹ء	۱۷۴۹ء
۲	۱۳	چکوا فغانستان	چکوا اور براسا خانہ
۳	۶	پچیس ہزار نوسوار	پچیس ہزار سوار
۳	۱۳	[illegible]	[illegible]
۵	۱۹	اوسی نور اسم خان و	[illegible]
		جعفر خان سنے	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۶	یعقوب خان بہادر	یعقوبخان خان بہادر
۶	۶	ناظر نے	یعقوب خان نے
۶	۱۵	کاغذ ناظر	کاغذ مہر کرکے ناظر
۶	۱۷	[illegible]	جعفر خانکو طلب کیا
۶	۲۰	سات لاکھہ	ساٹھہ لاکھہ
۷	۱۲	اوسی میدان مین	اوسی امید مین
۸	۲۱	دیکھا کہ	دیکھا اور کہا کہ
۹	۱	الفاظ زبانپر	الفاظ تہنگ آمیز زبانپر
۱۰	۱۹	منصبی کے ہوا	منصبکی رنگ محلین ہوا
۱۰	۲۱	متوالاتہا	متوالا بنا
۱۱	۲	نول رای جوابدیا	نول رای نی جوابدیا
۱۱	۱۰	نے ایک تحریری	نی مدہوشی مین ایک تحریر
۱۱	۱۳	حکم پر	حکم رہائی پر
۱۲	۴	افغانون سے	افغانون نے
۱۲	۶	ایک ہندو نے	ایک ہندو ملازم نول رای نے
۱۲	۷	چلا گیا بعد	چلا گیا عورت وہ روپیہ اپنی خرچ مین لائی
۱۳	۳	دیگر مواضعات	دیگر پانچ پرگنہ
۱۳	۵	ہوادار	ہودہ
۱۳	۱۶	قبل کے قلعہ	قبل کچا قلعہ
۱۳	۱۹	ایک روز یعنی	ایک روز یعنی سانون پندرہ
۱۵	۶	ایک کورمی	ایک پختہ گسانامی کورمی
۱۵	۱۷	مشتاق علیشاہ	میان علیشاہ
۱۶	۱	نہ پڑو پہر	نہ پڑو جب تک نول رای کو فتح نہ کر دیہر
۱۶	۸	شاہ آباد سے	شاہ آباد فتح سے
۱۷	۲	ابراہیم خان	براہیم خان
۱۷	۳	سرفرار خان	سرفراز خان
۱۷	۱۰	رسالدار و دیپی دت	رسالدار وراجپوت دیپی دت
۱۷	۱۰	کوتل کو	کوتل کے
۱۷	۱۱	نواب خان	نواب احمد خان
۱۸	۱	شب جمعہ	شب جمعرات
۱۸	۲	بارہ سوار	بارہ سوسوار
۱۸	۱۶	ہلاک کرے نکر	
۱۸	۱۹	اوتر پڑھ ورسم خان	اوتر پڑھ ورسم خان اوتر پڑھ ورسم خان آئی پڑھ ہونا کہ مین جاتو کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتی ہو رسم خان
۱۹	۱	دہاں تلوار	ڈھال تلوار
۱۹	۹	ہاتہیو نیرزرکار	ہاتہیو نیرش روزرکار
۲۰	۱	افغانون کو	افغانون کی
۲۰	۱۰	والد نے	والد کے ایک غلام نے
۲۱	۷	جب احمد خان	جب محمد خان
۲۱	۲۱	شیخ کے تیس	شیخ کے سیتیس
۲۲	۲	واقع ہو علی الصباح	واقع ہی اس رات وہ قبضہ رہا دوسرے روز علی الصباح
۲۲	۹	زخمی تھی۔ بروز	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۰	مشرق	مغرب
۲۳	۷	بی بی صاحبہ کو	بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی ماں کو
۲۳	۷	محل	محال
۲۳	۹	بھوسے	بھوسی
۲۲	۶	اسمعیل بیگ خان چیلہ	
۲۴	۱۶	جلال الدین	جلال الدین حیدر
۲۵	۵	پہونچا اوسنے	
۲۵	۶	اوچہ چیلوں سے کہا کہ	اور کہا کہ اوشمشیر خان
۲۶	۲۰	بیان کی غرض	
۲۸	۸	شروع کی مگر اونہوں نے اوسکا کچھ خیال نکیا	ندارد
۲۸	۹	اونر پڑا	
۲۸	۱۰	مگر رستم خان	
۲۸	۱۱	تا علیگنج	علیگنج کیطرف بہت دور تک
۲۹	۸	دیکہا کہ	دیکہا کہ اوسکے آدمیوں
۲۹	۱۵	چند	پانچ
۲۹	۱۵	تلوار کے لگے	
۳۲	۱۴	تیرہوان بیٹیا	تیرہوان بیٹیا منصور علیخان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۸	بھونگاؤن	بھونگاؤن بھپور
۳۲	۲۰	محمد خان	محمود خان
۳۳	۱۸	محاصرہ قلعہ الہ آباد	
۳۳	۱۹	دیپرتاب نرائن	دیپرتاب نرائن و خان عالم خان و ہرخانی
۳۳	۲۰	ایک ہزار پانسو	نوسو یا ہزار
۳۴	۱	علی قلی خان صوبہ	علی قلی خان کرکی نائب صوبہ
۳۴	۲	سادی	سادی خان
۳۴	۱۳	بلونت راؤ	بلونت سنگھ
۳۴	۱۴	مستجاب خان	مستجاب خان ورکزی
۳۶	۱۴	محمد خان	محمود خان
۳۵	۱۶	صاحب خان	صاحب زمان خان
۳۶	۱۱	عزت خان	غیرت خان
۳۶	۱۹	کام آئے	کام آئے یا زخمی ہوئے
۳۷	۱۸	سول	محول
۳۸	۲	بینل	بنیس ۳۲
۳۸	۳	سردار خان	حاجی سرفراز خان
۳۸	۷	فاصلہ پر	فاصلہ پر مغرب میں
۳۸	۱۲	روانہ ہوا صاحب زمان خان	
۳۸	۱۶	تو ادھوں نے	
۴۰	۱۵	لکھنا	لکہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۷	حاضر ہوئے	معہ میر تزک حاضر ہوئے
۴۲	۹	بیس	بیسن
۴۲	۹	کیے گئے	
۴۲	۱۷	کورہ	کوٹہ
۴۳	۵	فوج شاہی	فوج شاہی یعنی ہاتھی گھوڑے
۴۳	۱۲	قادر چوک کو پہونچا	
۴۳	۱۳	گل خان	گل حال
۴۳	۱۰	واپس آتا ہوں	شکست دیکر واپس آتا ہوں
۴۴	۳	بھاگ گئے تھے	بعہد نوابی عمل بھاگ گئے تھے
۴۵	۲	للیا	دونده
۴۶	۴	گھاٹ پر	
۴۶	۱۰	کشتی موجود ہوئی	ندارد
۴۶	۲۰	ناہر راؤ	ملہر راؤ آپا
۴۷	۱۳	قلعہ فتحگڑھ سے	قلعہ فتحگڑھ اور حسین گڑھ
۴۸	۱۳	جنوب	جنوب مغرب
۴۹	۵	طلب کیا	
۵۰	۴	دوندے خان	دوندے خان و ملا سراج الدین
۵۰	۵	دوسرا	دوسرے روز
۵۰	۱۲	کاظم خان	کاظم علیخان
۵۱	۸	ناہموار زمین تھی	
۵۳	۱	ممکن ہوا	
۵۳	۱۴	صلح	عزت خان
۵۳	۱۷	عزت خان	ہمت خان
۵۳	۱۷	ہمت خان	ملہر راؤ
۵۴	۸	مرہٹون	مقابلہ کرنے ہین
۵۵	۳	مقابلہ کرتے ہین	
۵۶	۱۸	کے مقابل	سے دور
۵۷	۶	پانچ	مکی
۵۸	۱۸	طرف	طرف چلدیا
۵۹	۵	زن خان	رسول خان
۶۱	۸	گوالیاری کا	
۶۳	۲	جنگ کرینگے	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۷	روہیلے سردار	سرداران آنولہ
۶۶	۱۱	ہو جانے	ہو جانے سے
۶۷	۹	احمد خان	حافظ رحمت خان
۶۸	۸	وزیر نے	ندارد
۶۹	۱۸	احمد خان	احمد خان ورد ولے
۷۲	۱۳	قیام پذیر ہوا	
۷۵	۱۰	تکو	ہمکو
۷۶	۱۲	سرداران	سرداران مرہٹہ
۷۶	۱۲	صف	ندارد
۷۸	۳	تمام	
۷۸	۴	سر انچہ	سر انچہ مین
۷۸	۱۸	پہونچا	پہونچا مین
۷۹	۲۱	بھائی تھا	
۸۰	۱۹	دیا	دیا اور جواب مانگا
۸۲	۳	سردار خان	سرفراز خان
۸۳	۶	لشکر مین	احمد خان کے لشکر مین
۸۳	۸	بیس	تیس
۸۳	۱۰	گنگا دہر	گنگا دہر اپنے دیوان
۸۴	۴	پتروں	دو پتروں
۸۴	۱۳	فتوح کی روانگی کے لیے	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۱۲	کوچ کیا اور	
۸۵	۱۷	غائبا	نواب غائبانہ
۸۵	۱۹	شراب	سے
۸۶	۱۳	سے	کے
۸۶	۱۷	شاہزادون	دو شاہزادون وہ
۸۶	۱۹	روانہ کردی	
۸۶	۲۰	دہاری	ندارد
۸۷	۵	عہدہ پر	عہدہ شاہی کی بنا پر
۸۷	۲۱	ابراہیم	ابراہیم خان
۹۰	۷	بسواس	بسواس راؤ
۹۰	۱۶	غازی الدین	غازی الدینخان
۹۱	۱۱	ٹھہرایا تھا	
۹۱	۱۲	رہنیوالون	رہنے والون
۹۱	۱۳		
۹۲	۱۵	جے پور	جے نگر
۹۳	۴	ہوگی	ہوا اسکے پاس
۹۳	۱۱	گرنٹ	گرنیر
۹۳	۱۴	بنو بیگم	گنا بیگم
۹۳	۱۸	ایضاً	ایضاً
۹۳	۱۸	عماد الملک	عماد الملک کی زوجہ
۹۳	۲۱	بنو بیگم	گنا بیگم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۲۱	مارچ	۴- مارچ
۹۴	۲	۱۷۵۸ء	جون ۱۷۵۸ء
۹۵	۳	تھا	ندارد
۹۵	۴	بنگالہ	بنگالہ کا
۹۵	۵	حاکم	رہنے والا
۹۵	۱۶	قلعہ	قلعہ کی۔
۹۶	۱	صوبہ دار تھا	
۹۶	۳	۱۷۵۱	۱۷۷۱
۹۶	۱۰	واپس گیا	
۹۷	۱۱	غازی الدین	غازی الدین خان وزیر
۹۸	۴	ہین رہتا تھا	سے چلا گیا
۹۸	۱۰	جوگی	جی کی
۹۸	۱۶	خان	گنج
۹۹	۳	امیر	ایک امیر
۹۹	۱۰	معین الدین دلدار خان	معین الدین دلدار خان
۹۹	۱۱	منصوری	منشی
۹۹	۱۶	جے نگر	جے نگر دراجہ نروا
۹۹	۱۷	سونڈہا	سونڈہا وادر جا
۹۹	۱۸	شاہ آباد	شاہ آباد کردگی
۹۹	۱۸	ہم	ہم گے
۱۰۰	۱	سرائے سید راجہ	سدائے راجہ
۱۰۰	۲	۱۷۸۱ء	۱۷۷۵ء
۱۰۰	۱۹	امراؤ گر	امراؤ گر کو شاہین
۱۰۰	۲۱	الدین	الدولہ
۱۰۱	۵	امراؤ سنگھ	امراؤ گر
۱۰۲	۱۰	دوست تھا	
۱۰۲	۲۱	بدایون	بدایون وآنولہ
۱۰۳	۱۳	اٹاوہ	اٹاوہ شیخ کبیر
۱۰۳	۲۱	نہین ہے	
۱۰۴	۱۵	چار	پانچ
۱۰۶	۳	ایک۔	ایک سو
۱۰۶	۱۲	نجیب خان	نجیب خان یوسفزئی
۱۰۷	۵	نہین جاری کی	بسی ہوئی
۱۰۸	۶	عہد و پیمان	صلاح
۱۱۱	۱۹	و مہربان خان	بخشی و مہربان خان
۱۱۲	۶	گذرے	
۱۱۳	۷	۵۲ سنہ	۵۲ سنہ
۱۱۳	۸	بہین	ہیں
۱۱۳	۲۱	ہوئی	ہوتی تھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۲۱	نواب	پوربب
۱۱۴	۹	سپید	سپید سنہ ۳۰ سنہ ۱۹ مین
۱۱۴	۹	سفر	سترہ
۱۱۴	۱۰	سے	ندارد
۱۱۴	۱۲		ندارد
۱۱۵	۹	کربل مین	سنہ ۱۹ مین سہ پرگنہ تقسیم ہونے
۱۱۵	۱۰	کربل پرتاپل	
۱۱۵	۲۱	کو	کوسنے
۱۱۶	۳	چنگوڈہ	چنگوڈہ بہن
۱۱۶	۸	اسمین	
۱۱۶	۵	جو جانب شمال ہے	ندارد
۱۱۶	۱۲	چوتھے یعنی چہارم حصہ دیا	کچھہ نہ دیا
۱۱۶	۱۳	خطاب کیے	سنہ ۱۸۶۱ع مین عطا کیے
۱۱۶	۱۵	پیشوا	پیشوا کے
۱۱۶	۱۶	گنیش جی	گنیش مہاراجی
۱۱۶	۱۷	زر خراج	زر خراج
۱۱۸	۴		ندارد
۱۱۹	۹	طلب کیا	سونا چاندی طلب کیا
۱۱۹	۱۶	پاس آیا	
۱۱۹	۱۶	بیکار	مکار
۱۱۹	۱۷	پاس لائے	
۱۲۰	۱۸	رسول خان	نجف خان
۱۲۲	۱۲	روپیہ	روپیہ اور کھانا
۱۲۴	۹	ہین مقبرہ	
۱۲۸	۱۲	کواونسے	اوسکو
۱۲۹	۱۰	پٹھان	میان
۱۲۹	۱۶		
۱۳۰	۱۸	فاعتبروا یا اولی الابصار پر تاریخ	
۱	۱۸	طبع نشر	طبع بہی نشر

تمت

قطعه تاریخ طبع من تصنیف منشی شنکر لعل صاحب متخلص به ساقی سکندر آبادی

فرخ آباد است شهر پر سرور — وسعتش مشهور گشته دور دور
حکمرانش بود ڈبلو آرون — ذی حشم ذی جاه زیرک ذی شعور
کرد تاریخ بنایش را رقم — بعد تحقیقات و ادراک وفور
چونکه آقا و خداوند منست — سال تاریخش نوشتن شد ضرور
گفت ساقی هاتف غیبی بمن — ای اگر داری بخود عقل و شعور
از سر طرز نکو تحریر کن — این کتاب نادر و عمده حضور

۷۸ ۱۸ ع
۹
۷۸ ۱۸ ع